تشریح حوالجات

ای-آر-ای = دی انسائیکلوپیڈیا اوف ریلیجن اینڈ ایتھکس

پی-ایچ-بی = دی پرمنینٹ ہسٹری اوف بھارتھ ورشن

ایس-بی-ای = دی سیکریڈ بکس اوف دی ایسٹ-

ایس-بی-ایچ = دی سیکریڈ بکس اوف دی ہندوز-

ایس-بی-جے = دی سیکریڈ بکس اوف دی جینز-

ایس-ایس-پی = دی سکس سسٹمز اوف انڈین فلوسوفی مصنفہ میکس مولر صاحب

دیباچہ

یہ کتاب جو آپ ناظرین کے ہاتھ مین ہے مروجہ مذاہب کی تفریق
و اختلاف کے اسباب کے متعلق برسون کی متواتر صابرانہ تفتیش کا نتیجہ ہے
اسکو مین حق کے تلاش کرنیوالون کے سامنے ایک خفیہ زبان کے اعلان
کے ساتھہ پیش کرتا ہون جو ایک ایسی اہم دریافت ہے کہ جس سے
مذہبی عقائد کا رنگ بدل جائیگا اور خیال کی کایا پلٹ ہو جاییگی
فی الحقیقت کچھ لوگون کا ایسا خیال عرصہ سے ہے کہ مذہبی کتابون مین صرف
طبعی قوتون مثل بادل - بارش - نباتات کی حرارت وغیرہ کی شاعرانہ
بندشین یا تصویرین (Personifications) بھری ہوئی
ہین لیکن اس خیال سے متلاشی عقل کا اطمینان نہین ہوتا اور اس پر عام
طور سے اتفاق بھی نہین ہے جو اس کے سچے ہونیکی صورت مین ہونا
چاہیے تہا - تاہم محقق انکے اختلافات ہی اس بات کو واضح کردیتے
ہین کہ یہ کتب تاریخی طور سے پڑہے جانیکے لئے نہین لکھی جا سکتی تھین
اور نہ لکھی گئین - جو دریافت اب ہوئی ہے وہ اس امر کو ظاہر کردیگی
کہ وید - قران - زندا وستا - اور فی الحقیقت تمام قدیم حکایتی
شاستر سب ایک ہی زبان مین تحریر ہین باوجود اس اختلاف کے جو
انکی ظاہری الفاظ کے حروف و زبانون مین پایا جاتا ہے - ہم اس
خفیہ زبان کو بکٹو کرت کہہ سکتے ہین "تاکہ اسکا امتیاز پراکرت یعنی عوام
کی زبان اور سنسکرت یعنی عالمون کی زبان سے کیا جا سکے -

۴

فہرست مضامین

الله ...

بندر کیشے کے کمہکار۔ سائنس اور مذہب ۔
وحشیوں اور جانوروں سے ترقی کرتے کرتے
انسان کے نمودار ہونیکا مسئلہ۔ دعا اور داعی ۔
سب پرانیوں کو شانتی اور محبت کا پیغام ......

اتحاد المخالفین

یعنی

علم مقابلہ وموازنہ مذاہب

پہلا لکچر

علم مقابلہ وموازنہ مذاہب (Comparative religion) ایک
سائنس ہے۔ وہ انسانی دانش کا وہ حصہ ہے جو مختلف مذاہب کے خیالات کو سمجھنے اور ایک
دوسرے سے متفق کرنے کی غرض پر مبنی ہے۔ اور اُس کا کام پرانی تعلیم کو اکٹھا کرنے۔
ترتیب دینے اور تعبیر کرنے سے وابستہ ہے تاکہ اُس کے ذریعہ سے حقیقت کا پتہ چلے۔
اُس کی مصلحت پرانی تعلیم کو برقرار رکھنا ہے۔ کم از کم وہان تک تو ضرور ہی ہے کہ جہانتک
وہ ہر مذہب کی سچائی کے اٰنش کو دریافت کرنے مین مصروف ہوتا ہے۔ گو کہ نافہمی اور
بداعتقادی کے جالون کو ہٹانے کے لئے تھوڑی بہت توڑ پھوڑ شروع مین کئے بغیر بھی
کام نہین چلتا ہے۔

یہ مضمون بہت وسیع اور نیا ہے۔ فی الواقع اب تک کسی نے اسکی طرف
علمی طور سے توجہ نہین کی ہے۔ اسپر چودھوین صدی کی ایک کتاب موسومہ بہ سروردرشن سنگرہ
ملتی ہے لیکن نہ تو یہ واقعی سائنس پر مبنی ہے اور نہ اسمین کُل مذاہب ہی پر غور
کی گئی ہے۔ اس کے مصنف مدھواچاریہ نے صرف بعض دقیق امور پر جو اُن کے
جانے ہوئے مذاہب مین متنازع تھے بحث کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ مگر وہ سوال جو

آج کل تحقیق سے دو چند دقیق امور فلسفہ پر بحث مباحثہ کرنے سے اتنا وابستہ نہین ہے جتنا اس امر سے ہے کہ اپنے ناہر مخالف مذاہب کو جیسے جین مت۔ ویدک دھرم عیسائی مت۔ اسلام۔ پارسی مذہب اور یہودیون کے دین کو کیونکر ایک بار ان مین کہ متفق بنا دے۔ یہ کتنا غیر ضروری ہے کہ ابتک اس قسم کی کوشش نہین کی گئی ہے گو کہ زمانہ حال مین چند ناواقف یا نیم واقف اصحاب نے جوش ہمت و انسانی محبت سے ان مخالف مذاہب مین سے بعض کو کھینچ تان کر متفق کرانے کی کوشش کی ہے۔ مگر جملہ قسم کے اعتقادون کو محیط کرتے ہوئے یعنی پورے طور سے اس مضمون پر کبھی توجہ نہیں ہوئی ہے اور نہ انسانی خیال کی تاریخ مین کبھی اس سے پہلے مختلف مذاہب کے باہمی مغالطہ کے اسباب دریافت کئے گئے ہین۔

دربارہ ذرایعہ مقابلہ بھی ہمارے متقدمین کو یہ طریقہ پسند خاطر رہا ہے کہ مختلف مخالف مذاہب مین سے چند امور کو جن پر کہ ان کا اتفاق ہے چھانٹ لین اور اُن پر زور دین۔ اور باقی تمام ان باتون کو جن کی نسبت ان مذاہب مین ایک دوسرے سے اختلاف ہے دبا دین۔ مگر یہ طریقہ ہمکو پسند نہین ہے۔ کیون اختلاف ایسے دبانے سے دب سکتے ہین۔ اور نہ کبھی قیام پذیر اتفاق ہی ممکن ہے جب تک کہ مذاہب کے اختلافات حل نہ ہو جاوین۔ پس اصلی اتفاق تک پہنچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ان اختلافات کی تہ تک پہنچین تاکہ اُن کے اندرونی اصول اتفاق کو (اگر کوئی ہون) گرفت کر سکین۔ پس ہمکو سطح کے نیچے خوب گہرا غوطہ لگانا ہوگا تاکہ ان اختلافات کو پیدا ہوتے ہوئے دیکھ سکین۔ اس طریق سے ہم ایک عمارت حقیقت کو اٹھائین گے جو سب قومون اور لوگون کے لئے اصلی پرستش گاہ اتفاق بھی ہوگا اور جہان پر کہ اختلافات

دبائے نہین جائین کے بلکہ وہ سچائی اور حقیقت کے اصلی اصولون کو صاف اور تحقیق کرانے کا ذریعہ بن جائین گے اور جہان پر اُن کا دُہرانا انسانون مین دلی محبت اور اتحاد کو اور بھی زیادہ پائدار کرے گا۔

مگر یہ خیال آپ کے دل مین نہین آنا چاہیئے کہ آپ یا مین ایسے مضمون کو کلیتاً اس جلسہ مین حل کر سکتے ہین۔ صرف وسعت مضمون ہی اسکو ناممکن ٹھہرانے کے لئے کافی ہے۔ دو قسم کی دقتین یہان پر حائل ہوتی ہین۔ ایک وقت کی جو ایسے اہم کام کے لئے بہت قلیل ہے۔ دوسری عدم واقفیت کی اُن عجیب وغریب خفیہ مسلون کی تعبیر سے جو بہت سی روایتون اور مذہبی احکام مین شامل ہوگئے ہین۔ مگر ان دقتون کے مقابلہ مین ایک امر تسکین دہ اور ہمت بڑھانیوالا بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ خفیہ رموز کی تعلیم قریب قریب متوازی خطوط کے طور پر مختلف مذاہب اور دینون مین چلی آئی ہے اور اُس کے حل کرنے کے لئے کُنجی بھی قریب قریب ہر پُرانے شاستر یا کُتب مذہبی مین چھُپی ہوئی پائی جاتی ہے اور آسانی سے بنائی بھی جا سکتی ہے۔ خُفیہ تعلیم اور پوشیدہ خیالات کا بے اندازہ ذخیرہ اس طریقہ پر ایسے چند اُمور پر قرار پذیر ہو جاتا ہے جن سے کہ ہم اطمینان کے ساتھ گذشتہ مذاہب کے اصلی اصولون کو جو صدیون کی گرد کے نیچے دبے پڑے ہوئے ہین از سر نو ساخت کر سکتے ہین۔ اس طریق پر جو نتائج ہم نکالین گے اُن کی صحت کا بلکہ کہنا تو یون چاہیئے کہ اُن کی صحت کاملہ کا پورا اطمینان تحقیقات کے مختلف خطوط کے ایک مرکز پر ملنے سے ہو جاتا ہے۔ یعنی جبکہ سائنس فلسفہ علم اسرار الٰہی وتعبیر کتب مذہبی سب کا میلان بالاتفاق ایک بات پر ہو جاوے تو پھر اُس کی صحت مین کوئی شبہہ نہین رہ سکتا ہے۔ پس ہم صرف اصول علم مقابلہ وموازنہ مذاہب ہی نہین بیان کرین گے

بلکہ خود ایک سچی پرستش کا، حقیقت یہ اتفاق بھی بنائین گے جو ہر زمانہ اور
وقت کے لئے اسی درجہ قوم انسان کا ہوگا اور یہ ایک بلند اخلاقی عمارت
ہوگی جو ہر طور پر مکمل اور اپنے ہر حصہ مین پوری ہوگی گو کہ اس مین مزید عمارتون
کے لئے بھی جو موجودہ بنیادون اور خطوط کے اوپر آئین۔ داٹھائی جائین گنجایش
رہے گی۔ ہم امید کرتے ہین کہ ہماری محنت کا نتیجہ جو آپ کے سامنے پیش ہوگا
وہ پورے طور سے ہمارے طریقہ اور ذرایعہ کی صحت کا اندازہ کرا سکے گا۔

ذرایع اتفاق کی نسبت آپ کو اور مجھ کو جو اس درس گاہ ادراک
مین موجود ہین اس امر پر متفق ہونا چاہیئے کہ مختلف مسئلون اور پیچیدگیون کے
حل کرنے مین جو دوران تحقیقات مین ملین ٹھیک ٹھیک منطق ہی ہمارا رہبر
ہونا چاہیئے۔ ہیچ اور تعصب حقیقت کے خلاف ہین۔ اور دیوانگی کا جوش عقل کا
قاتل ہے۔ لوگون کے ذاتی توہمات اور مہمل محسوسات بھی ہمکو مدد نہین
دے سکتے ہین ایسے بھی خیالات کو جا نہین پہنچتی ہے اور اس لئے علمی تحقیقات
مین بارج ہوتے ہین جیسا کہ مین نے قبل اس کے ایک اور مقام پر کہا ہے
اگر تحقیقات سے جانچے ہوئے نتایج کے بجائے ذاتی توہمات پر بھروسہ کیا جائے
تو ہر پاگل کو لکچرار فلاسفی بننے کا حق حاصل ہوگا اور ہر سڑی سودائی کو مربی عالم
بننے کا۔ پس عقل اور عقل ہی ہماری رہبر ہو سکتی ہے کم از کم اس وقت تک
تو ضرور ہی کہ جب تک ہم کسی ایسے گورو کو نہ پائین جس کی روشن ضمیری
ہمارے قدمون کو ٹھیک راستہ پر چلانے کے لئے صحیح روشنی کا کام دے
اسیوجہ سے کتب مقدسہ کے احکام بھی شروع مین ہمکو نظر انداز
کرنے پڑین گے کیونکہ قریب قریب کل مذاہب کی کتب مقدسہ صرف ایسی
باتون سے بھری ہوئی نہین ہین جو مہمل معلوم ہوتی ہون اور جنکو کہ صرف

اعتقاد والا ہی قبول کرسکتا ہے۔ بلکہ ایک مذہب کی کتب مقدسہ دوسرے مذہب کی کتب مقدسہ سے اور بعض بعض موقعون پر خود اپنے ہی مضامین سے مختلف اور متضاد پائی جاتی ہین یہانتک کہ اُن کو بے کم و کاست سچ ماننا ناممکن ہے۔

عقلی تحقیقات کس کو کہتے ہین اور عقلی عمدگی کیونکر جلد حاصل کی جاسکتی ہے یہ باتین دوسرے لکچر مین بتائی جائین گی۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ جو شخص کہ اپنے مذہبی توہمات (superstition) کی جڑ اُکھاڑ کر نہین پھینک دیتا ہے وہ حقیقت کی تلاش کرنے کے قابل نہین کہا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا یہان موجود ہے کہ جو اپنی عقل کو جنبہ داری سے پاک کرکے منصف قرار دینے کو تیار نہین ہے تو اُسکو شکایت نہین کرنی چاہیئے اگر اُس کا یہ دعوے کہ اس کو سمجھدار قرار دیا جاوے فہم کے اجلاس سے خارج ہوجاوے۔

اَب ہم مختلف مذاہب کے اصولون اور تعلیم کو بیان کرین گے تاکہ اُن کی یگانگت اور مخالفت کے امور کا پتہ چلے۔

جین دھرم مین سات اصول (تتو) مانے گئے ہین جو حسب ذیل ہین۔

(۱) جیو یا روح۔

(۲) اجیو یا غیر روح۔

(۳) آسرو یعنے مادہ کا روح مین آنا۔

(۴) بندھ یعنے قید۔

(۵) سمبر یعنے مادہ کی آمد کو روکنا۔

(۶) نرجرا یعنے قید کا توڑنا۔

(۷) موکش یعنے نجات۔
ان کو ہی پُن اور پاپ کے ملانے سے (۹=۲+۷) نو پدارتھ کہتے ہیں۔ دُنیا ازلی ہے۔ اسکو کبھی کسی نے پیدا نہیں کیا۔ اس میں دو قسم کی شے پائی جاتی ہیں۔ روح اور غیر روح۔ غیر روح میں کئی شے شامل ہیں جیسے کال۔ خلاء۔ اتھر۔ مادہ وغیرہ۔ مگر اُن سب میں روح اور مادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ روحیں لاتعداد ہیں جنکو سنسکرت میں جیو کہتے ہیں اور مادے کے ذرہ ہوتے ہیں۔ دُنیا کے تغیرات اور تبدیلات ارواح و مادہ کے ربطہ وضبطہ کا نتیجہ ہیں جو خاص خاص قوانین قدرت کے تابع ہیں۔ سنساری ارواح مادہ میں مخلوط ہیں جسکی وجہ سے اُن کے اصلی اوصاف مختلف طور سے بے اثر ہو گئے ہیں اور مدہم پڑ گئی ہیں۔ قدرتی اوصاف کا اس طرح پر جاتے رہنا اور مدہم پڑ جانا اُس مادہ کی مقدار و قسم پر موقوف ہے جو ہر روح کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ مادہ سے پوری پوری علیحدگی کا نام موکش ہے۔ جس کے حاصل ہونے پر روح کے اصلی اوصاف جو مدہم اور بے اثر ہو گئے ہیں پھر از سر نو پورے طور سے با اثر اور نمایاں ہو جاتے ہیں۔ خالص روح کے قدرتی اوصاف ہیں

(۱) ہمہ دانی۔
(۲) آنند (خوشی)۔
(۳) غیر فانی پن۔

شامل ہیں اس واسطے ہر مکت روح ہمہ دان آنند سے بھرپور اور غیر فانی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اسوقت اُس کے ساتھ مادہ نہیں ہوتا ہے اسی وجہ سے ہر مکت روح پرماتما کہلاتی ہے۔ پرماتما دنیا کے سب سے اونچے حصّہ پر جس کو کہ سدھ سِلا (مکت ارواح کے رہنے کا مقام) کہتے ہیں رہتے ہیں جہاں سے گر کر یا نکل کر پھر کبھی

چیشنون کی لالسا نہ کرنا۔ خلاصہ یہ ہے کہ نروان سچّے اعتقاد (تتون پر ایمان لانا) سچّے علم (تتون کو گیان) اور سچّے عمل (شاستروں میں بتائے ہوئے برت وغیرہ پالنے) سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ تین جیون کا سچا طریقہ انسان کو اس خدائی کے درجہ کے حاصل کرنے کے لئے بتایا گیا ہے جو ہر روح کی ذاتی صفت ہے۔ اس راستہ پر چل کر جس کے سوا نروان حاصل کرنے کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہے بیشمار روحیں خدائی کے درجہ تک پہنچ گئی ہیں۔ یہ طریقہ دو پہلو لئے ہوئے ہے۔ اول کم مشکل گرہست کے لئے۔ دویم مشکل اور سخت سادھوؤں اور سنتوں کے لئے۔

گرہست دھرم کی ابتدا اچھّے اعتقاد کا حاصل ہونا ہے جس کے بعد گرہست برتوں کو پالنا شروع کرتا ہے اور آہستہ آہستہ گیارہ درجوں میں جنکو پرتما کہتے ہیں گذر کر سنیاس پدوی کو پہنچ جاتا ہے اس وقت اس پر سادھوؤں والے طریقہ کی پیروی لازم ہو جاتی ہے۔ یہ گیارہ پرتما گیارہ درجہ روحانی ترقی کے گرہست کے لئے ہیں جنمیں سے ہر پچھلا درجہ ہر پہلے درجہ کے نسبت زیادہ بڑھا ہوا اور اسکو اپنے میں شامل کئے ہوئے ہے۔ سادھو کی زندگی بے حد سختی کی زندگی ہے۔ وہ اپنے کو دُنیا سے بالکل علٰحدہ کرکے اور اپنے خواہشات اور جذبوں کو مغلوب کرکے خالص آتما کے دھیان میں لین ہو جانے کی کوشش کرتا ہے اس طرح پر فاقہ اور ریاضت کرتے ہوئے وہ اپنی روح کو مادّہ سے علٰحدہ کر لیتا ہے اور کرم اور آواگون کی جڑ اُکھاڑ ڈالتا ہے۔ کرموں کے ناش ہوتے ہی روح ہمہ دان اور غیر فانی اور اپنے ذاتی انند سے پورن ہوتی ہے جس میں کبھی آیندہ کمی نہیں ہوتی جین دھرم کے بموجب روح کے ساتھ آواگون لگا رہتا ہے جب تک کہ وہ نروان حاصل

نہ کرلے۔ بعض بعض روح ایسی ہین جو کبھی مکت نہ ہون گی گو کہ صفت خدائی اُن کی بھی ذاتی صفت ہے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کے کرم ایسی بُری قسم کے ہین کہ اُن کو کبھی رتن ترے یعنی سچے اعتقاد۔ سچے گیان اور سچے عمل کے تین بیش قیمت جواہر حاصل نہ ہوسکین گے جن کے بغیر موکش نہین مل سکتی ہے۔ ہم آگے چل کر دیکھین گے کہ جین دھرم کا طریقہ سائینس کا طریقہ ہے اور اس لیے اُس مین کسی دیبی دیوتاؤن کے لیے گنجائش نہین ہے گو کہ وہ ہر کال مین جس کی تعداد بے شمار برسون کی ہوتی ہے چوبیس[۲۴] سچے گورون یا خداؤن کے وجود کو مانتا ہے۔ یہ گورو ترتہنکر (لفظ ترتہنکر کے لفظی معنے پایاب راستہ بنانے والے کے ہین) کہلاتے ہین کیونکہ وہ آواگون کے سمندر کے پار پہونچنے کے لئے روحون کو پایاب راستہ بتاتے ہین۔ یہ مہاتما یا مہا پُرش اشخاص کسی بڑے یا چھوٹے دیوتا کے اوتار نہین ہین بلکہ انسان ہین کہ جو اپنے تئین اُسی راستہ پر چل کر جو بعد مین وہ دوسرون کو بتاتے ہین خدا کے کمال کا درجہ حاصل کرتے ہین۔

ویدک دھرم انسانی بھگتی کا اظہار ایک خاص قسم کے دیوی دیوتاؤن کے لئے ہے جن مین سے تین مکھ ہین جو ایک بھی ہین اور تین بھی۔ یہ (۱) سورج۔ (۲) اندر اور (۳) اگنی ہین۔

سورج آسمان مین بادشاہ اور سردار ہے۔ ما بقی دیوتا اُس کو رہبر مانتے ہین اور وہ اُن کو ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہے۔ گائیتری کا پاک منتر سورج ہی کے لئے پڑھا جاتا ہے اس بے حد متبرک منتر کا مضمون یہ ہے۔

"ہم دھیان کرتے ہین اُس آسمانی زندہ کرنے والے کے جلال کا

وہ ہماری بجھ کو کھوٹے ؟

اندر بجر کا مالک ہے اور دیوتاؤن کی فوج کا رہبر۔ اس کی ایک عجیب ہی صورت بندرون کے دیوتاؤن مین ہے۔ باوجودیکہ اس نے اپنے گرو کی استری سے زنا کیا تھا جسکی وجہ سے اس کے تمام جسم پر جابجا پھوڑے پھنسی پھوٹ نکلے برھما جی نے ان سب کو اس کی دعا پر آنکھون مین تبدیل کردیا اور اس طرح پر اسکو پہلے کی نسبت اور بھی زیادہ خوبصورت بنا دیا۔

اندر کا دشمن ورتر ہے جس کی افواج شیطانی اس کے ساتھ ہمیشہ جنگ مین مصروف رہتی ہے۔ ورتر بیشمار دفعہ مغلوب ہوتا اور مارا جاتا ہے مگر ہمیشہ ازسرنو پیدا ہوجاتا ہے اور پھر جنگ مین مشغول ہوجاتا ہے جس مین کہ وہ پھر مارا جاتا ہے۔*

اندر ایک زبردست دیوتا ہے اور پیدا ہوتے ہی پوچھتا ہے کہ کہان ہین
وہ جری بہادران مان جنکے سینہ کو یہ بجر پاش پاش کرے گا۔
بالآخر اندر اور اُسمین جنگ ہوتی ہے اور اندر کی فتح ہوتی ہے۔

ان ویدک دیوتاؤن مین سے تیسرا بڑا دیوتا اگنی ہے۔ وہ دیوتاؤن کا پروہت ہے جس کے بلانے سے وہ لوگ آتے ہین۔ وہ دیوتاؤن کا منھ بھی ہے یعنی اگنی کو جو بلدان چڑھایا جاتا ہے وہ دیوتاؤن کی غذا ہے اور اس سے ان کی طاقت بڑھتی ہے۔ تصویرون مین اگنی کی صورت تین[۳] پاؤن اور سات ہاتھون والی بتائی جاتی ہے۔ پروہت کے طور پر اگنی کو رشیون مین سب سے سرشٹ گنا گیا ہے جو پرستش کے متعلق کل امور کا خود پورا پورا علم رکھتا ہے۔ وہ دانشمند رہبر

* یہان پر ڈاکٹر میور صاحب کی نظم سے مضمون لیا گیا ہے ۱۲۔

باا ثر و کامیاب پروہت اور جملہ رسوم پرستش کا محافظ ہے - اس کی مدد سے لوگ دیوتاؤن کی ٹھیک ٹھیک طریق پر پرستش کر پاتے ہین جو دیوتاؤن کو قبول ہوتی ہے (Wilkins' Hindu mythology)

جیسا کہ ہم نے پہلے کہا ہے کہ یہ تینون دیوتا بہت بڑے دیوتا ویدک دھرم مین ہین ان مین سے کوئی اپنے کسی ساتھی کی وجہ سے محدود نہین ہے اور نہ کوئی کسی سے بڑا ہی ہے - بلکہ سچ تو یون ہے کہ جو خطاب اور القاب ان مین سے ایک کے لیے استعمال کئے جاتے ہین - وہ ہی بلا امتیاز کے اور دونون کے لئے بھی مستعمل ہوتے ہین -

ہندو دیوتاؤن کی پرستش کا فائدہ ڈاکٹر میور صاحب کی اس نظم سے جو انھون نے جم راج دیوتا کے سلسلہ مین لکھی ہے اور جس کا خلاصہ ہم یہان پر پیش کرتے ہین بخوبی ظاہر ہوتا ہے - یہ نظم جم راج کے بھگت کو ان کی بھگتی سے جو پھل ملتا ہے اس کو ظاہر کرتی ہے -

"اپنی حملہ کمیون کو پیچھے چھوڑ -
اپنے پرانے سروپ کو پھر دھارن کر -
ہر ایک عضو جس کو جو تیرے پہلے تھے -
تمام دنیاوی (مادّی) غلاظت سے پاک کر کے"
"اور اب روحانی جلال کے ساتھ چمکتے ہوئے -
اور زندگی سے جو زیادہ تیز اور احسن اور مبارک ہے -
اور زیادہ قابلیت کے ساتھ -
جس سے خوشی کا پیمانہ افزون ہوتا رہے"
"ان عمدہ مقامات پر بے ابر کے دن کی روشنی ہین -

جہان تم راج پوری خوشی مہیا کرتے ہیں۔

اور ہر خواہش کو پورا کرتے ہیں۔

تیری خوشی کا دورہ کبھی کم نہ ہوگا۔ ڈاکٹر میور۔

زردشت کا مذہب پرانا دین اہل فارس کا ہے اور اب اس کے معتقد ہندوستان کے پارسی ہیں۔ پارسیوں کی عبادت ایک خدا یا دیوتا کی پرستش ہے جس کو وہ اہورد مزدہ کہتے ہیں۔ اہورا مزدہ کا توام اینگرامینیوہے جس کو اہرمن بھی کہتے ہیں۔ ان میں سے اہورا مزدہ پاک یا نیک روح ہے اور دوسرا ناپاک شیطان ہے۔ لفظ اہورا مزدہ کا مفہوم ہمہ دان مالک کا (اہورا۔ مالک اور مزدہ۔ ہمہ دان)۔ اہورا مزدہ کے علاوہ پارسی لوگ اور دیوتاؤں کی بھی پرستش کرتے تھے جیسے سورج۔ چاند۔ اگنی۔ پارسیوں کا اعتقاد ہے کہ قیامت کے دن مردے جی اٹھیں گے اور اہرمن کی مخلوق کے غارت ہونے پر دنیا کی دوبارہ تازگی ہوگی۔ روح کو پارسی مذہب والے لافانی اور اپنے افعال کی ذمہ دار مانتے ہیں۔ قیامت ہونے پر ہر روح کو نیا جسم ملے گا اور وہ ہمیشہ کی خوشی اس کے بعد حاصل کرے گی۔ پارسی لوگ آگ کی بیحد تعظیم کرتے ہیں جو قریب قریب بمنزلہ عبادت کے ہے۔ اس ہی وجہ سے لوگ ان کو آتش پرست بھی کہتے ہیں۔ نیک خیالات۔ نیک الفاظ اور نیک افعال پارسیوں کی اخلاقی تعلیم کا پیمانہ ہیں۔ ان کی دعا کا مضمون جس کو ہر پارسی حفظ یاد کرتا ہے حسب ذیل ہے۔

"سادھوپن سب سے عمدہ نیکی اور خوشی ہے۔ خوشی اس کو ہے جو سادھو ہے نہایت عمدہ سادھوپن کے لئے"

پارسیوں کی پاکیزگی میں گومتر سے غسل بھی شامل ہے۔ سب سے اعلیٰ درجہ کی دعا

اور جب ہی کے حسلم کا درخت اور دوسرا زندگی کا درخت تھا یہان پر آدم نے خدا کے حکم کی خلاف ورزی کی اور سانپ (شیطان) کے بہکانے پر اول الذکر درخت کا پھل کھایا۔ اس پر وہ مع اپنے ہمراہی حوا کے جو شریک گناہ تھی اور پیدا کو اس کی زوجیت مین آئی باغ عدن سے نکال دیا گیا اس فعل ہی کی پاداش مین آدم کو موت نے بھی آن گھیرا۔ آدم کے ابتدا مین دو لڑکے ہابیل اور قائن نامی ہوئے جس مین سے قائن نے اپنے بھائی کو جان سے مار ڈالا۔ اس کی پاداش مین خدا نے قائن کو بددعا دی اور وہ روئے زمین پر پریشان اور آوارہ پھرنے لگا۔ اس کے بعد آدم کے ایک اور لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اُس نے سیت رکھا۔ سیت کے ایک لڑکا انوس نامی ہوا اس کے زمانہ سے لوگ جیہوا کا نام لینے لگے۔ اور بعض لوگ اس کا مطلب یون بھی سمجھتے ہین کہ اس وقت سے لوگ اپنے کو از نام جیہوا کہنے لگے (دیکھو انگریزی کی انجیل کے حاشیہ کے نوٹ کتاب پیدائش باب چہارم آیت ۲۶)۔

آدم کی نافرمانی کے بعد سے جا ہوے برابر بنی اسرائیل کو اطاعت کی ہدایت کرتا رہا ہے اور بہت سے پیغمبر بھی بنی اسرائیل مین ہوئے ہین۔ جاہوے کی عبادت جس کا ایک بہت پُر معنی نام (I Am) مین ہون ہے خاص کر دعا بھجن اور قربانی کی ہے۔ جیہوا اپنے تئین غیور خدا بتاتے ہین جو انسانون کی خطاؤن کو جو ان سے نفرت کرتے ہین تیسری اور چوتھی پشتون تک نہین معاف کرتے ہین۔ آیندہ کی زندگی کے بارہ مین کبالہ کی خفیہ تعلیم دینے والے تو اور لوگون کو مانتے ہین (ای۔ آر۔ ای جلد ۲ صفحہ ۶۲۶) مگر لفظی فلاسفر لوگ اس سے منحرف ہین۔ یہودی لوگ ایک طرح پر قیامت کے ماننے والے ہین۔ اور مسیح کی آمد کے منتظر ہین جو پُرانی خرابیون کو ہٹا کر

ان کے الہام کو سچا مان سکتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا اندر جال ہے جو ہمارے سامنے پھیلا ہوا ہے۔ ایک لا انتہا بارہ ماسی خواب کا ڈراما اسٹیج گمان پر دکھایا جا رہا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ تماشائی ہی خود اس کے تماشہ گر ہین گو کہ اپنے کو بھولے ہوئے ہین۔ اس کا کیا سبب ہے ؟۔ یہ کب۔ کیسے کیون اور کہان شروع ہوا ؟۔ کب۔ کیسے۔ کیون اور کہان اس کا خاتمہ ہوگا ؟۔ کب۔ کیسے۔ کہان اور کیون اس کے تماشائی تماشہ گر بن گئے ؟۔ یہ سوال ہی بیکار ہین۔ کیا وہ شخص جو خواب مین مبتلا ہے ایسے سوالات کا کوئی جواب دیسکتا ہے ؟۔ نہین۔ تمکو بھی اس وقت تک خاموش رہنا چاہیئے جب تک تم اس مایا کے جال مین سے نہ نکل جاؤ۔ یہ خیال بھی کہ تم اس جال سے باہر نکل جاؤگے دھوکہ بازی کا خیال ہے۔ تم کب کسی جال مین تھے جو اس مین سے نکل سکنے کا سوال اٹھاؤ۔ یہ سب انرودچنی (ناقابل بیان) مایا ہے۔ اس عالم گیر منظر کے نیچے صرف ایک ذات یا ہستی ہے جو تبدیلیات سے ناآشنا ہر جگہ موجود بذات خود قائم ہے۔ اس سروپایک وجود کے گن یا صفات ست (ہستی) چت (ادراک) وانند (خوشی) ہین جنکی وجہ سے اس کا نام سچدانند (ست ۔ چت ۔ انند۔ سچدانند) پڑگیا ہے۔ اس کو برہم بھی کہتے ہین۔ بس یہی ایک اصلی وجود کائنات مین ہے۔ اس کے سوا اور کوئی شے وجود نہین رکھتی ہے۔ ارواح مثل خواب کے پتلون کے ہین۔ ان کی کوئی ہستی نہین ہے۔ نجات یا مغفرت محض الفاظ بے معنی ہین۔ اپنے تئین آزاد جان لو اور تم آزاد ہی ہو۔ یہ اعلےٰ اصول حقیقت حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ اس جلی دُنیا کے جلی دکھون سے چھٹکارا ملے۔ اتم گیان آتما کے محسوس کرنے کے لئے جو فقط ایک ہی ذات یا وجود ہے

دوسرے کے بعد اظہار پاتی یا کھلتی ہین اور بعد کو لپٹ کر غیر مظہر ہو جاتی ہین۔ کھلنے کی ترتیب بند ہونے کی ترتیب کے بالکل مخالف ہے یعنی جس چیز کا سب سے آخر مین اظہار ہوتا ہے وہ سب سے پہلے بند ہو جاتی ہے۔ اظہار کی ترتیب اس طور پر ہے۔

پرش ——— پرکرتی

(۱) مہت (ادراک)

(۲) آہنکار (خودی)

ستو کے ساتھ ملکر: (۴-۸) پانچ اندریان } (۳) من { (۱۳-۹) پانچ قسم کا اعضاء حرکت ہاتھ. پاؤن وغیرہ

تمس کے ساتھ ملکر:

بو	ذائقہ	رنگ	مس	آواز
(۱۸)	(۱۷)	(۱۶)	(۱۵)	(۱۴)
مٹی	پانی	آگ	ہوا	ایتھر
(۲۳)	(۲۲)	(۲۱)	(۲۰)	(۱۹)

ان تیئیس ۲۳ قسم کی پرکرتی کے مظہرون مین پرش اور پرکرتی کے ملانے سے سب کی تعداد پچیس ۲۵ کی ہو جاتی ہے۔ یہ پچیس ۲۵ تتو سانکھ درشن نے مانے ہین۔ ان کا علم سنسار سے مکت ہونے کے لئے ضروری ہے۔ کپل مُنی کے فلسفہ مین دُنیا کے بنائے جانے کا تو واسطہ ہو ہی نہین سکتا ہے مگر کچھ پچھلے مصنفون نے کھینچ تان کر کے اس کو ایشور واد مین شامل کرنے کی کوشش ضرور کی ہے۔ دیگر درشنون کی مانند یوگ سادہی سانکھ کا بھی ایک انگ یا جزو ہے۔

نیائے درشن مین جس کے لفظی معنی منطقی فلاسفہ کے ہین پہ کم و کاست سولہ تتو قائم کئے ہین۔

(۱) پرمان (صحیح علم یا ذریعہ صحیح علم)
(۲) پرمے (جس پر پرمان کا اطلاق ہوتا ہو)
(۳) مشبہہ-
(۴) تجویز-
(۵) تمثیل-
(۶) نتیجہ-
(۷) آدیو (منطقی جملے یا قضیے)-
(۸) لفظی بحث-
(۹) ترنے (جانچنا)-
(۱۰) مباحثہ-
(۱۱) جھگڑہ-
(۱۲) نکتہ چینی-
(۱۳) مغالطہ-
(۱۴) چھل-
(۱۵) بے سود بحث کرنا-
(۱۶) سرزنش-

روح- جسم- خواص- حواس خمسہ کے اشیاء- بدھی- من- حرکت
دوشش- آواگون- پھل- دکھ- نجات پرمے ہین- دکھ- جنم- حرکت- دوشش اور
ناسمجھی غارت کرنے کے قابل ہین- ان کے یکے بعد دیگرے غارت کئے جانے پر
اس طرح پر کہ سب سے آخر مین جو لکھی گئی ہے وہ سب سے پہلے غارت کی جائے نجات
حاصل ہوتی ہے- گوتم کے بنائے سوترون مین دنیا کے کسی خالق کا تذکرہ

نہین ہے۔ البتہ صرف ایک مرتبہ بودھیون کی بحث کے جواب مین اشارتاً ذکر آیا ہے۔

وشیشک درشن کا یہ مت ہے کہ چھ پدارتھون کے جاننے سے دکھ کا ناس ہوتا ہے جو بمنزلہ اعلےٰ درجہ کے فائدہ کے ہے۔ وہ چھ پدارتھ یہ ہین۔ جوہر۔ صفت۔ حرکت۔ جنس۔ قسم اور مرکب ہین۔ جوھر گنتی مین نو ہین۔ خاک۔ پانی۔ آگ۔ ہوا۔ ایتھر۔ کال۔ خلا۔ روح اور من۔ صفات حسب ذیل ہین۔ رنگ۔ ذائقہ۔ بو۔ لمس۔ گنتی۔ مقدار۔ علیحدگی۔ ملاوٹ۔ علیحدہ کرنا۔ پہلا۔ پچھلا۔ سمجھ۔ خوشی۔ تکلیف۔ خواہش۔ نفرت اورارادہ اوپر کو پھینکنا۔ نیچے کو پھینکنا۔ سکڑنا۔ پھیلنا اور چلنا یہ حرکات ہین۔ آواگون سے اسوقت نجات ملتی ہو کہ جب من مین حرکت پیدا ہونے سے بند ہوجاوے اور وہ روح مین لین ہوجاوے۔ مثل نیایکون کے وشیشک والون نے بھی ابتدا مین کسی سرشٹی کے رچنے والے کا وجود نہین مانا۔ گوکہ انھون نے ویدون کو بطور شرتی کے تسلیم کیا ہے۔

ہندون کے درشنون مین یوگ درشن نے تین شی قائم کی ہین۔

(۱) ایشور جو دھیان کا ادرش ہے۔

(۲) ارواح۔

(۳) مادہ۔

آتما کا آواگون سے مکت ہونا اصلی کرتب ہے۔ یہ سمادہی لگانے سے جو دکھون کا ناس ہوجاتا ہے اُس سے حاصل ہوتا ہے۔ سمادہی یوگ کے اٹھون یا سیڑھیون کی آخری سیڑھی ہے۔ وہ سیڑھیان (۱) یم (۲) نیم (۳) آسن (۴) پرانایام (۵) پرتیاہار (۶) دھارنا (۷) دھیان اور (۸) سمادہی ہین۔

برس ہوئے اور جو بعد مین بودھ کے نام سے کہلایا۔ بودھ کی تعلیم مین کسی خالق کو نہین مانا گیا ہے اور نہ کسی آتما کا اور نیز روح کا قیام ہی مانا گیا ہے۔ نروان زندگی کی اچھا کا مٹ جانا ہے جو آواگون کا کارن ہے۔ آواگون کے بارہ مین بودھ مت والون کی رائے انوکھی اور عجیب ہے روح کا قیام ایک جون سے دوسری جون تک بودھ نے نہین مانا ہے بلکہ یہ مانا ہے کہ ہر جاندار کے چارتر یا تجربہ کا خلاصہ اُس کے مرنے پر اُس سے الگ ہو جاتا ہے اور نئے مقام پر پہنچ کر نئے ذرات کے ساتھ مل کر نشو و نما پانے لگتا ہے۔ بودھون کے بموجب ہر جاندار محض ایک بنڈل صفات کا ہے جو مرتے وقت غارت ہو جاتا ہے صرف وہ ہے خلاصہ چارتر یا تجربہ کا کہ جس کا ذکر ہم ابھی کر چکے ہین غارت ہونے سے بچتا ہے بس نجات پانے کے لیئے بودھ مت کے بموجب یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ جس سے یہ خلاصہ یا ضمیر قائم نہ رہنے پاوے۔ ہندوستانی مذاہب مین سب مین سنساری زندگی کے دُکھ درد کے اُوپر بہت زور دیا ہے اور بودھ مت نے بھی۔ زندہ ہونا ہی تکلیف ہے لیکن تکلیف زندگی کی وجہ سے نہین ہے۔ بلکہ خواہش سے پیدا ہوتی ہے خواہش کا مارنا بودھ مت کے کہے ہوئے اصولون سے ممکن ہے اس لئے بودھ مت مین چار بڑے اصول مانے گئے ہین جو یہ ہین۔

۱۔ دُکھ کا وجود۔

۲۔ دُکھ کا باعث۔

۳۔ دُکھ کا ہٹانا۔

۴۔ دُکھ کے ہٹانے کا طریقہ۔

ان بڑے اصولون سے ہی سچا دھرم وابستہ ہے جن کو بودھ کے

قبل چوبیس[۲۴] اور بودھون نے لوگون کو بتایا تھا- آٹھ سیڑھیون والا راستہ اس طرح پر ہے-

۱- صحیح خیالات-

۲- صحیح ارادہ-

۳- صحیح تقریر-

۴- صحیح عمل-

۵- صحیح طرز زندگی-

۶- صحیح کوشش-

۷- صحیح احتیاط- اور-

۸- صحیح خوشی یعنی شانتی-

اس راستہ پر چلنے سے سنسار چکر (آواگون) بند ہو جاتا ہے- اس سنسار چکر کا دار و مدار مفصلہ ذیل بارہ قسم کے ندانون کے اوپر ہے جنمین سے ہر ایک اگلا اپنے سے پچھلے ندان کی علت ہے-

۱- جہالت-

۲- رجحان طبیعت یا کرم-

۳- ادراک-

۴- شخصیت (نام و شکل)

۵- قوت احساس

۶- حواس خمسہ کا بیرونی اشیار سے تعلق-

۷- محسوسات-

۸- خواہش-

۹- زندگی کی خواہش-

۱۰- وجود پانا-

۱۱- جنم (پیدا ہونا) اور

۱۲- بڑھاپا- موت- رنج- رونا- تکلیف- سستی اور مایوسی-

ادراک سے شخصیت کیسے بنتی ہے یہ اس طرح پر سمجھنا چاہیئے کہ مجموعون کے اجتماع سے شخصیت بنتی ہے اور مجموعون سے ادراک پیدا ہوتا ہے- ہر شخص ہر چیز اور ہر دیوتا پس مجموعہ یا مرکب ہے (دیکھو Early Buddhism صفحہ ۵) یہ امر کہ آیا روح اور جسم ایک ہی چیزین ہین یا الگ الگ ایسے سوالات مین تھا کہ جنکو بودھ مت نے بغیر حل کئے چھوڑ دیا تھا یعنی ممنوعات مین سے تھا (جے. R. جے جلد ۲ صفحہ ۲۳۴)-

عیسائی مت جو اپنے تئین یہودیون کے مذہب کی تکمیل سمجھتا ہے مفصلہ ذیل سات اُمور سے تعلق رکھتا ہے-

۱- ابتدائی حالت خوشی باغ عدن کی-

۲- نیکی اور بدی کے امتیاز کے درخت کا پھل کھانیکی ترغیب-

۳- پھل مذکور کا بُرا اثر-

۴- گیان کی کُنجی سے راہ نجات کا کھُلنا-

۵- مصلوب ہونا-

۶- مُردون مین سے جی اُٹھنا- اور

۷- آسمان پر چلے جانا-

عیسائی کوئی خاص درشنک اعتقاد روح کے بارہ مین نہین رکھتے ہین اور کھُلم کھُلا آواگون سے مُنکر ہوتے ہین- نجات بھی اُن کے عقیدہ کے بموجب

چار ترسے نہین حاصل ہوسکتی بلکہ عیسےٰ کے طفیل خدا کی مہربانی سے۔ نسیا Nice کے عقیدہ کے بموجب عیسائی لوگ مفصلہ ذیل شریعت اعتقاد کے ماننے والے ہین۔

"ہم ایمان لاتے ہین۔

۱ — (۱) ایک خدا پر......

۲ — (۲) اور ایک خداوند یسوع مسیح پر جو خدا کا بیٹا ہے۔ جو باپ سے حاصل کیا گیا ہے۔ صرف حاصل کیا گیا ہے یعنی باپ کے جوہر مین سے خدا کا خدا نور کا نور۔ سچے خدا کا سچا خدا۔ حاصل کردہ بنایا ہوا نہین۔ باپ کے ساتھ ایک ہی جوہر کا......

(۳) جو ہم انسانون کے لئے اور ہماری نجات کے لئے نیچے اُترا اور مجسم ہوا اور انسانون مین شامل انسان کے رہا۔

(۴) مصلوب ہوا (لفظی ترجمہ جس نے تکلیفین اُٹھائین)۔

(۵) اور تیسرے روز جی اُٹھا۔

(۶) آسمان پر چڑھا۔

(۷) اور متحرک اور مردہ کی جانچ کرنے کے لئے آنیوالا ہے۔

۳ — (۸) اور روح القدس پر"

اس قسم کے بہت سے عقاید پُرانے اور معدوم مذاہب مین ملتے ہین۔ مگر ہم انکا تذکرہ آئندہ ایک لکچر مین علیحدہ کرین گے۔

اسلام جو دنیا کے بہت زیادہ پھیلے ہوئے مذاہب مین سے سب سے نوعمر ہے ملک عرب مین قائم ہوا تھا۔ اسکو ایک شخص محمد نامی نے آس پاس کے ملکون کے دینی کھنڈرات پر قائم کیا تھا۔ اس مین اعتقاد تین باتون سے نسبت رکھتا

ہے۔ ایک خدا ہے جس کا نام اللہ ہے۔ دوسرے قرآن کے الہامی کتاب ہونے سے
اور تیسرے محمد کی پیغمبری سے۔ اسلام کے عقائد مین قیامت کا مسئلہ بھی شامل
ہے اور بہشت اور جہنم کا بھی کہ جہان پر روحین اپنی دنیاوی زندگی کے افعال
کی سزا و جزا بھگتنے کے لئے بھیجی جاتی ہین۔ مسلمان لوگ بالعموم آواگون سے منکر
ہین گو کہ ان کے بعض مشہور اور معروف حکما رمثلاً احمد ابن یونس۔ ابو مسلم خراسانی
(دیکھو Philosophy of Islam صفحہ ۲۷) نے اس مسئلہ کو علانیہ طور سے
تسلیم کیا ہے۔ نیک اعمالون کی فہرست مین اسلام عام طور سے دعا۔ روزہ۔ حج
اور پاکیزگی کو شامل کرتا ہے۔

برہمنون کا دھرم جس سے میرا مطلب ہندؤن کے ویدون کے بعد
کے دین سے ہے دو قسم کا ہے۔ اول تو وہ مذہب جس مین پُرانون مین نامزد کئے ہوئے
دیوی دیوتاؤن کی پرستش کی جاتی ہے۔ دوسرا قربانی کا طریقہ۔ پُرانون کے
دیوتاؤن کی بہت بڑی تعداد ہے لیکن ان مین سے برہما۔ وشنو۔ شیو اور
کرشن بہت زیادہ مشہور ہین۔ ہندون کا عقیدہ ہے کہ یہ دیوتا اپنے بھگتون
کی ہر قسم کی خواہش پوری کرتے ہین۔ قربانی بھی دیوتاؤن وغیرہ کو خوش
کر کر اپنا کام نکالنے کے لئے کی جاتی ہے۔ اس مین شبہ نہین ہے کہ پچھلے زمانہ
مین لوگ آدمیون کو بھی قربان کیا کرتے تھے اور یہ شیطانی رسم دریاؤن وغیرہ
پر چھوٹے چھوٹے بچّون کی قربانی کی شکل مین تھوڑا عرصہ ہوا جب تک جاری تھی۔ بالعموم
مینڈھے بیل اور بکرے کی قربانی لوگ کیا کرتے تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ ان
تین جانورون کی قربانی قریب قریب کل قربانی کرنے والے مذاہب مین مروج تھی
ہندوستان مین گائے اور گھوڑے کی قربانی از نام گومیدھ اور اشومیدھ ہوا کرتی
تھی لیکن یہ دونون اب متروک ہو گئی ہین اور پہلی کی نسبت تو اب ہندو اور مسلمانون مین

کرتے ہین - رادھا سوامیون کی تعلیم ہندؤن کے ویشنو فرقے سے بہت کچھ مطابق ہوتی ہے - مگر وہ ہندؤن کے اوتارون کو نہین مانتے ہین - ایک لمبی فہرست مسلمان پیرون اور نیم پیرون جیسے شمس تبریز وغیرہ کی جنکو کہ وہ اپنے مذہب کا منبع بتاتے ہین رادھا سوامیون کے مت کی خاص بات ہے -

اب قریب قریب سب بڑے مذہبون کا بیان ہو چکا - باقیون مین سے جاپانی مذہب شنٹو (Shintoism) پتھرون کی پرستش اور جادو ٹونے کی کھچڑی ہے - باوجود اس کے جاپانیون نے روح کو لافانی مانا ہے - اور بہشت سے متبرک بہادرون اور مشہور بزرگون کے بارہ مین یہ خیال ہے کہ وہ سیدھے اونچے آسمان پر جا پہونچے (جے - آر - جے جلد ا صفحہ ۴۵۷) -

باب مت یا بہائی مت جس کی تعلیم مسلمانون کے آخری امام سے جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ اس وقت چھپے ہوئے ظاہر ہونے کے وقت کا انتظار کر رہے ہین تعلق رکھتی ہے یہ مذہب اسلام کی ایک جدید شاخ ہے اور اس کے بانی نے اپنے تئین چھپا ہوا امام بتایا ہے -

ہندوستانی مذاہب مین کبیر پنتھ - وادو پنتھ - سکھون کا مت اور آریہ سماج بھی جدید مذاہب ہین جو اپنے اپنے بانیون کے ریفارم کے خیالات کا نتیجہ ہین - مثلاً سکھون کا مت پہلے ہندو اور مسلمانون کے ملاپ کرانے کے لئے بنایا گیا تھا گو کہ آخر مین مسلمانون کی سکھون سے اتنی دشمنی بڑھ گئی کہ کبھی ہندؤن سے بھی نہ تھی - یہ کل مذاہب بھگتی کا پہلو لئے ہوئے ہین اور سب آواگون کے ماننے والے ہین - ما بقی ہندوستانی مذاہب مین سے برہمو سماج مغربی شکل مین ایشور پرستی ہے - یہ آخری صدی مین بنگال مین قائم ہوا تھا اور اس کے ایک مرید اور واعظ کرنے والے نے جس کا نام شیو نرائن اگن ہوتری ہے

بالآخر اپنے تئین ایک آزاد مذہب کا موجد بنایا جس کا کہ نام اُس نے دیو سماج
رکھا۔ دیو سماج کے عقاید مین سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر روح ترقی کر کر اعلےٰ درجہ
کی زندگی کو حاصل نہ کرلے جو کسی ایسے شخص سے تعلق پیدا کرنے سے ہو جاتا
ہے جو خود اُس اعلےٰ درجہ تک پہونچ گیا ہے تو وہ فنا ہو جاتی ہے۔
دیو سماج کے بانی کے بارہ مین کہا جاتا ہے کہ وہ اعلےٰ ترین درجہ تک جو کسی
روح کے لئے ممکن ہے پہونچ چکا ہے۔ اس واسطے اُس کے مرید اُس کی عبادت
اس کو سب سے زیادہ قابل تعظیم سب سے زیادہ قابل پرستش سب سے اونچے درجہ والا
متبرک گورو اور مبارک خداوند سمجھ کر کرتے ہین۔

تھیوسوفی (Theosophy) جو نئے مذاہب مین سے ایک قابل
تذکرہ مذہب ہے ایک روسی عورت ایچ۔ پی۔ بلاوٹسکی نامی کا قائم کردہ ہے۔ ایچ۔ پی۔
بلاوٹسکی کے کچھ کرشمے بھی کہے جاتے ہین جن کے بارہ مین وہ خود تو کہتی ہے کہ وہ
بعض پوشیدہ مہاتماؤن کی مدد سے ہوئے اور کچھ محققین کی رائے ہے کہ وہ محض جعلسازی
اور شعبدہ بازی کا نتیجہ تھے (Modern Religious Movements of India)
اس کے کرشمون کی وجہ سے تھیوسوفی نے گذشتہ صدی کے اختتام پر جبکہ اسکی
بنیاد رکھی گئی تھی بہت کچھ لوگون کی توجہ اپنی طرف کھینچلی تھی۔ ابتدا مین ان لاپتہ
مہاتماؤن کا جو اپنے پوشیدہ مقامات سے کرشمہ دکھاتے تھے بہت کچھ چرچا رہا
لیکن اب چونکہ تھیوسوفی ایک دوسری قسم کے لوگون کی رہبری مین ہے اُس کا کام
صرف یہ ہو گیا ہے کہ مثل گلفروش کے مختلف باغ اور باغیچون سے عمدہ عمدہ اقسام
کے پھول اکٹھا کرے اور انکو ایک مشکوک تعبیر کے کمزور دھاگے پر پروئے۔

چینیون کے مذاہب کی طرف نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے
پرانا مذہب اُس ملک کا تاؤازم (Taoism) ہے جس کا ذکر ہم بعد مین ایک

لکچر مین کرین کے چینیون کا ایک اور مذہب کنفیوشین ازم (Confucianism) کے نام سے ہے جس کا بانی ایک شخص کنفیوسی اس (Confucius) جس کو دو ہزار پانسو برس سے کچھ زاید زمانہ گذرا ہو تھا۔ لیکن یہ مذہب قریب قریب کل کا کل محض ایک اخلاقی تعلیم کا دفتر ہے جیسا کہ کوئی عقلمند آدمی فراہم کرے اور مذہب سے اسقدر بے تعلق معلوم ہوتا ہے کہ مین اس کا تذکرہ ان لکچرون مین نہین کرون گا۔ بلاشبہ یہ ممکن ہے کہ کنفیوشین ازم کی تعبیر پوشیدہ ہو جیسا کہ اور بہت سے مذاہب کی ہے لیکن اگر ایسا ہے تو یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ ہمارے بعد کے محقق جو ہماری نسبت زیادہ عمدہ تفتیش کی قابلیت رکھتے ہون گے اُس کے مطلب اور مفہوم کی جانچ کرین۔ چین کے مروجہ مذاہب مین سے تیسرا مذہب بودھ مت ہے جس کا ذکر آج کے لکچر مین پہلے ہی آچکا ہے۔

اب امریکہ کے مذاہب کا تذکرہ کرنا باقی رہا ہے۔ لیکن جہان تک مجکو ان کا حال معلوم ہو وہ سب مذہب سے بالکل متضاد ہین اور سوائے ایک آدھ مسئلہ کے جو کہین کہین اُنکی تعلیم مین ملتا ہے قریب قریب کُل ہی خراب ہے خراب قسم اور وحشیانہ انسانی قربانیون سے بلا کسی عمدگی کی علامت کے بھرے ہوئے ہین۔ اگر ان بے رحم مذاہب کی کبھی کوئی خفیہ تعبیر تھی تو وہ بہت عرصہ ہوا کہ غارت ہوگئی اور اُس کی بجائے بُری سے بُری اور نفرت پیدا کرنے والی انسانی قربانیان جن مین کوئی بھی تعلق مذہب سے نہین قرار پاتا ہے قائم ہوگئین - یہ ناممکن نہین ہے کہ یہ وحشی مذاہب زمانہ گذشتہ مین کسی ایسی سوکھی ہوئی خفیہ مذہبی مسائل کی گٹھلی کے اردگرد قائم ہوگئے ہون جو کسی وقت مین ایشیا یا یورپ سے امریکہ پہونچے ہون مین اُنکا ان لکچرون مین وحشیانہ رسوم اور بھوت پریت کی پرستش سمجھ کر تذکرہ نہین کرون گا۔

ہماری تحقیقات دُنیا کے بڑے بڑے مذاہب کے بارہ مین اب ختم ہوگئی ہے

۳ - آئندہ کے لیئے زندگی کی عمدگی و بہتری کا امکان -

۴ - روح کی نیک اور بد اعمال کے ذریعہ سے اپنی آئندہ کی زندگی کو بنانے اور بگاڑنے مین خودمختاری - اور

۵ - ایک قسم کی مشترک زندگی کا وجود جس کا اظہار بعض ایسے انسانون مین ہوا ہو کہ جنھون نے پرماتما کا درجہ حاصل کیا ہو یا دیوتاؤن مین یا وحدانیت کے اصول کے بموجب ایک ہی خدا ہین -

اُن کے اختلافات بھی مندرجہ تحت تفصیل کے ساتھ نسبت رکھتے ہین -

۱ - خدائیت کی خاصیت اور خداؤن کے نام تعداد اور کام -

۲ - دُنیا کی خاصیت اور اُس کی ابتدا -

۳ - روح کی خاصیت اور اُس کا انجام بشمول آواگون اور قیامت کے - اور

۴ - روح کو اپنے اصلی مقصد کے حاصل کرنیکے ذرایعہ بشمول اہنسا (ایذا نہ پہونچانا) اور جانورون اور انسان کی قربانی -

متذکرۂ بالا امور مین قریب قریب سب باتین اتفاق اور نفاق کی آجاتی ہین اور یہ ٹھیک طور سے اُس بھید کے حل کرنیکے لیئے جو مذہب کی ابتدا اور تفریق کو محیط کئے ہوئے ہے معقول بنیاد پائے جاتے ہین - چونکہ اب ہم اُس مقام پر پہونچ گئے ہین کہ جہان آج کے لکچر کا مضمون ختم ہوتا ہے اس لیئے اب ہم اسکو بند کرین گے اور دوسرے لکچر مین اس امر کا ذکر کرین گے کہ عقلی اختیار کن ذرایعہ سے آسانی سے جلد حاصل ہو سکتا ہے

دوسرا لکچر

طرز مقابلہ

پچھلے لکچر میں ہم یہ کہہ چکے ہیں کہ مختلف مذاہب کا مقابلہ ٹھیک ٹھیک عقلی طریقہ سے ہونا چاہیئے۔ آج ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ہم مقابلہ کرنیکے طریقہ کی پوری پوری تعریف کریں اور وہ ذرائع قائم کریں جنسے چیزوں کا ٹھیک ٹھیک علم حاصل ہو سکے۔ سب سے پہلا کام تو یہ ہے کہ ہم اپنی طبیعت سے پچ کو نکال ڈالیں جو ان لوگوں کے دماغ میں بھی جو اپنے ہٹ دھرمی سے بری ہونے کا چلا چلا کر دعوے کرتے ہیں ننانوے (99) فیصدی ضرور پائی جاتی ہے۔ ہم لوگوں کی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ ہمارے مَن کے اندرونی طبقہ میں ایک بے حد زبردست رُجحان اپنے پیدائشی عقاید کی طرف ہوتا ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ہم میں سے بہت احتیاط سے چھان بین کرنے والے بھی اپنے اعتقاد کے خلاف مسئلوں کو فوراً لچر سے لچر دلائل پر رد کرنے کے لیئے مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور وہ شخص کہ جو دوسرے کے اعتقاد سے بغض و حسد نہیں کرتا ہے بار ثبوت تو دوسروں کے عقیدوں کا فوراً اور بیشتر تو خلاف تجویز عقل سلیم کے اُن پر ڈال ہی دیتا ہے۔ یہ امر منطقی چھان بین کا محتاج نہیں ہے کہ کوئی قابل اطمینان نتیجہ اسوقت تک نہیں نکالا جا سکتا جب تک کہ تحقیقات کرنیوالے کی طبیعت پر اس قسم کا غلبہ طاری رہتا ہے۔ جو شخص کہ واقعی دریافت حال کرنا چاہتا ہے یعنی جو دل سے سُراغ حق میں کوشاں ہو اسکی ایسی طبیعت نہیں ہونی چاہیئے پیدائشی مذہب کا اعتقاد تو ایک خاص خاندان اور گروہ میں جنم لینے پر مبنی ہے مگر یہ تو کوئی ثبوت اسکی صحت کا نہیں ہے۔ اگر میں بجائے مذہب (الف) کے مذہب (ب) میں پیدا ہوا ہوتا تو ضرور میرا مذہب بھی ب ہوتا اور اگر ج میں پیدا ہوا ہوتا تو ج ہوتا۔ مگر میرا مذہب الف کو ماننا اور مذہب ب اور مذہب ج کو نہ ماننا اس امر کی دلیل نہیں ہے کہ مذہب الف ہی سچا مذہب ہے کیونکہ جو

جو کہ سب درجے میں پیدا ہوتے ہیں وہ بھی اپنے اپنے مذہبوں کو ایسا ہی سچا مانتے ہیں جیسا
میں الف کو مانتا ہوں۔ پس کسی کی ذاتی رائے سے اس کے عقاید کا ثبوت نہیں ہو سکتا ہے
اور مخصوص مخصوص مقدس کتابوں یعنے شاستروں کا بچن بھی جیسا کہ ہمنے پہلے لکچر میں دکھایا ہے
سچائی کی دلیل نہیں ہے کیونکہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک شاستر کو دوسرے پر ترجیح دیجائے
اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم ایکدم سب شاستروں کو رد کردیں بلکہ صرف یہ ہے کہ ہمکو اول میں یہ
دریافت کرنا چاہئے کہ اُن میں کون ایسا ہے جو سچے گُروؤں کا کہا ہوا اور ماننے کے قابل ہے۔

تب مذہب کی صحت کیسے ہو سکتی ہے؟ ٹھیک ٹھیک عقلی امتحان اور سائنس کے
طریقہ سے! معمولی طور سے علم کے حاصل کرنیکے تین ذرایع ہیں۔

(۱) مشاہدہ۔

(۲) غور و منطق۔ اور

(۳) شہادت۔

ان میں سے پہلا مشاہدہ تو سائنس کی بنیاد ہے۔ دوسرا یعنی منطق فلسفہ کی جڑ
ہے اور تیسرا یعنی شہادت جب کہ وہ بالکل بے عیب اور کامل گُرو کا یعنی ایک ہمہ دان اُستاد
کا بچن ہو شاستر کہلاتا ہے۔ مختصراً مشاہدہ کی تکمیل سائنس۔ منطق کی تکمیل فلسفہ اور
شہادت کی تکمیل شاستر یا کتب مقدس ہیں۔

سائنس قدرت کے علم کا نام ہے جس کی جانچ امتحان سے ہوتی ہے اور یہ فوری
اور سچے نتایج پیدا کر سکتا ہے۔ اسکے دو حصے ہیں۔ ایک فزکس (Physics) اور دوسرا
میٹافزکس (Metaphysics) جنمیں سے فزکس کو تو علم قدرتی چیزوں کا کہنا چاہئے مگر
میٹافزکس کا تعلق اُنکی چھان بین قسم بندی اور اُنکے عام باہمی تعلقات سے ہے گو میٹافزکس کا یہ کام بھی
ہے کہ وہ تمام علوم یا انسانی خیال کو قاعدہ اور قرینہ سے ترتیب دے۔ اس وجہ سے اصلی علم
میٹافزکس اُتنی علم قدرتی سے ہمیشہ مناسبت رکھتا ہے۔ اُس کا آزاد خیال کی توہمات پر [illegible]

سے جو زمین اور آسمان کے قلابے ملانے کا دعوے کرتی ہین کوئی تعلق نہین ہے۔
یہ دیکھنے مین آتا ہے کہ جب سائینس اور قیاس کسی امر پر متفق نہین ہوتے ہین تو
نااتفاقی کا باعث عموماً یہ ہوتا ہے کہ قیاس نے واقعات قدرت سے اپنا تعلق
قطع کر لیا ہے جو فلاسفر کہ واقعی فلاسفر کی سی شہرت حاصل کرنا چاہتا ہے اُس کو چاہیئے
کہ قیاس اور واقعات کے گھوڑون کو اپنے من کی رتھ مین جوڑے مگر پہلے کے اُس رجحان طبع
کو جو اسکو ہر وقت دشوار گذار پہاڑیون کے چھوٹے چھوٹے راستون کے ذریعہ ایک کر چوٹی پر
پہنچنے کی ترغیب دیتا رہتا ہے دبائے رہے اور دوسرے کو حسب ضرورت چابک لگاتا رہے
تاکہ وہ سڑک کے کنارون پر ہی گھاس چرنے مین نہ لگا رہے۔ حقیقت کی صحت کے بارہ مین
عام طور سے یہ کہنا جائز ہے کہ جہان سائینس اور میٹیا فزکس کا اتفاق ہوگا وہان جاننا
چاہیئے کہ اصلی حال دریافت ہو گیا۔ لیکن مذہب کے محکمہ مین ایسے اتفاق کے اوپر ایک
مزید شرط لگائی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ شاستر بھی اُس امر سے جسپر سائینس اور میٹیا فزکس کا اتفاق
ہوا ہو منطبق ہو۔ کیونکہ شاستر ایک ہمہ دان اُستاد کا کہا ہوا ہوتا ہے اور اس لیئے لازمی حقیقت سے
متفق ہوگا۔ یہ خیال کہ خدا کا کلام عقل کے باہر ہے خود خلاف عقل ہے کیونکہ صفت ہمہ دانی اور عقل
متضاد الفاظ نہین ہین۔ اس لحاظ سے فلسفہ کی یون تعریف کرنی چاہیئے کہ وہ ایک علم ہے کہ جسمین
(۱) واقعات مشاہدہ سے حاصل کیئے جاتے ہین۔
(۲) نتائج کی جانچ منطق سے ہوتی ہے۔ اور
(۳) اور صحت کا آخری فتویٰ شاستر سے حاصل کیا جاتا ہے جو ایک ہمہ دان اُستاد کا کبھی
باطل نہونے والا کلام ہے۔

اور واقعی جہان ان تینون کا اتفاق ہو وہان پر شک اور مباحثہ کے لئے
گنجائش نہین رہتی ہے۔

سائینس کا خاص آلہ مشاہدہ ہے جس کی تقویت تجربہ سے کرنی چاہیئے تاکہ چیزون

سے وجود مینی قانون علت و معلول کا صحیح صحیح علم حاصل ہو۔ اشیاء کی صفات اور ان کے کیمیائی گُن علت کا کام کرتے ہین اور معلول اشیاء کی حرکات اور کیمیائی اثر سے پیدا ہوتے ہین مثلاً حلوے کی شیرینی کی علت چینی ہے چنانچہ جہان حلوے کے قوام مین چینی نہین ڈالی جاتی ہے وہان حلوے مین میٹھا پن بھی نہین ہوتا ہی۔ بس یہی سائنس ہی گو کہ وہ یہان روزمرہ کے سیدھے پن کے لباس مین ملبوس پایا جاتا ہے۔ اور یہ پورے طور سے قابل اعتبار بھی ہی اور دراصل یہی ایک چیز ہی کہ جس کے اوپر فوری لازمی او قطعی نتیجہ پیدا کرنیکے لئے اعتبار کیا جاسکتا ہی۔

فلسفہ کے مخصوص آلہ حسب ذیل ہین۔

(۱) عقلی نتیجہ۔
(۲) تشخیص قسم یا جنس
(۳) چھان بین (Analysis)

} منطق

اور

(۴) نے داو یا نسبت (یعنی لحاظ نسبتی کا مدنظر رکھنا)

انہین سے عقلی نتیجہ صحیح رائے لگانیکا ذریعہ ہی تشخیص قسم صحیح صحیح اوصاف جنسی اشیاء کا اندازہ کرنیکا۔ چھان بین (analysis) صحیح صحیح اجزا اشیاء و خیال کے دریافت کرنیکا اور نے داو حقیقت کے لحاظ اسکی مختلف نسبتون کے صحیح طور پر سمجھنیکا۔ ہم ان سب امور پر اس لکچر مین غور کرینگے اور وہ طریقہ بھی بتائینگے کہ جس سے ایک معمولی عقل کے طالب علم کو منطق پر چند گھنٹہ کے اندر اندر کامل دسترس حاصل ہو جائے۔ سب سے پہلی چیز جاننے کے قابل یہ ہی کہ منطق مین مہارت حاصل کرنیکے لئے یہ بالکل ضروری نہین ہی کہ ذہن مین پیچیدہ اور پریشان کرنیوالی اصطلاحات اور اشکال کی تعریفین جو مروجہ منطق کی کتابون مین پائی جاتی ہین زبردستی ٹھونس کے بٹھا دین۔ قدرتی منطق ایک بہت آسان چیز ہے اور کسی اصطلاحات کے رٹنے کی ضرورت نہین رکھتا ہی اسکا بدیہہ ثبوت یہ ہے کہ بہت سے ان پڑھ آدمی بہت ٹھیک اور صحیح نتیجہ نکالتے ہین اور چھوٹے چھوٹے بچون مین بھی

بسا اوقات صحیح نتیجہ نکالنے کی ایک تعجب خیز حد تک قابلیت پائی جاتی ہی۔ اگر منطق کا انحصار پیچیدہ اور لپیٹ دار اصطلاحات واشکال اور مسئلون کے جاننے پر ہی ہوتا تو یہ قدرتی منطق ناممکن ہوتا۔ اصلیت یہ ہے کہ علم منطق مین نتیجہ محض ایک ایسے قاعدہ کی مدد سے نکالا جاتا ہے کہ جو کبھی بدل نہین سکتا۔ اگر مین آپ سے دریافت کرون کہ کل کیا دن ہوگا ایسی حالت مین کہ جب آج سوموار ہو تو آپ فوراً جواب دین گے کہ کل منگل ہوگا۔ لیکن آپ یہ نہین بتا سکتے ہین کہ میری چابیون کے گچھے مین کتنی چابیان ہین نہ یہ کہ میری جیب مین کتنا روپیہ ہے اور نہ یہ کہ میری گھڑی کس دھات کی بنی ہوئی ہے آیا وہ سونے کی ہی یا چاندی کی ہے یا کسی اور چیز کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جبکہ ہفتہ کے دنون کی نسبت ایک مقررہ قاعدہ ہی جس کے بموجب سوموار کے بعد ہمیشہ منگل ہوتا ہی ایسا کوئی قاعدہ قدرت کا یا انسان کا بنایا ہوا نہین ہے کہ ہمیشہ میرے گچھے مین اتنی اور اتنی ہی چابیان ہون۔ یا اتنے اور بے کم وکاست اتنے ہی روپیہ میری جیب مین ہر وقت ہون یا میری گھڑی ایک خاص دھات کی بنی ہوئی ہو اور کبھی کسی دوسری دھات کی نہین۔ اگر سوموار کے بعد منگل کے ہونے کی ترتیب مین ایک بھی استثنی ہوا کرتا تو آپ یقین کے ساتھ یہ نہین کہہ سکتے کہ کل منگل ہوگا کیونکہ یہ ممکن ہے کہ کل استثنی کی باری ہو جس صورت مین کل منگل نہین بلکہ کوئی اور دن ہوگا۔ ان مثالون سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہین کہ جہان کہین ایک مقرر قاعدہ ہی جس مین ایک بھی استثنی نہین ہی صرف وہان ہی منطقی نتیجہ اُس قاعدہ کے مطابق نکالا جا سکتا ہی۔ اور ایسے قاعدہ کے خلاف یا ایسی صورت مین کہ جہان ایسا مقررہ اور کبھی نہ بدلنے والا قاعدہ نہین ہی کوئی منطقی نتیجہ نہین نکل سکتا ہے یہی ایک سیدھا قاعدہ منطق کا ہے جس کو ہر متنفس تھوڑا بہت جانتا ہے۔ اگر کسی کتاب درسی مین اس چھوٹی سی بات کو بھی پیچیدگی مین ڈال دیا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ اپنے مقصد کے پورا کرنے مین ناکامیاب ہوئی۔ یہ اسی اصول کے استعمال کا نتیجہ ہے

کہ ایک اَن پڑھ گنوار اور ایک معمولی پڑھا بچہ بھی جو ایک مقام سے دھوئیں کو نکلتا ہوا دیکھتا ہے فوراً اس بات کو جان لیتا ہے کہ وہاں پر آگ موجود ہے۔ ایک تعلیم یافتہ کتابی منطقی بھی ایسا ہی کرتا ہے لیکن ایک پیچیدہ اور خلاف قدرت طریقہ سے۔ اسکو سب سے پہلے ایک خیالی سانچہ بنانا پڑے گا جس کے ذریعہ سے وہ منطقی نتیجہ پر پہنچنے کا کوشاں ہوگا۔

ایس (S.) = پی (P.)

یہاں

ایس (S.) = دھواں

پی (P.) = آگ

لہذا یہ شکل حاصل ہوئی

دھواں آگ ہے۔

یہ عالمانہ منطقی شکل کا پہلا جزو ہے جو قضیہ کہلاتا ہے۔ دوسرا یہ ہے

یہ دھواں ہے

اب ہمارے عالم منطقی صاحب اس بات کے جانچ کرنے کی کوشش کرینگے کہ آیا اس کا درمیانی جزو (middle term) جامع ہے یا نہیں۔ مگر یہ وہ مقام ہے کہ جہاں پر اصطلاحی پیچیدگیوں اور اشکال کی گتھیوں کی وجہ سے مغالطہ میں پڑ جانیکا اسقدر موقع ہے کہ اگر وہ بخیر وخوبی اس کو طے کر سکیں تو واقعی شاباشی کے مستحق ہیں۔ اب پہلے دو جملے یوں قائم ہوئے

۱۔ سب ایس (S.) پی (P.) ہے۔

۲۔ یہ ایس (S.) ہے۔

اس کا مفہوم تمام فہم عبارت میں اس طور پر ہوگا۔

(۱) تمام موقعوں پر دھواں آگ سے پیدا ہوتا ہے۔

(۲) یہ موقع دھوئیں کا ہے۔

اب البتہ ہم نتیجہ نکالنے کے مستحق ہین کہ

پس یہ دھوان بھی آگ سے پیدا ہوا ہی۔

یہ سب اُلجھن جھنجھٹ اور پریشانی قدرتی منطق مین جس کو محض ایک مقررہ قاعدہ کی ضرورت ہے نہین اٹھانا پڑتی ہے۔ مین یہان آپ سے یہ کہنا مناسب سمجھتا ہون کہ حد اوسط (Middle term) مین کوئی خاص جادو کی شکتی نہین ہی کہ جس کی وجہ سے خواہ مخواہ وہ یورپین منطق کی صحت کی گارنٹی کردے۔ وہ محض قدرتی اصول منطق کو بیان کرنے کا ایک دوسرا اگرا اُلجھن پیدا کرنے والا طریقہ ہے کیونکہ حد اوسط (Middle term) کو اسیوقت جامع کہتے ہین جبکہ اُس کا اطلاق جملہ حالتون مین ہو یعنی جب کہ اُس مین کوئی بھی استثنیٰ نہو۔ یورپین منطق اس بات کے تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ منطقی نتیجہ مین ہمیشہ مَن کی طرف سے اس امر کی کوشش ہوتی ہے کہ اُن تمام اصولون کو دریافت کرے کہ جن پر قدرت مین اشیار و واقعات کا ایک دوسرے سے تعلق ہوتا ہے اور اس کوشش مین کامیابی حاصل کرنے کے لیئے من کو اُس واقفیت پر بھروسہ کرکے ابتدا کرنی پڑتی ہے جو اُس کو حاصل ہے۔ جب عام قانون تعلق معلوم ہوتا ہی اور خواہش یہ ہوتی ہے کہ کسی خاص شئے یا واقعہ کی نسبت واقفیت حاصل کی جائے تو اُسوقت اُس طریقہ کو انوان (Deduction) کہتے ہین۔ لیکن جہان مدعا یہ ہی کہ واقعات مشاہدہ مین سے انکا ایک دوسرے سے عام تعلق نکالا یا قائم کیا جائے تو اُسوقت اُس طریق کو جو استعمال کیا جاتا ہے ترک (induction) کہتے ہین" (دیکھو Banerjee's Hand Book of Deductive Logic صفحات ۱۸ و ۱۹)

یہی عام ضروری منطقی اصول ہی کہ جو عالمان مغربی کی کتب درسی مین پیچیدہ طریقون مین بیان کیا گیا ہی۔ پس اسمین تعجب ہی کیا ہی اگر کالج کے طلبار کا مغز بھی اسکے سمجھنے مین چکرا جائے۔

یہ امر بھی قابل توجہ ہی کہ مصنوعی مغربی منطق اپنے نتیجہ کی صحت کا ذمہ دار نہین ہی گو کہ

قدرتی منطق ہی- مین پروفیسر مکرجی کی کتاب کا حوالہ دونگا جس مین ڈاکٹر رے صاحب کا کلام ذیل پایا جاتا ہے-

"انومان (deductive reason) مین ہم منطقی جملون (قضیون) مین دیئے ہوئے مفہوم سے نتیجہ نکالتے ہین- جملہ کے مضمون سے ہم اُس نتیجہ پر پہنچتے ہین جو انہین سے لازمی نکلتا ہے تاہم ہم جملون کے مضمون کی صحت کے ذمہ دار نہین ہین البتہ اگر اُن کا مضمون صحیح ہی تو ہمارا نتیجہ ضرور صحیح ہوگا- اس لیئے یہ ظاہر ہی کہ انومان کے ذریعہ سے جو نتیجہ ہم نکالتے ہین وہ قیاسی نتیجہ کی صحت کا کلیتا دارومدار جملون کی صحت پر ہی"

مصنوعی اور قدرتی منطق کا اس بارہ مین مقابلہ کرنیکے لیے مفصلہ تحت تقریر مغربی منطق کے بالکل مطابق ہی-

۱- سب انسان بے وقوف ہین-

۲- سقراط ایک انسان ہے-

۳- اس لیئے سقراط بے وقوف ہی-

لیکن قدرتی منطق کے بموجب اس قسم کا نتیجہ بالکل ناممکن ہی کیونکہ وہ صرف وہین پر نتیجہ نکالے گا جہان کوئی مقررہ قاعدہ ہو اور کیونکہ کوئی ایسا مقررہ قاعدہ نہین ہی جس کے بموجب یہ کہا جائے کہ سب انسان بے وقوف ہین-

یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ ہر دستور العمل سے منطقی نتیجہ نہین نکل سکتا خواہ وہ کتنا ہی پرانا ہو اور کتنی ہی سختی کے ساتھ اُسپر عمل ہوتا ہو- مثلاً اگر ایک شخص گذشتہ پچاس سال سے برابر ہر روز صبح کو باناغہ میرے مکان کے سامنے سے گذرتا ہی تو ہم اس امر سے یہ نتیجہ نہین نکال سکتے کہ وہ کل بھی ضرور ہی میرے مکان کے سامنے سے گذریگا کیونکہ ہزارون باتین اُس کے نکلنے کے مانع ہو سکتی ہین- اس سے یہ ثابت ہوا کہ اصلی منطقی قانون جسکو سنسکرت مین ویاپتی کہتے ہین ایک ایسا قاعدہ ہی جو نہ صرف زمانہ گذشتہ مین ہی صحیح پایا گیا ہی بلکہ جو آئندہ بھی ضرور صحیح پایا جائیگا- ایک معمولی دستور العمل سے یہان کوئی کام نہین نکل سکتا ہی-

پانچ قسم کے تعلقات منطق مین جنکی نسبت ویاپتی کا ہونا ممکن ہی وہ یہ ہین۔

(۱) علّت و معلول۔

(۲) اگلا پچھلا۔

(۳) ایک ساتھ ہونے کا رشتہ۔

(۴) جزو و کُل۔ اور

(۵) حُلیہ۔

ان پانچ قسم کے تعلقات سے سات قسم کے نتیجہ حسب ذیل نکلتے ہین۔

(۱) علّت معلوم ہونے پر معلول کا علم۔ مثلاً

رسوئی خانہ مین گیلا ایندھن جل رہا ہی۔

∴ اس لیے رسوئی خانہ مین دھوان بھرا ہوا ہی۔

(۲) معلول کے معلوم ہونے پر علّت کا علم۔ مثلاً

یہان دھوان ہو رہا ہے۔

∴ اس لیے یہان پر آگ موجود ہے۔

(۳) اگلا معلوم ہونے پر پچھلے کا گیان۔ مثلاً

سوموار کا اتوار کے بعد ہونا۔

(۴) پچھلا معلوم ہونے پر اگلے کا علم۔ مثلاً

بچپن جوانی اور بڑھاپے سے قبل ہوتا ہے۔

(۵) دو ایک ساتھ ہونیوالی چیزون مین سے ایک کے موجود ہونے پر دوسرے کی موجودگی کا علم مثلاً

بڑھاپا اور تجربہ۔

(۶) کُل کے معلوم ہونے پر جزو کا علم۔ مثلاً

اس جگہ پر کوئی ثمردار درخت نہین ہے۔

اس لئے یہان پر کوئی آم کا درخت نہین ہے۔

(۵) حلیہ ([illegible]) کے معلوم ہونے پر اشیار کے متعلق گیان کا ہونا۔ مثلاً

اس کمرہ مین کوئی گھڑا نہین ہے۔

کیونکہ اُس کے حلیہ کی یہان کوئی شے موجود نہین ہے۔

یہ آخری شکل تعلیق منطق کی بظاہر غلط معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ نتیجہ کہ اس کمرہ مین کوئی گھڑا نہین ہے ایک امر مشاہدہ قیاس ہو سکتا ہے۔ مگر ایسی صورت مین ہمکو یہ ماننا پڑیگا کہ آنکھ نیستی کو دیکھ سکتی ہے جو ایک لغویات ہے۔

بس یہی کل منطق ہے۔ اور یہ مین اور کہون گا کہ اس قدرتی منطق مین غلطی کے لئے کہین گنجایش نہین ہے بشرطیکہ دیاپتی (تعلیق منطقی) کی جانچ ٹھیک ٹھیک اور سائینس کے اصول پر کیجائے۔ دیاپتی کی صحت کی آخری جانچ شاستر سے کی جاتی ہے جو ایک ہمہ دان کامل اُستاد کا کلام ہے اور جو ماضی وحال ومستقبل تینون زمانون مین حقیقت کا ظاہر کرنیوالا ہے۔ اس لیئے جہان ہماری ذاتی رائے عوام کے تجربہ اور مشاہدہ سے متفق ہو اور اُسکی تائید ایک ہمہ دان کامل اُستاد کے کلام سے بھی ہوتی ہو وہان کسی قسم کے شبہ یا شک کے لئے گنجایش نہین رہتی ہے۔ شاستر کا اصلی کام یہی ہے جو اس طرح پر ہمیشہ برقرار رہنے والے سچے اصولون کی ایک مستند مجموعہ لغت کے طور سے نہایت بیش قیمت ہونا چاہیئے۔

اب ہم ذرا دیر تامل کر کے یہان مختلف فرقون کے منطقی طریقون پر غور کرین گے۔ تحت کے چار طریقہ منطق کے مروج پائے گئے ہین۔

(۱) جین طریقہ۔

(۲) نیائے کا طریقہ۔

(۳) بودھون کا طریقہ۔

(۴) یورپ کا طریقہ جو ارسطو کے نام سے نامزد ہے۔

اس لکچر مین جو کچھ ہم نے منطق کے بارہ مین کہا ہے وہ جین طریقہ کے مطابق ہے۔ نیائے والے

نتیجہ کی صحت کو سنہہ دھرمی (بہذات یا ہم جنس) مثال پر مبنی کرتے ہین۔ پہلے کسی موقع پر شوئی ین دھوان دیکھا گیا تھا جہان آگ تھی۔ پہاڑ کی چوٹی پر اَب دھوان دکھائی پڑتا ہے۔ اس لئے پہاڑ کی چوٹی پر بھی آگ ہے۔ اس قسم کی دلیل کے اوپر بنائے والے نتیجہ نکالتے ہین۔ یہان پر کسی سچّے اور سائنس کے اصول کے بموجب شدہ کی ہوئی ویاپتی کا تعلق نہین ہے۔ نتیجہ کسی مقررہ اور کبھی نہ بدلنے والے قاعدہ کی تقویت پر نہین نکالا جاتا ہے بلکہ محض ایک سنہہ دھرمی مثال کی تقویت پر۔ مغالطے بھی جن کے بچانے کی ہدایت کی گئی ہے علمی حد تک نیائے منطق کو نہین پہنچاتے ہین۔ یہ مغالطے تعداد مین پانچ ہین اور حسب ذیل ہین۔

(۱) ہیرجائی۔ جسکا مفہوم یہ ہو کہ علامت دلیل کبھی تو نتیجہ مین پائی جاتی ہے اور کبھی اُس کے مخالف مین جیسے شبد انیتہ ہو کیونکہ وہ دکھائی نہین دیتا۔ یہان نہ دکھائی پڑنیکی صفت بعض نیتہ چیزون مین بھی ہے جیسے روح آکاش وغیرہ اور انیتہ مین بھی جیسے سوکشم شریر ہوا وغیرہ

(۲) مخالف۔ جو نتیجہ کی تردید کرتی ہے۔ مثلاً

گھڑا ایک بنی ہوئی شئی ہے۔

کیونکہ وہ غیتسر ہے۔

(۳) نتیجہ بشکل دلیل۔ مثلاً

شبد انیتہ ہے۔

کیونکہ اسمین مثنا (وجود یا ہستی) نہین ہے۔

(۴) غیر ثابت یعنی جس کا وجود خود ہی ثبوت کا محتاج ہو۔ مثلاً

سایہ جوہر ہے۔

کیونکہ وہ متحرک ہے۔

(یہان یہ بیان کہ سایہ خود متحرک ہے محتاج ثبوت ہے)

(د) بے وقت یعنی جس کا اطلاق ایسے موقع پر کیا جائے کہ جو وقت کے لحاظ سے مناسبت نہ رکھتا ہو مثلاً

شبد نیتہ ہی۔

کیونکہ مثل رنگ کے دو چیزوں کے چھونے سے پیدا ہوتا ہے۔

اس آخری دلیل کی تشریح اس طور پر ہی کہ جیسے لمپ کی روشنی کے چیزون پر پڑنے سے اُنکے رنگ دکھائی دیتے ہین اسی طرح پر ڈھول کو لکڑی سے بجانے سے شبد پیدا ہوتا ہی پس دونون صورتون مین دو چیزون کا ملاپ اُپتی کا باعث ہی۔ پہلی صورت مین روشنی اور چیزون کے ملنے سے انکا رنگ ظاہر ہوتا ہی اور دوسری مین ڈھول اور ڈھول بجانے کی لکڑی کے ملاپ سے شبد۔ مگر چونکہ لمپ کی روشنی چیزون پر پڑ کر ان کے رنگ کا پرکاشش کراتی ہے نہ کہ رنگ کو خود پیدا کرتی ہی اسیطرح پر تمثیل کی دلیل مین بھی نتیجہ نکالا گیا ہی کہ شبد بھی نیتہ ہے۔ ڈھول اور اُس کے بجانے کی لکڑی کے ملاپ سے پیدا نہین ہوا ہے اس دلیل مین مغالطہ یہ ہے کہ شبد اور رنگ دراصل دو مختلف اوقات والی اشیا ہین۔ پہلی محض اسیوقت پیدا ہوتی ہے جب ڈھول بجایا جائے اور دوسری روشنی کے چیزون پر پڑنے سے پیدا نہین ہوتی ہی بلکہ اُس کے قبل سے موجود ہوتی ہے۔ ایسی مختلف اوقات والی مثالون مین منطقی مشابہت کا ڈھونڈھنا ہی مغالطہ ہے۔

نیائے منطق کے مغالطون کا بیان اب ختم ہوا۔ مگر یہ صاف ظاہر ہے کہ انکی مدد سے بھی کوئی سچا منطقی تعلق نیائے والے قائم نہین کر پاتے ہین۔ جین مت کے طریقہ اور نیائے کے طریقہ مین خاص فرق اس امر کا ہی کہ نیائے والے تو ہمیشہ ہمذات یا ہم جنس مثال سے نتیجہ نکالنا روا سمجھتے ہین سوائے اُن حالتون کے کہ جن کا تذکرہ مغالطہ کے بیان مین کیا گیا ہی مگر جینی لوگ صرف اُسی موقع پر منطقی نتیجہ نکالین گے کہ جب وہ اُس کو کسی سچے تعلق (دیاپتی) پر قائم کر سکتے ہین۔ تحت کی مثال مین نیائے منطق کی سب ضروریات کا لحاظ رکھا گیا ہی

لیکن تاہم نتیجہ وہ ہی کہ جسکی صحت کا کوئی منطقی ذمہ دار نہین ہوسکتا۔

مثال

(۱) زید کی بیوی کے حمل مین آیا ہوا بچہ لڑکا ہی۔

(۲) کیونکہ وہ زید کا بچہ ہی۔

(۳) مثل زید کے اور تمام بچون کے جو سب لڑکے ہین۔

یہان علامت دلیل (جو زید کا بچہ ہونا ہے) ہمارات مثال ہی جو نہ ہرجائی ہے اور نہ کسی اور طرح پر قابل اعتراض ہے۔ لیکن چونکہ اس سے کوئی واقعی تعلق منطقی تذکیر و تانیث سے نہین ہی اس لیے اس امر کا کوئی اعتبار نہین ہی کہ زید کی بیگم صاحبہ کے حمل مین آیا ہوا بچہ بھی ضرور ہی لڑکا ہوگا۔ اس مثال کی علامت دلیل تمام ہم جنس مثالو نمین نتیجہ کے ساتھ وابستہ پائی جاتی ہے۔ یہ ہرجائی نہین ہی کیونکہ زید کا بچہ ہونے کی صفت ایک بھی لڑکی مین نہین پائی جاتی ہی۔ اور نہ یہ بے وقت ہی کیونکہ وہ واقعی تمام وقت حمل میں لیئے ہوئے بچہ مین موجود ہی اور نتیجہ نکالنے کے وقت بھی۔

گوتم کے بنائے کی اس کمزوری کو بعض بعض اشخاص نے اس بنا پر روا رکھنے کی کوشش کی ہی کہ یہ ممکن ہی کہ گوتم کی منشا صرف یہی تھی کہ اُس کے جملون اور دلیلون کی تردید کا بار ثبوت اُس کے مخالفین پر پڑے لیکن تاہم کسی ایسی کمزور بنیاد کے اوپر منطقی نتیجہ کو قائم کرنا اس اُمید مین کہ ہمارے مخالفین ہماری غلطیون کو رفع کر دین گے بے حد خطرناک ہی خاص کر جبکہ ہماری غلطیون کا رفع ہونا مخالفین کی لیاقت اور مرضی پر مبنی ہو۔

بودھون کے منطق مین بھی مثل بنانے والون کے علمی دیانتی نہین پائی جاتی [illegible] اور انمین بھی ہم جنس مثال سے نتیجہ نکالنے مین تامل نہین کیا جاتا بشرطیکہ دلیل۔

(۱) پکشس مین موجود ہو۔

(۲) سپکشس مین پائی جاوے۔

(۳) مگر وپکشش مین نہ ملے -

مفصلہ ذیل سلسلہ تقریر مین -

الف - اس سامنے والے پہاڑ کی چوٹی پر آگ ہے -

ب - کیونکہ اُس پر دھوان ہے -

ج - مثل رسوئی کے -

د - اور برخلاف جھیل کے -

ہ - پس اس لئے سامنے والے پہاڑ کی چوٹی پر آگ ہے -

سامنے والے پہاڑ کی چوٹی پکشش (وہ مقام جہان پر کہ نتیجہ اِس تقریر مین آگ) ہے سابق کی دیکھی ہوئی رسوئی سپکشش (س = مثل + پکشش یعنی پکشش کی طرح کا سابق کا دیکھا ہوا مقام) ہے اور جھیل وپکشش (و = مخالف + پکشش) ہے جسمین نہ دھوان ہے اور نہ آگ ہے لیکن گو کہ یہ تینون باتین زید کے پیدا ہونے والے بچہ کی تمثیل مین ملحوظ کی گئی ہین تاہم یہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ وہ بدمعاشش بودھون کے منطقی دعوے کو اس بات سے خفا ہو کر کہ اُس کی تذکیر اور تانیث اُس کی ہستی کے شروع ہی مین انھون نے معرض بحث کر دی باطل نہین کر دے گا -

یوروپین منطق بھی ناکافی پایا جاتا ہے کیونکہ اُس کا سلسلہ دلیل صرف مصنوعی و خلاف قدرت ہی نہین ہے جیسا کہ اب صاف عیان ہو گیا ہو گا بلکہ اُس کا کوئی سروکار دریافت حقیقت سے نہین ہے - وہ صحیح علم منطق ہونیکی نسبت زیادہ تر علم تعبیر سے مشابہت رکھتا ہے -

بلاشبہہ وہ نیائے اور بودھون کی منطق کی نسبت زیادہ صحت رکھتا ہے لیکن اُس کا کام محض منطقی جملون کے مفہوم کی تعبیر پر محدود ہے تاکہ آئین اور نتیجہ مین اصطلاحی مطابقت قائم رہے - ہم اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہین کہ اس اصطلاحی مطابقت

کہ یوروپین منطق بڑی صحت کے ساتھ قائم رکھتا ہی- ہملٹن (Hamilton) اور مینسل
(Mansel) صاحبان کی رائے ہی کہ منطق محض خیالی مطابقت کے قائم رکھنے کا علم ہے
اور اُسکو واقعی حقیقت سے کوئی غرض نہین ہی- مل (Mill) اور بین (Bain) نے ضرور
اس امر کی کوشش کی کہ یوروپین منطق کو ایک سچے علم کی حد تک پہونچا دین کہ جس کے نتائج
واقعی تعلقات اشیاء سے مطابق پائے جائین مگر انھون نے بھی اسکو ویسا ہی بھدا بے ڈول
اور مصنوعی چھوڑا جیسا کہ اس کو پایا تھا- یوروپین منطق کی علمی وقعت، جب ہم اُس کا
اندازہ اس خیال سے کرتے ہین کہ اپنے روزمرہ کے بیوہار مین آپ اسکو معمولی لوگ اور وکلاء
وحکماء و منطق دان بھی کبھی واقعی استعمال نہین کرتے ہین کچھ نہین ٹھہرتی ہی اُس کی بیشمار
اصطلاحین اور تعریفین حافظہ کے اوپر ایک بھاری بار ہوتی ہین- اور اُس کے اشکال اور
جملے بجائے سلجھانے اور صاف کرنے کے خیال کو الجھاتے اور پیچیدہ کرتے ہین- قدرتی منطق
جس کا آج بیان کیا گیا ہی ہر شخص کو خواہ وہ کتنا ہی بے وقوف ہو سکھایا جا سکتا ہی- اور چھٹی
اور ساتوین جماعت کی لڑکے لڑکیون کو تو نظمی آسانی کے ساتھ پڑھایا جا سکتا ہی- وہ
من کو روشن کرتا ہے اور خیال کی مطابقت کو محفوظ رکھتا ہی- اور اس طرح پر وہ زندگی کو خوشگوار
بناتا ہی- برعکس اس کے مروجہ منطق محض نمایشی علمیت کا کوشان ہے کسی مفید چیز کا
سکھانیوالا نہین ہے اور اپنے مرید کو عینک سے ظاہر ہونیوالی علمیت کی شبیہ عطا کرکے
ختم ہو جاتا ہے- مجھے یقین ہے کہ جس کسی نے اس مضمون کو سمجھا ہے وہ مجھ سے اس امر پر
اختلاف نہین کریگا کہ مروجہ منطق کی اعلےٰ ترین کارگذاری کا نتیجہ سخت اصطلاحات واشکال
کا ایک سیٹ ہے جو جملون اور نتیجون کی خیالی مطابقت کی جانچ کرنے کے لیئے بلالحاظ
اس امر کے کہ اُن جملون اور نتیجون کے مضامین واقعی طور سے صحیح ہین یا نہین بنایا گیا ہی
جبکہ قدرتی منطق سے کم سے کم حاصل ہونے والا فائدہ طبیعت کا منطقی رجحان ہی جو انسان
کو قدرتی تعلقات اور اشیاء کے سچے اسباب کی تلاش مین مصروف کرتا ہے- پس

بس قدرتی منطق سے بڑا ترین فائدہ قدرت پر پورے طور سے حاوی ہونا ہے کہ جس سے
بھلے سے اچھے انسانی مقاصد پورے ہو سکیں۔ قوم انسان کے لئے وہ روز بہت مبارک
ہوگا جس دن یہ قدرتی منطق مدرسے مین لڑکے لڑکیون کو پڑھایا جاوے گا اور مین
اُمید کرتا ہون کہ پرائمری سکولون مین بھی کسی سادہ طریقہ پر شروع کرایا جائے گا۔

یہان پر بیان منطق ختم ہوتا ہے جس کے سمجھنے مین مجھے یقین ہے کہ پون گھنٹہ
سے زیادہ نہین لگا۔

اب مین قسم بندی کے بارہ مین چند الفاظ کہون گا جس کا مطلب چیزون کو اُنکے
خواص کے بموجب مختلف اقسام مین منقسم کرنا ہے۔ خاصیت کی دو صورتین ہین یا تو وہ ایسی
صفت کسی شی کی ہو جو اُس سے کبھی علٰحدہ نہ ہو سکے مثلاً جیسے گرمی آگ سے کبھی الگ
نہین ہو سکتی یا وہ جو علٰحدہ ہو سکے جیسے داڑھی جو انسان کے نکل آتی ہے اور علٰحدہ بھی
ہو سکتی ہو۔ اصلی خاصیت اسکو کہتے ہین جو اپنے کلاس کے ہر ممبر مین پائی جائے مگر اُس کے
باہر اور کسی چیز مین نہ پائی جائے۔

میٹافزکس یعنے فلسفہ کا دوسرا مددگار علم التجزیہ (انلسس analysis) ہو جس سے
ہم کسی مرکب شی یا خیال کے اجزا کا حال دریافت کر سکتے ہین۔ اور آخری مددگار فلسفہ کا نے واد
یعنے لحاظ نسبتی ہو جسکی اہمیت اس بات کی مستحق ہے کہ اس کا ذکر کچھ تفصیل विसतार کے
ساتھ کیا جاوے۔ اس کے بارہ مین یہ کہنا صحیح ہے کہ جس قدر جھگڑے اور غلط فہمیان انسانون
مین آپس مین مذہب اور فلسفہ کے متعلق ہوئے ہین وہ سب اس کے اصولون کی ناواقفیت
کا نتیجہ ہین۔ لفظی معنون مین نے واد سے مراد لحاظ نسبتی سے ہو اور فلسفہ مین کسی امر یا تجویز
پر عمارت بناتے وقت اس امر کا لحاظ رکھنے سے ہو کہ وہ امر یا تجویز کس پہلو کو لئے ہوئے ہو۔
اگر ایسا نہ کیا جاوے گا تو فلسفہ کی عمارت ٹیڑھی بنے گی۔ مثال کے طور پر ہم دیکھتے ہین کہ مادہ
کی تمام اشیاء ادلتی بدلتی رہتی ہین اور ٹوٹ پھوٹ کر نابود ہوتی رہتی ہین۔ لیکن یہ صرف

مادّی چیزون یا شکلون کی ہی حالت ہی۔ مادّہ کی نہین۔ جو نیتہ ہے۔ اب فرض کرو کہ ہم ایک عام اصول مادّی چیزون کے فانی پن کے بارہ مین بنادین اور اس پر زور دینے کے لیئے مادّہ کے نیتہ ہونے کے مسئلے کو نظر انداز کر دین تو ہمارے خیال کی صورت شنک واد کی سی ہوگی جو کہتا ہی کہ دنیا مین کوئی بھی شی پائدار یا نیتہ نہین ہی جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہی کہ ہمکو یہ ماننا پڑتا ہی کہ چیزین ہمیشہ نیستی مین سے پیدا ہوتی ہین اور پھر بالکل نیست اور نابود ہو جاتی ہین۔ شنک واد کی غلطی کا یہی کارن ہے کہ چیزون کا انیتہ پن انکی شکلون تک ہی محدود ہی اور انکے مادّی مصالح تک جس کی وہ بنی ہوئی ہین نہین پہونچتا ہی۔ یہ ایک مثال ستے واد کے اصول کے سمجھنے کے لیئے کافی ہے اور ہمکو ایک رُخہ نتائج پر اڑ بیٹھنے سے تنبیہ کرتی ہی۔ ہر ایک چیز کے بہت سے پہلو ہوا کرتے ہین اور ایسے ہی ستے بھی بہت قسم کے ہین لیکن ان مین سے زیادہ ضروری ستے مفصلہ ذیل قسمون کے ہین

ستے

قطعی یا اصلی
مثلاً ایک مٹی کے گھڑے کو جسمین پانی بھرا ہو مٹی کا گھڑا اسکی اصلیت یا جوہر کے لحاظ سے کہنا۔

بیوہار یا عام لوگون کا
جیسے مٹی کے پانی سے بھرے ہوئے گھڑے کو پانی کا گھڑا کہنا۔ کیونکہ اسمین پانی بھرا ہوا ہے۔

درویارتھک
جس کا تعلق جوہر یا اصلی صفات سے ہے۔

پریائے یارتھک
جو چیزون کو انکی بدلتی ہوئی حالتون کے لحاظ سے مشاہدہ کرتا ہے۔

ستے واد کا مطلب سمجھانے کے لئے جس کا جاننا فلسفہ کے لئے بہت ضروری ہے اسقدر بیان ہی کافی ہے۔

اب مین شاستر کی طرف پھر متوجہ ہوتا ہون جس کا کچھ ذکر آج سے کچھ پہلے مین آچکا ہے۔

یہ موقع اس متنازعہ امر کے حل کرنے کا نہین ہے کہ الہام کسکو کہتے ہین اور اسکا مخرج اصلی کیا ہی۔

اس کے آگے ہم کو زیادہ عمدہ اور موزوں موقع بعد کو ملے گا۔ یہاں تو صرف اتنا کہنا ضروری ہے کہ شاستر کا اصلی کام ہم کو ٹھیک ٹھیک علم کا سکھانا ہے تاکہ ہم صحیح پر عمل کر کے اپنے اصلی معانی کو حاصل کر سکیں۔ اس حد تک ہر شاستر جو سچے گرو کا کہا ہوا ہے قیمتی ہے جیسے پہلے بھی کہا گیا ہے وہ ایک ہمہ دان ماضی و مستقبل و حال کے سب امور و تعلقات کے جاننے والے اوستاد کا کہا ہوا اور منطقی تحقیق (دریافت) کی تجربہ اور آخری کسوٹی ہے۔ حتیٰ کہ جو امر کہ سچ بتانے والے شاستر کے خلاف ہے وہ ضرور غلطی اور پریشانی اور ٹھوکر کھلانے کا باعث ہوگا۔

یہاں پر آج شام کا مضمون ختم ہوتا ہے اور ہم بھی آج یہیں پر رک جائیں گے۔

تیسرا لکچر

سائینس

(الف)

آج شام کا مضمون "سائینس کا مذہب" ہے۔ مگر الفاظ "سائینس کا مذہب" قدرے مبہم ہیں کیونکہ آج کل کے زمانہ میں جو مفہوم لفظ سائینس کا ہے وہ مادّہ پرستوں کے علوم ہیں جو کسی مذہب کے معتقد نہیں ہیں۔ سائینس کے مذہب سے میرا مطلب اس موقع پر سائینس مذہب سے ہی۔ یعنی مذہب سے بطور ایک سائینس کے ہے۔ کسی خاص گروہ اور فرقہ کے اعتقاد سے نہیں ہے۔

سائینس جہالت کا مخالف ہے اور جو ہر موجودات اور انکی خاصیتوں کے اور چیزوں کے پیچھے اسباب کے صحیح صحیح علم کا نام ہے۔ سائینس سے مفہوم ایسے علم سے ہی جو غلطی شبہ اور عدم واقفیت سے پاک ہے اور جس کی جانچ تجربہ کے ذریعہ کیجا سکتی ہے۔ صحیح صحیح علم ہی کو سائینس کہتے ہیں اور صحیح صحیح علم معتبر شہادت کے علاوہ صرف مشاہدہ اور تجربہ کرنے سے ہی محدود عقل والے انسان کو حاصل ہو سکتا ہی۔ سائینس کا پہلا اصول نیچر (Nature) کا قیام ہی۔ اس کا مطلب یہ ہی کہ جو ہر موجودات اور اُنکے خواص ہمیشہ کے ہیں اور کبھی نہیں بدلتے۔ وہ کبھی معدوم نہیں ہوتے اور نہ وہ کبھی عدم سے وجود میں آتے ہیں۔ یہ امر قوم انسان کے موجودہ اور گذشتہ زمانہ کے تجربہ سے ثابت ہی۔ اور جس تجربہ کے اوپر یہ امر مبنی ہے وہ کسی خاص مرد یا عورت کا تجربہ نہیں ہی اور نہ لوگوں کے کسی خاص فرقہ یا جماعت کا۔ بلکہ تمام قوم انسان کا جس میں ایک بھی استثنیٰ نہیں ہے کیونکہ باوجود اس کے کہ لوگ دنیا اور خلقت کی پیدائش کے بارہ میں چاہے جو کچھ رائے رکھتے ہوں تاہم ایک بھی ایسا انسان

نہین پایا جاتا ہے جو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ کہنے کے لئے تیار ہو کہ اُس نے چیزون کو معدوم اور بحیثیت
عدم سے وجود مین آتے ہوئے دیکھا ہے۔

قیام قدرت کا قانون یہ بتاتا ہے کہ جوہر (درہیہ) ہمیشہ کا رہنے والا یعنی ادی ہے
ہے کہ جو کچھ واقعی اور دراصل موجود ہے اُس کا کبھی ناشش نہین ہو سکتا۔ جب کہ ایک چیز بظاہر
معدوم ہو جاتی ہو تو دراصل اُسکی محض شکل بدل جاتی ہے یہ نہین ہوتا کہ وہ بالکل ہی ہستی سے نیست
ہو گئی ہو مثلاً اس مصری کی ڈلی کی جو دودھ یا پانی مین گھُل جاتی ہے محض شکل بدل جاتی ہو اور وہ
ٹھوس حالت سے رقیق حالت مین مبدل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پر مینہ کا برسنا ہوا کی نمی کا
پانی کے قطرون کی صورت مین تبدیل ہو کر زمین پر گرنا ہے۔ ایسا نہین ہوتا کہ بادلون کے
پیچھے سے کوئی دیوتا بیٹھ کر نیستی مین سے بارش کو پیدا کرتا ہو۔ اُبلنے سے پانی بھاپ بن
جاتا ہے اور بھاپ پھر ٹھنڈا پاکر متقطر ہو جاتی ہے۔ جیسا ہیکل صاحب کہتے ہین دُنیا مین ہم کہین
مادہ کے نیستی مین سے ہست ہونے یا پیدا کئے جانے کی کوئی مثال نہین پاتے ہین وہ یہ تجربہ
آزمایا ہوا اصول جسپر اب کوئی معترض نہین کرتا ہی علم کیمیا کی بنیاد ہی۔ اور اُسکی جانچ ہر وقت ہر شخص
ترازو کے ذریعہ سے کر سکتا ہی" (The Riddle of the Universe)

جوہر کے قانون کا ضمیمہ یہ بتاتا ہے کہ اشیاء کے خواص و اوصاف بھی ہمیشہ کے
ہین گو کہ مختلف جوہرون کے ملنے سے انمین تبدیلیان واقعہ ہوتی ہین۔ مثلاً رنگ و بو وغیرہ
اوصاف جو مادہ مین پائے جاتے ہین ہمیشہ سے مادہ مین ہین اور ہمیشہ رہین گے۔ اصلیت
یہ ہی کہ جوہر اور اُس کے اوصاف ایک ہی چیز کی دو شکلین یا پہلو ہین کیونکہ اپنے اوصاف سے
علحدہ جوہر کوئی شی نہین ہو سکتا ہی۔ یہ کہنا بمنزلہ اسکے ہی کہ اوصاف جوہر ہی مین رہتے ہین
اور جوہر اوصاف کا ہی مجموعہ ہی۔ مثلاً سونا اپنے کُل اوصاف جیسے زردی۔ بھاری پن۔
مادی پن وغیرہ وغیرہ کے ہی مجموعہ کا نام ہے اور اُن سے علحدہ کوئی شی قیاس نہین کیا
جا سکتا ہے۔ جوہر مین پیدائش اور ناشش اور قیام ایک ہی ساتھ مین پائے جاتے ہین۔

جبکہ ہم ایک سونے کی سلاخ کو کٹھالی مین گلاتے ہین تو سلاخ پن کا ناش ہوتا ہی رقیق حالت کی ابتدا ہوتی ہے اور سونے کا بحیثیت سونے کے قیام رہتا ہی۔ یہی تین قسم کا کام جوہر کا ہے۔ ہم یہ کہنے کے مجاز بھی نہین ہین کہ سلاخ پن کا ناش اور رقیق حالت کی ابتدا ایک ہی وقت مین نہین ہوتی کیونکہ اُنمین کوئی درمیانی حالت نہین ہی۔ یعنی رقیق پن مین تبدیل ہونا ہی سلاخ پن کے ٹوٹنے کی صورت ہی۔ اگر آپ نے سونے کی ان دونون حالتون مین وقفہ مانا تو آپ یہ کہنے کے لیئے مجبور ہونگے کہ سلاخ پن کے ناش ہونے پر سونے کی اولاً کوئی شکل یا صورت قائم نہین رہی اور بعد مین اُس کا رقیق پن بھی قطعی نیستی صورت (یا حالت) سے ظہور مین آیا۔ لیکن یہ بالکل بیہودہ ہوگا کیونکہ اشیاء کا وجود بغیر کسی شکل کے قیاس مین نہین آسکتا ہے۔

دُنیا مین دو خاص قسم کے جوہر پائے جاتے ہین ایک جاندار اور دوسرے بے جان۔ اوّل الذکر ان مین سے وہ ہی جسکی صفت زندگی یا ادراک (Consciousness) ہے۔ اور دوسرے وہ جو بے جان ہین جیسے مادّہ۔ ان کے اصطلاحی نام جیو (زندہ) اور اجیو (بے جان) ہین۔ ہم انکو روح اور غیر روح بھی کہہ سکتے ہین۔ مروج سائینس روحانی جوہر کی ہستی سے منکر ہے اور ادراک کو مادّہ کی صفت مانتا ہی۔ لیکن ماہران سائینس کو ابتدائے زندگی کے حل کرنے مین بڑی مشکلین پڑتی ہین اور وہ لوگ زندگی کے اس دُنیا مین پہلی مرتبہ نمودار ہونیکے بارہ مین عجیب و غریب رائین لگایا کرتے ہین۔ بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ زندگی کا انش یا تخم اوّلاً کرہ ارض پر کسی دوسرے سیارہ سے گرا۔ بعض کہتے ہین کہ وہ خود رَو ہے۔ اور بھی اس قسم کی رائین ہین جو لوگون نے زندگی کے بارہ مین قائم کی ہین۔ ہم سب سے پہلے اُس خیال کی جانچ کرینگے جو ادراک کے ایک ابتدائی انش کو مادّہ کے ہر ذرّہ مین قائم کرتا ہے۔ یہ قیاس کیا گیا ہے کہ یہ ابتدائی ادراک کا انش بہ تدریج بڑھتے بڑھتے کینٹ (Kant) شوپن ہوار (Schopenhauer) ٹنڈل (Tyndall)

جیسے نامی گرامی عقلمندون کا تیز اور زبردست فہم بن گیا اور اس سے بھی زیادہ ترقی کرسکتا ہے۔ اس خیال کے مطابق ادراک کی اعلےٰ اعلےٰ صورتین ابتدائی انش کی شدت سے حاصل ہوتی ہین۔ لیکن یہ محض قیاس ہی قیاس ہو اور اسکا دارومدار دو قسم کے امور مشاہدہ اور ایک قسم کے مذہبی مغالطہ پر ہو۔ امور مشاہدہ یہ ہین (۱) یہ کہ مادہ کا اثر ادراک کے تغیر پر ہوتا ہو اور (۲) یہ کہ تمام جانداروں مین ایک ہی قسم کے عقلی قوا نہین پائے جاتے ہین اور مغالطہ یہ ہو کہ روح تغیر و تبدل حالات سے آزاد ہو یعنی روح ہمیشہ اور ہر موقع پر ایک ہی حالت مین قائم رہتی ہے۔ امور مشاہدہ کے خلاف مجھے کچھ نہین کہنا ہے۔ وہ پورے طور سے ثابت ہین اور اُنکی تردید نہین ہوسکتی ہے۔ سچ تو یون ہے جیسا ہم دیکھین گے کہ سائینس مذہب نے بھی اُنکا پورا لحاظ مدنظر رکھا ہے۔ مغالطہ کا اظہار ہیکل صاحب کی مشہور و معروف The Riddle of the Universe نامی کتاب مین اسطور پر پایا جاتا ہے:

"اِن ہی قسم کے واقعات سے یہ ثابت ہو کہ انسان کا ادراک اور اُس کے نزدیک ترین دودھ پلانے والے جانورون کا ادراک بھی تبدیل ہونے والی شی ہو۔ اور یہ کہ اُسکی قوت اندرونی اور بیرونی اسباب سے مثلاً خون کے دورہ وغیرہ اور بھیجے کی چوٹ مسکّر وغیرہ کے استعمال سے اَدلتی بدلتی رہتی ہے۔ زندہ اجسام مین ادراک کی نشو و نما اس بات کو بخوبی ظاہر کرتی ہے کہ وہ کوئی بے وجود شی نہین ہو بلکہ بھیجے کا ایک مادی ظہور ہے اور اس لیے وہ جوہر کے متعلق جو قانون ہے اُس سے مستثنیٰ نہین ہو"

اصلیت یہ ہو کہ سائینس مذہب نے کبھی روح کو ایک بے وجود شی نہین مانا ہی گو کہ ہیکل صاحب اس کے خلاف سمجھتے ہین اور نہ یہ کبھی مانا ہو کہ اُسپر مادہ کا اثر نہین پڑتا ہے۔ مگر یوروپین ماہران سائینس کو جس خیال سے مقابلہ پڑا وہ حقیقی مذہب کی اصلی رائے نہ تھی بلکہ خالق پرستی کا ایک مبہم مغالطہ تھا جس کے بموجب روح ایک بے وجود اور کبھی نہ بدلنے والا شی ہے۔ اس وجہ سے ہم ماہران سائینس کے روح کے وجود سے انکار کو قطعی انکار نہین سمجھتے۔

سونگھنا- دیکھنا اور سننا نہین مانا ہے اور یہ کیسطرح بھی قیاس مین نہین آتا کہ یہ قوتین (سونگھنا دیکھنا سننا) محض تیزی یا تشدید کے طور پر قوت لامسہ مین سے جو مادہ کے ایک ذرہ مین باقی تھی ہو نکل سکتی ہین- محض چھونے کی قوت اور ان اعلےٰ درجہ کے ادراک کی کارگذاریون جیسے تجویز اور ارادہ کے درمیان اتنا بڑا فرق ہی کہ اسکو ہم صرف لفظی اصطلاحون یا جملون سے رفع نہین کرسکتے ہین اور وہ اس بات کا خواستگار ہی کہ تیزی اور تشدید کے مسئلہ کی نسبت کوئی زیادہ معقول تشریح اُسکی کیجاوے- اس بات کی تائید مین کہ چھُونے کی طاقت مین سے روشن ضمیری یا منطقی دلیل نکل سکتی ہے ذرا بھی شہادت نہین ہے اور یہ قطعی ناممکن ہے کہ آپ کینٹ (Kant) یا شوپین ہوار (Schopenhauer) جیسے بڑے آدمیون کے فہم کو محض ایک چھونے کی حس کو ہزار گُنا دس لاکھ گُنا یا سنکھ ارب گُنا کرنے سے بنا سکین-

علاوہ اس کے مادہ کے ایک ذرہ سے جو چیز وابستہ ہو وہ اس سے کبھی علیحدہ نہین ہوسکتی ہی کیونکہ ذرہ کو ہم توڑ پھوڑ نہین سکتے ہین اور نہ اُس کے کوئی ایسے اجزا یا انش ہین جو اُس سے علیحدہ ہوسکین- ذرہ مین مانے ہوئے ادراک کا تیز کرنا بالکل ہی ناممکن ہی کیونکہ کوئی ذرہ اپنے مین کوئی ایسی منتقل ہونے والی صفت نہین رکھتا ہے کہ جسکو وہ کسی اپنے بھائی یا بہن کو ہبہ کرسکے اور نہ انسان ہی اپنے ادراک کو اپنے کسی حاجت مند بھائی کو دے سکتا ہی کیونکہ ارادہ- حافظہ- تجویز اور انتشار مثل دُنیاوی چیزون کے منتقل ہونیوالی اشیاء نہین ہین-

پس ہم دیکھتے ہین کہ یہ قیاس کہ مادہ کے ذرّون مین ادراک کا ابتدائی انش ہے جو بتدریج بڑھتے بڑھتے تیز ہو کر ایک مسیح یا اعلےٰ فلاسفر کی جامع روح بن سکتی ہے واقعات کے انکشاف کرنے کے لیے قطعی ناکافی ہے اور مانا نہین جاسکتا ہی- لیکن مادہ پرستون کا ابھی ایک قیاس اور باقی ہے جسکی بنا پر وہ ادراک کے وجود کی تشریح کرتے ہین- اب ایک

دوسرا فرقہ مادّہ پرستون کا ہمکو یہ بتاتا ہے کہ ادراک بھیجے سے پیدا ہوتا ہے۔ ادراک کے روح کی صفت ہونیکے خلاف اپنی بحث کو ختم کرتے وقت جینا کی یونیورسٹی کے پرفیسر ارنسٹ ہیکل صاحب ایسا لکھتے ہین۔

"اس امر سے کہ ادراک مثل دیگر من کی صفتون کے بعض بعض اعضاء کے بڑھنے پر موقوف ہی اور اس امر سے کہ وہ بچے ہین ان اعضاء کے نشو ونما کی مناسبت مین نمایان ہوتا ہے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ جانورون مین وہ تاریخی طور سے پیدا ہوا ہے"

لیکن یہ محض وہم ہی کوئی منطقی نتیجہ نہین ہے جو کسی مستند دیا پتی پر قائم ہو۔ اور اس امر سے آپ پہلے ہی واقف ہوچکے ہین کہ دیا پتی (تعلق منطقی) کے بغیر سچا نتیجہ نہین نکل سکتا ہی۔ ہیکل صاحب کا دل خود اُن کو اس بیان کی کمزوری ماننے پر مجبور کرتا ہی کیونکہ وہ فوراً ہی یہ بھی لکھتے ہین۔

"تاہم گوکہ ہم ادراک کے اسطور سے بتدریج پیدا ہونے کے کتنے ہی قائل کیون نہ ہون بدقسمتی سے ہم ابھی اپنے تئین اس حالت مین نہین پاتے ہین کہ اس بات کی زیادہ تشریح کرین یا اُس کے ثابت یا صاف کرنے کے لئے مخصوص رائے قائم کرین"

واہ کیا عمدہ قیاس ہی امر واقع ابھی مخصوص طور سے صاف نہین ہوا ہے اور اُسپر بھی ہم اُس کے قایل بیٹھے ہین۔ ادراک بھیجے سے پیدا ہوتا ہے یہ کہا جاتا ہی لیکن بھیجے نے اس کو خود کہان سے حاصل کیا۔ کیا یہ اُس فرضی ابتدائی انش مین سے نکلتا ہی جو مادّہ کے ذرّون مین مثل ایک مبتدی روحانی جزو کے مانا گیا ہے اور جسکی تردید اس سے پہلے ہوچکی ہے۔ ہیکل صاحب خود مادّہ کی ذرّہ کی روحانیت کے خلاف ہین جیسا کہ انھون نے اپنی کتاب دی رڈل آف دی یونیورس (Riddle of the Universe) کے دسوین باب مین

کہا ہو- تو پھر یہ کہاں سے آیا- آپ خون پتھرون مین سے نہین نکال سکتے ہین اور نہ حس
اوارک - حافظہ- تجویز یا ارادہ کو جڑ پینے بے جان ذرّون مین سے بل فاسٹ کے مقام پر
دیئے گئے مشہور تقریر مین جو دلیل پروفیسر ٹنڈل صاحب نے اپنے فرضی مخالف بشپ بٹلر پر
منسوب کی تھی اُسکی تردید آج تک نہین ہو پائی ہے اور وہ یہ ہے-

"اپنے بے جان ہائیڈروجن کے ذرّون کو لو اور اپنے بے جان آکسیجن کے ذرّون کو
لو اور اپنے بے جان کاربن کے ذرّے لو اور اپنے بے جان نائیٹروجن کے ذرّے لو اور
اپنے بے جان فاسفورس کے ذرّے لو اور اپنے تمام اور ذرّے لو جو پتھرون کی طرح سے
بے جان ہین جنکا کہ بھیجا بنا ہوا ہے انکو علیحدہ اور بے حس خیال کرو اور اُنکو ایک دوسرے
کے ساتھ دوڑتے ہوئے اور سب قسم کے مرکبات بناتے ہوئے من مین بچار و یہ شل ایک
بے جان کارروائی کے یہ سب قابل قیاس ہے لیکن کیا تم دیکھ سکتے ہو یا کسی طرح عقل
مین یہ بات لا سکتے ہو کہ آن بے جان حرکتون مین سے اور ان متنفس مُردہ ذرّون مین
حس خیال اور جذبہ پیدا ہو سکتے ہین- کیا پاسون کے اُچھلنے سے تم ہومر (یہ ایک
بڑا شاعر گذرا ہے) کو پیدا کر سکتے ہو یا گولیان لڑا کر علم حساب کے پیچیدہ اصولون
کو ...... تم انسانی فہم کا جو اس امر کا خواہان ہے کہ ذرّون کے حرکات اور اور اک
کے ظہور مین منطقی تعلق دکھایا جائے اسطور پر کبھی اطمینان نہین کر سکتے ہو"

ٹنڈیل نے خود مادّہ کی تعریف کی اس مین زندگی اور ادراک کو شامل کر کے
توسیع کرنے سے اس مشکل سے بچنا چاہا- اُس نے کہا ہے-

"اگر ہم مادّہ کو ڈیمو کریٹس Democretus (ایک گریک فلاسفر کا نام ہے)
کی نگاہ سے دیکھین اور ایسا مانین جیسا کہ اُس کا علمی کتابون مین ذکر ہے تو ادراک کی
زندگی کا اسین سے نکلنا سمجھ مین نہین آسکتا ہے- جو دلیل کہ بشپ بٹلر کو محمول کی گئی ہے
وہ میری رائے مین اس قسم کے مادّی علم کو غارت کرنے کے لیئے کافی ہے لیکن وہ لوگ جنھون نے

ماّدہ کی اسطور پر تعریف کی ہی وہ جزوی عسلم رکھنے والے تھے - وہ ماہران علم زندگی (biology) نہ تھے ...... انکا عسلم حرکات کی واقفیت تھی - زندگی کا علم نہ تھا ...... آیئے ہم اس امر پر موؔدبانہ غور کرین - ماّدہ سے طلاق پاکر زندگی کہان ہے - ہمارا اعتقاد کچھ ہی کیے ہمارا عسلم دونون کو علیحٰدہ نہ ہونے والے طور سے جڑا ہوا بتاتا ہے - ہماری ہر وقت کی غذا اور ہر ایک آبخورہ پانی کا جو ہم پیتے ہین ماّدہ کا من پر خفیہ طور سے اثر پڑنا ثابت کرتے ہین "

بدقسمتی سے ٹنڈیل کو صرف اپنے زمانہ کی روح کے متعلق غلط فہمیان ہی معلوم تھین اسکو یہ نہین معلوم تھا کہ ایک غیر نجات شدہ روح ماّدہ کے ملاپ سے مستثنٰی اور اُسکے اثر سے آزاد نہین ہوتی ہی - اور نہ یہ اُسکو معلوم تھا کہ نجات شدہ ارواح نروان مین داخل ہونے سے کہ جس کا موجودہ سائینس کو وہم اور گمان تک نہین ہی اُس سائینس کی حد کے بالکل باہر ہو جاتی ہین - اس لیئے ٹنڈیل کو یا اُس کے پہلے یا بعد مین اُس کے کسی اور سائینسدان بھائی کو یہ خیال نہین آیا کہ ماّدے اور من کا آپس کا تعلق روح کے وجود کی کسی حالت مین تردید نہین کرتا ہے اور جب وہ اُسکی تردید ہی نہین کرتا ہے تو اُس کے وجود کا قطعی غارت کرنیوالا تو کسی حالت مین ہو ہی نہین سکتا ہی کیونکہ ادراک کا بھیجے کی نشوونما کے اوپر منحصر ہونا صرف اس ہی وجہ سے نہین ہو سکتا ہی کہ بھیجا اسکو پیدا کرے بلکہ اور وجوہات سے بھی جیسا کہ پروفیسر ولیم جیمز نے جو ایک مشہور اور معروف ماہر علم من ہین بتایا ہے - یہ ضروری نہین ہے کہ ادراک بھیجے سے پیدا ہوا ہو بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ ادراک کے ظاہر ہونے کا بھیجا ذریعہ یا آلہ ہو - موجودہ سائینس نے ان مختلف ممکنات کے اوپر کبھی غور نہین کیا ہے اور اس لیئے یہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ وہ باطل ثابت ہوئے ہین - پس جب موجودہ سائینس کے بعض سراہنے والے یہ یقین کر لیتے ہین کہ اُس نے روح کو محض ایک گمان یا خیال ثابت کر دیا ہے تو وہ اُن قیاسی نتائج پر فریفتہ ہو جاتے ہین جو در اصل کبھی زیر تنقیح بھی نہین ہوئے ہین - اصلیت یہ ہی کہ حال کے محققین نے کبھی اس امر کی کوشش نہین

ای ہو کہ روح اور مادّہ کے اوصاف کو ٹھیک ٹھیک طور سے دریافت کرین اور اسوجہ سے ایک کو دوسرے سے تمیز کرنے کے قابل نہین ہین - ادراک کی خاص علامتون کی جستجو ہر شخص کو اس امر کا قایل کردیگی کہ وہ کوئی بھیجے سے پیدا ہونیوالی شی نہین ہی خواہ اُس کا بھیجے سے کتناہی گہرا تعلق کیون نہ پایا جائے کیونکہ جیسا ہم ابھی دیکھینگے ادراک مین

(۱) متنفس پن

(۲) چیتن یعنی صاحب من ہونے کی صفت - اور

(۳) لافانی ہونا

پائے جاتے ہین جبکہ بھیجا

(۱) مرکب -

(۲) اچیتن یعنے چیتن پن سے بے بہرہ - اور

(۳) فانی -

ہے -

ہیکل اور اُس کے دوست ادراک کو ایسا سمجھتے ہین کہ گویا اُس کا اطلاق صرف انسان کی اور بعض اُونچے درجہ کے جانورون کی زیادہ روشن تمیز پر ہی ہو اور اسمین اُن نیچے درجہ کے احساس کو شامل نہین کرتے ہین جیسے دُکھہ کہ جسکو سب جاندار محسوس کرتے ہین یا صدمہ جس کو کہ پودے اور درخت بھی محسوس کرتے ہین جیسا کہ ہندوستان کے مشہور و معروف پروفیسر علم طبعی سر جگدیش چندر بوس نے حال مین علمی طریقہ کی پوری صحت کیساتھ ثابت کیا ہی ہیکل صاحب کی رڈل اوف دی یونیورس (The Riddle of the Universe) مین سے مفصلہ ذیل مضمون مادّہ پرستون کے عقیدہ کو بہت صاف طور سے ظاہر کرتا ہی -

"جیسا کہ ہر شخص کو معلوم ہے نئے پیدا ہوئے بچّہ کے ادراک نہین ہوتا ہی پریر صاحب (Preyer) نے اس بات کو ثابت کردیا ہے کہ ادراک بچّہ مین

جب وہ بولنے لگتا ہے اُس کے بعد ظاہر ہوتا ہی۔ ایک عرصہ دراز تک

بچہ اپنا تذکرہ غائب ضمیر مین کرتا ہے۔ اُس خاص موقع پر جبکہ بچہ لفظ مین پہلی
مرتبہ اپنے لیے استعمال کرتا ہے یعنے جبکہ اپنی ذات کا احساس صاف ہو جاتا ہے
اُسوقت اپنی ذات کے علم کی اور غیر ذات کی مخالفت کی ابتدا ہوتی ہی"

اِس مضمون مین جن امور کے نیچے مین نے لکیر کھینچ دی ہی وہ اہم ہین۔ یہ بیان
بالکل حیرت انگیز ہے خاص کر کہ جب ہم جانتے ہین کہ یہ ایک ایسے شخص کا بیان ہے جو
بہت ٹھیک ٹھیک اور صحت کے ساتھ خیال کرنے کا عادی ہے۔ اگر نئے پیدا ہوئے بچہ
کے ادراک نہین ہوتا ہی تو اُس تکلیف کو جس کا اظہار پیدا ہوتے وقت کی بچہ کی چیخ سے
ہوتا ہے کون محسوس کرتا ہے۔ اگر ادراک بچہ کی قوت گویائی کے حاصل کرنیکے بعد نمایان
ہوتا ہی تو بچہ کی محبت اور نفرتون کا جو اسین قوت گویائی کے قبل بھی پائی جاتی ہین کیا سبب
ہے۔ اور یہ دلیل کہ بچہ بہت عرصہ تک اپنا تذکرہ ضمیر غائب مین کرتا ہی مباحثہ کو بالکل ہی لغویت
کی حد تک پہنچا دیتی ہے۔ کیا اسکا یہ مفہوم ہی کہ بچہ اپنے دکھ سکھ کو بھی ضمیر غائب مین محسوس
کرتا ہے گویا کسی دوسرے شخص کی حالتون کا تماشائی ہی۔

ہمکو چاہیئے کہ ہم ایسے مغالطون اور نیم سچائی سے دھوکہ نہ کھائین۔ فہم
قیل وقال کی قوت اور گویائی ان سب کا وہی مخرج ہے جو دُکھ سکھ کے احساس کا ہے۔
سمجھ اور احساس ایک ہی شی کے دو مختلف کام ہین یعنی اُس قوت کے جو ہمکو ہماری حالتون
کا علم کراتی ہے۔ دوسرے الفاظ مین اپنی ذات سے آگاہی کرانے والی قوت کے۔ احساس
اور جذبہ ادراک کی شکلین ہین اور عقلی قیاسات اور الفاظ مین ظاہر ہونیوالے خیالات بھی
جنکو ہم علم کہتے ہین ادراک کی ہی صورتین ہین۔ دو مختلف قسم کے احساس یا ادراک دُنیا مین
نہین ہین۔ سمجھ ایک ہے خواہ اُس کا اظہار بے سوچے سمجھے ہو یا امتیاز کے ساتھ۔ اور ادراک
ہر جاندار مین برابر موجود رہتا ہی اور کبھی بالکل معدوم یا غارت نہین ہو جاتا ہی گو کہ اُسکا ظہور

بعض موقعون پر محض چھونے کی طاقت پر محدود ہوجاتا ہی۔ عادتی ادراک اور امتیاز کے اظہار کے لیئے خاص خاص حالتین ضروری ہین۔ اور محض ایک کل کے پتلے کی سی زندگی سے ترقی کرنیکے لیئے کسی ایسے آلہ کی ضرورت ہے جس سے طبیعت اور عادات کی حرکات کو روکا جاسکے۔ یہان آپ کا بھیجا کار آمد ہوتا ہے جو بطور ایک قسم کے مرکز (چھینکے) کے گیان اندریون اور کرم اندریون سے تعلق رکھنے والی نسون کے جال کے اوپر اس لیئے پھیلا ہوا ہے کہ روح کو بیرونی اشیار کا علم کرادے یا حسب ضرورت جسمانی حرکات پر قابو رکھے۔ لیکن یہ قیاس کرنا کہ قوت احساس بھیجے سے نکلی ہی مغالطہ ہے کیونکہ بغیر بھیجے کے جانورون مین بھی جو کل کے پتلے کی طرح کی حرکات ہوتی ہین وہ ادراک کی عدم موجودگی ثابت نہین کرتی ہین اس وجہ سے کہ ان جانورون کو بھی احساس اور دکھ سکھ محسوس ہوتا ہی احساس اور دکھ سکھ کا محسوس ہونا بالکل مادی کارروائی نہین ہی۔ انکا تعلق من سے ہی گو کہ امتیاز کرنیوالی عقل انہین موجود نہ پائی جائے۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہ کہنا ناممکن ہے کہ گیان اندریون کے تنتون کی تحریک ہر حالت مین بذات خود عادتی حرکات کرانے کے لیئے کافی ہے۔ ایسا کہنے سے تو تن کا کارخانہ محض مادی حرکات پر محدود ہوجاوے گا جہان ادراک کی کوئی بھی ضرورت نہ ہوگی مزید بران یہ بھی ثابت نہین ہی کہ گیان اندری کے تنتون یا ناڑیون کی تحریک مین اور جسم کے کسی عضو کی حرکت مین ہمیشہ کوئی نسبت پائی جاتی ہے مثلاً سوئی جیسی چھوٹی چیز کا چبھنا ایک ہاتھی سے بھی جسیم جانور کے اپنا پاؤن ہٹا لینے کا باعث ہوتا ہی اور مچھر کا کاٹنا ایک سوتے ہوئے دیوزاد کے بستر مین کروٹ بدلنے کا۔ ایسے موقعون پر جو امر واقعی ہوتا ہے وہ ایسا جان پڑتا ہی کہ گیان اندریون کی تحریک کا محض کام احساس پیدا کرنا ہی اور اس کے بعد کی متنفس کی جانی تحریک اُس کے جسمانی حرکات کا باعث ہوتی ہی جو اس صورت مین جہان قوت امتیاز موجود نہین ہے عادت کے طور پر عمل مین آتی ہے اور جہان وہ موجود ہے مخصوص اعضا کے بالارادہ ہلنے جلنے سے۔

پس کیا ایسا نہین ہو سکتا ہو کہ ادراکی کل کے پتلے کی طرح کے افعال ایک
خوابیدہ قوت کا حوالہ دیتی ہون نہ کہ ایک ایسی چیز کی شروعات کا جو مدتون اور بتدریج
نشوو نما پانے کی پیچیدگیون سے گذر کر بالآخر تمیز بن جاوے۔ اور کیا ایسا بھی نہین ہو سکتا ہو کہ
بھیجے کی نشوو نما ایک اپنے کو ضبط کرنیوالے متنفس کی ضروریات کے لئے ہوتی ہو نہ کہ متنفس کو
گڑھنے یا ساخت کرنے کے لیے بمنزلہ ایک کارخانہ کے۔ یہ امر پُر معنی ہو کہ من کا اعلےٰ درجہ کا
کام یعنی امتیاز یا تجربہ صرف ایسے ہی جاندار کر سکتے ہین جو اپنی کل کے پتلے کی سی حرکات کو
روک سکتے ہین یعنی جو اپنی حرکات کو روک کر غور کرنے کے لئے وقفہ نکال سکتے ہین۔ اس لیے
بھیجے کی ضرورت صرف اُنھین جانداروں کے لیے ہی جو اپنی حرکات کے تحریک کرنیوالے اسباب
یعنی خواہشات پر تھوڑا بہت غالب ہو گئے ہون۔

جیسا کہ عام طور سے معلوم ہی ایسے بہت سے عقلمند مرد وزن اس دُنیا مین پائے
جاتے ہین جو بعض بعض موقعون پر اپنی قوت تمیز کو بالکل استعمال ہی نہین کر سکتے ہین خاص کر
جبکہ کوئی زبردست ترغیب انکے سامنے موجود ہو۔ ایسی صورت مین وہ بہت سے ایسے افعال
کے مرتکب ہو جاتے ہین جنکے لئے وہ بعد مین اطمینان سے بچار کرنے پر نادم ہوتے ہین سمجھے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان موقعون پر تمیز اور جذبہ مین مخالفت ہو جاتی ہے اور جذبہ کی تھوڑی دیر
کے لئے فتح ہو جاتی ہو۔ اگر تمیز کو بھیجے کا کرتب مانا جائے تو تمیز کا اسطور پر مغلوب ہونا مشکل سے
قیاس مین آتا ہے جبکہ بھیجا برابر اپنا کام کرتا رہے اور متنفس کو اسوقت بھی جبکہ جذبہ غالب
ہوتا ہو اور اُس کے بعد بھی بناتا رہے۔ برعکس اس کے ہر چیز صاف طور سے سمجھ مین آجاتی
ہے اگر یہ مان لیا جائے کہ متنفس اپنے ساتھ موجودہ زندگی سے پہلے کی قوتین و میلان خاطر
جنھون نے کہین اور نشوو نما پائی ہے لاتا ہے اور یہ کہ اُس کا حال کا جسم ان قوتون اور میلان
خاطر کی وجہ یا ذریعہ سے بنتا ہو۔ ایسی صورت مین بھیجا امتیاز کا آلہ ٹھہرتا ہے جو ایک ایسے
متنفس کے استعمال کے لیے بنتا ہے جس نے اپنی خواہشات کو ایک حد تک قابو مین

کر لیا ہے اور اسکے استعمال خود اسکی حالتوں (صحت۔ عمدگی وغیرہ) اور مشتغس کے جذبوں
پر موقوف ہوگا۔ نئے پیدا ہوئے بچہ کا اپنے وجود کو اپنے تئے یا کسی دوسرے کے لیے سمجھنے
مین (یا بیان کرتے ہین) قاصر رہنا ان مشکلات کا نتیجہ ہوگا جو ایک نئے اور بیحد نازک آلہ کو
استعمال کرتے وقت پائی جاتی ہین جبکہ ایک ہوشمند مجرم کا اپنی دماغی طاقت کا استعمال
نہ کرنا اسوجہ سے ہوگا کہ وہ اپنی خواہشات کو مغلوب نہین کر پایا ہے۔

لیکن ہم کو چاہیئے کہ اب ہم آتما کی زیادہ صاف الفاظ مین تعریف کرین۔
پہلی چیز جو ادراک کے متعلق غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ وہ متنفس ہے۔ یہ بمنزلہ اس کہنے کے ہے
کہ ہر شخص اپنے سے مثل اپنے ہی کے نہ کسی غیر کے آگاہی رکھتا ہے خواہ وہ تعریف جو اُس کے
من مین اُسکی ذات کی ہے مختلف اوقات پر مختلف اسباب سے کتنی ہی مختلف کیون نہو
اسیطرح پر کوئی شخص اپنے تئین ایک سے زائد یا گروہ مردمان نہین جانتا ہے۔ ہماری
خواہشات اور جذبوں مین ایک طرف اور تمیز اور دور اندیشی مین دوسری طرف کتنی ہی مخا
کیون نہو لیکن کوئی شخص کبھی اپنے تئین بطور ایک کمیٹی یا جماعت اشخاص کے کہ جہان پر
معاملہ کا دارومدار کثرت رائے پر ہو نہین سمجھتا ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری
آگاہی کا ذریعہ جسکو ہم ادراک کہتے ہین ایک باطنی جاننے والی روحانی حالت ہے جسکی
نہایت موزون تعریف آگاہی کا احساس ہے حتیٰ کہ میرا کسی چیز کا علم اُس چیز کی موجودگی
یا قربت کا احساس ہے۔ اسطور پر کسی چیز کی آگاہی ہونے مین مجھے اپنی ذات کی اور اُس
چیز دونون کی ایک ہی وقت مین آگاہی ہونا ضروری ہے جس کسی شخص نے علم یا آگاہی
کو ایک قسم کا احساس سمجھ پایا ہے اُسکو یہ امر بالکل صاف معلوم پڑے گا کیونکہ جاندار صرف
اپنے ہی وجود یا اُس وجود کی حالتون کو ان تبدیلیات کے ساتھ جو انہین دوسرون کی قربت
یا موجودگی سے پیدا ہوتی ہین محسوس کر سکتا ہے۔ یہ کہنا بالکل لغو ہوگا کہ مین دوسرے
کے وجود کو تو محسوس کر سکتا ہون مگر اپنے کو نہین۔ دراصل دوسرے کے وجود کا علم

کبھی کسی سے متحد نہیں ہوتی یعنی وہاں بھی نہیں کہ جہاں ادراک کا اظہار محض چھوٹے کی طاقت
پر منحصر ہو گیا ہو۔ بلاشک اس نیچے درجہ کے ادراک کا ایک مادی ذرہ کے تعلق میں قیاس کرنا
ممکن ہے لیکن ماہران سائنس کی بھی کثرت رائے اس کے خلاف ہے اور یہ بالکل غلط ثابت ہوتا ہے
جیسا کہ پہلے ظاہر ہو چکا ہے اور جیسا آگے چل کر بھی دکھایا جائے گا۔ لیکن ادراک اگر مادی ذرہ کی
خاصیت نہیں ہے تو وہ بھیجے کا بھی کرتب نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ متنفس پن کی صفت کا انسانی یا
حیوانی بھیجے میں سے جو خود اکھنڈ نہیں ہے اور اس لئے متنفس پن نہیں رکھتا ہے پیدا ہونا قیاس میں
نہیں آسکتا ہے۔ کیونکہ بھیجا مادہ کے ذروں سے بنا ہوا ہے اور ایک کمپنی کی طرح کے متنفس پن کے
سوا اور کسی متنفس پن کا موصوف نہیں ہو سکتا ہے یعنی اُسمیں شخصیت اگر ہو سکتی ہے تو صرف ایک
جماعت مردان کی طرح پر ہو سکتی ہے جو کسی معاملہ کے طے کرنے کے لئے اکٹھا کئے جائیں۔ یہ میں تسلیم
کرتا ہوں کہ ہمارے خیالات ہماری اپنی ذات کی نسبت مختلف وجوہ مثلاً بیماری مسمریزم وغیرہ سے بدل
سکتے ہیں لیکن یہ کسی سادہ ہی بات نہیں ہے کہ ہمارا ادراک مثل ایک میونسپل* کمشنروں کی جماعت کے
ہے جو میونسپلٹی کی کسی میٹنگ میں فراہم ہوں۔ اگر بھیجے جیسی مرکب شے کسی وقت میں شخصیت کو پیدا
کرسکتی ہے تو وہ صرف ایک مادی ذرہ کی شخصیت ہو سکتی ہے کیونکہ بھیجے میں اور کسی چیز میں شخصیت

---

* روح کے متنفس پن کے وصف پر اس امر کا کچھ بھی اثر نہیں پڑتا ہے کہ بعض بعض دفعہ اجسام میں ایک سے زیادہ جاندار
پائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ جین مت بتاتا ہے قدرت میں دو قسم کے اجسام ہیں یعنی ایک وہ کہ جنمیں صرف ایک ہی روح
ایک جسم میں پائی جائے اور دوسرے وہ جو مثل ارواح کے جتھے کے ہوں۔ انمیں سے آخرالذکر کے عموماً معدہ یا کوئی اور
عضو یا اعضائے جسمانی مشترک ہوتے ہیں لیکن اور سب باتوں میں ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہوتے ہیں۔ مگر وہ آپس میں مل کر
درحقیقت ایک متنفس ہستی کسیطور پر نہیں بناتے ہیں اور نہ انمیں سے ایک یا زیادہ کا غارت ہونا سب کا غارت ہونا ہے۔
مثل اُن ہنگری کے ملک کے رہنے والی توام لڑکیوں کے ہیں جنمیں سے ایک پہلے یا دوسری بہن کی شخصیت کو کسی قسم کا زوال
پہنچائیکے مرگئی گو کہ اُس دوسری نے بھی اپنے ایک ایسے قریبی عزیز کی وفات سے کہ جو اُسکے زیریں جسم کو اُس کیساتھ
مشترکاً اپنا جسم بنائے ہوئے تھی بہت کچھ جسمانی اور روحانی صدمہ پایا ہوگا۔ ۱۲

نہین پائی جاتی ہو لیکن ہم پہلے ہی ذرّہ میں روح کے وجود کی تردید دیکھ چکے ہین -
مینونسپل کمشنرون کی سی جماعت کے ادراک کے خیال کی مزید تردید ضروریات منطق
سے بھی ہوتی ہو کیونکہ منطقی نتیجہ صرف اُسی وقت ممکن ہوسکتا ہو کہ جب نتیجہ نکالنے والا
ادراک وہ ہی ہو جو منطق کے دونون جملون یا قضیون سے جن سے نتیجہ نکالا جاتا ہو واقف ہو
اسکے خلاف کبھی نہین ہوسکتا ہو کیونکہ اگر اس جماعت مینونسپل کمشنران مین سے ایک شخص
ایک جملے منطقی سے واقف ہو اور دوسرا شخص دوسرے جملے منطقی سے تو نہ وہ دونون
اور نہ کوئی تیسرا شخص ان جملون سے کسی قسم کا نتیجہ نکال سکینگے - اسیطور پر اگر بھیجے کا ایک حصہ
صرف ایک جملے سے واقف ہو اور دوسرا حصہ دوسرے جملے سے تو ان جملون سے کسی
نتیجہ کا نکالا جانا ناممکن ہوگا - مگر چونکہ آتما منطقی نتیجہ نکالنے کی قابلیت رکھتا ہو اسواسطے یہ
ثابت ہو کہ وہ بھیجے سے الگ کوئی دوسری قسم کی چیز ہو یعنی وہ کوئی مرکب چیز نہین ہو
بلکہ بنفسہٖ پن کو لئے ہوے سادی اور ناقابل تقسیم (اکھنڈ) یعنی بغیر اجزا کے ایک شے ہو -
حافظہ کے لحاظ سے بھی ہم دیکھ سکتے ہین کہ وہ ایک بھیجے جیسی تبدیل اور ضائع
ہونے والی شے کی صفت نہین ہوسکتا ہو کیونکہ جو بھیجا کہ آج کسی چیز کا احساس کرتا ہو
وہ کسی حالت میں وہ بھیجا نہین ہوگا جو پچاس برس کے بعد اُس احساس کو یاد کریگا -
پس اگر بھیجا ہی یاد کرنیوالی طاقت ہو تو حافظہ ضرور ایک معجزہ ٹھہریگا کیونکہ اُس صورت مین
ہمارا آج کے محسوس کئے ہوے واقعہ کو یاد کرنا بمنزلہ کسی دوسرے شخص کے مشاہدہ کے
یاد کرسکنے ہوگا کہ جو پچاس سال ہوے زندہ تھا - یعنی دوسرے الفاظ مین بمنزلہ اپنے تئین
دوسرے کی ہستی کے طور پر یاد کرسکنے ہوگا جو ایک محض لغویت ہو جیسا کہ ایک بڑے
رومن کیتھولک پادری مہر ([illegible]) صاحب نے اپنی کتاب
موسومہ سائکولوجی ([illegible]) میں دکھایا ہو - پس یہ
ظاہر ہو کہ حافظہ کسی ایسی چیز کا کرتب نہین ہو جو مثل ایک بہتی ندی کے ہر لحظہ نیا بنتا ہو

جیساکہ ادراک کو اگر اسکو نتیجے کا پیداوار مانا جائے تو ماننا پڑیگا - اگر زندگی بھر کی
باتین کسی متنفس کو یاد رہ سکتی ہین تو یہ ذہن ماننا پڑیگا کہ اسمین حافظہ کی قوت برابر قائم
رہتی ہے - جو شخص کے پہلی مرتبہ کسی مخصوص لمحہ پر وجود مین آتا ہے اور جو اس لمحہ کے بعد
فوراً غائب ہوجاتا ہے کسی ترکیب سے ان باتون کو جو اسکے پیش رو ان نے جانی تھین
نہین جان سکتا ہے - اور نہ انکے محسوسات کو محسوس کرسکتا ہے - اس امر کے لئے ایک
ایسے متنفس پن کی بنیاد کی جو وقت کے ساتھ رواں رہتی ہے یعنی جو قائم رہتی ہے ضرور ہے
ادراک کے متعلق امور کا یعنی جذبون - حافظہ - اور ارادہ کا انکشاف مادی نتیجے سے پھر
پیدا ہونیوالی سمجھ کی بنا پر ناممکن ہے خواہ اسکو کتنی ہی فصاحت اور کتنے ہی بڑے آدمی کے
کلام کو تائید مین لیتے ہوئے بیان کیا جائے -

دوسرا وصف ادراک کا سلم سے تعلق رکھتا ہے جسکا امتیاز مادہ اور مادی چیزون
سے کرنا ضروری ہے - ادراک مین اندرونی وسعت یا گنجایش ہے جو غیر محدود ترانش
ہمت نیکی - ارادہ وغیرہ وغیرہ کا قیام گاہ ہوسکتی ہے - لیکن مادہ کے ذرہ مین کوئی
اندرونی طرف ہی نہین ہے کہ جسمین کوئی چیز سما سکے - مادہ کے تعلق مین دنیا کے سلسلہ
مین بتدریج ترقی کرنیکے مسئلہ (evolution) کا مفہوم اجسام کے ذرون
کے ہمیشہ کے ملاپ و مرکبات کے ذریعہ سے عمدگی حاصل کرنا ہے - من کے سلسلہ
مین اسکا مفہوم ادراک کا اندرونی روشنی اور وسعت خیال کی دولت سے بھرپور ہونا ہے
ادراک بذات خود ایک دنیا ہے جو بے شمار خیالات اور احساس وغیرہ سے آباد
کی جاسکتی ہے - لیکن مادہ کے ذرہ کا کوئی اندرونی صحن نہین ہے جسمین ایک خیال کو بھی جگہ دیجا سکے -
سمجھ کی صفائی ایک فرضی ابتدائی چھونے کی قوت کے انش کو دوگنا چوگنا کرنے سے
نہین حاصل ہوتی ہے بلکہ من کے مندپن تاریکی اور دھندلاپن کے ہٹانے سے یہ حالت
بالخصوص اودیہ گیان یعنی درویشون کی روشن ضمیری کی ہے جو سخت تپشیا فاقہ کشی اور

طبیعت کو مارنے سے حاصل ہوتی ہے۔ صاف طور سے یہان پر معاملہ ایک مدفون
Pompeii (ایک شہر کا نام ہے جو ایک آتش فشان پہاڑ سے نکلے ہوے مادہ
سے دب گیا تھا) کو لاوا کاٹ کر نکالنے کا ہے نہ کہ قوت خیال کے کسی حسابی اندرجال سے
ایک خشت مین سے ایک نئے شہر کے بنانے اور آباد کرنیکا۔ اصلیت یہ ہے کہ ہر متنفس
روح یا جاندار مین ہمہ دانی کی صفت موجود ہے جسکو وہ اپنے تئین ناپاکی کے میل سے
صاف کرنیسے حاصل کر سکتا ہے۔ یہ بیان بادی النظر مین تعجب خیز معلوم ہوتا ہے لیکن
غور کرنیسے اُسپر ہر شخص آسانی سے متفق ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ علم کوئی ایسی چیز نہین ہے
جو جاننے والے سے علحدہ ہو کیونکہ جاننے والے کے وجود کی ہی حالات کا نام علم ہے جنکو
معمولی طور سے انگریزی مین سٹیٹس اوف کونشئیس نس states of con-
sciousness یعنی حالات ادراک کہتے ہین۔ ہمارے باہر چیزین ہین علم نہین ہے
اور اُنکی موجودگی کی بابت ہمارا اندرونی احساس علم کہلاتا ہے۔ اس قسم کی چیزون کے
بارہ مین جیسا کہ وقت۔ خلاء۔ لامحدودیت۔ قانون علت و معلول وغیرہ کینٹ Kant
صاحب نے ثابت کیا ہے کہ جاننے والے کے ادراک مین یہ شروع سے ہی قدرتی طور
سے ہوتے ہین یعنی مشاہدہ پر اُنکا علم مبنی نہین ہے اور جہان تک مجھے معلوم ہے ایک مادی
فلاسفر بھی ایسا نہین ہے جو اس بڑے جرمن فلاسفر سے اس معاملہ مین اختلاف رائے
رکھتا ہو۔ اگر ہمارا ادراک بہت نیچے کے درجہ کے ابتدائی احساس مین سے رفتہ رفتہ
نشو و نما پاکر فہم کے درجہ کو پہونچا ہے تو یہ قدرتی علم اُس مبتدی حالت مین ہونا لازمی ہوگا
لیکن اس قدرتی علم کے خیالات کا اُس مبتدی حالت احساس مین جو مادہ کے ایک ذرہ
مین قایم کیا جاتا ہے کیونکر قیاس کرین۔ اُس مبتدی حالت مین انکا اظہار کیون نہین ہوتا
کیا اُنکی بھی کوئی مبتدی حالت ہوتی ہے۔ لیکن کینٹ صاحب اس دلیل کے ذرہ بھی روادار
نہین ہین کیونکہ یہ قدرتی خیالات مشاہدہ سے نہین حاصل ہوتے ہین۔ قانون علت

یعنی اول وقتی اس قسم کا خیال نہین ہوکہ جو تدریج چھوٹی شروعات سے بڑھکر قانون قدرت
کے درجہ پر پہنچا ہو اور نہ غیر محدود خلا کا خیال کسی طور پر جیسے کی ابتدا و نشو و نما کے ساتھ
بڑھتا ہوا قیاس مین آتا ہو۔ انسانی عقل ان قدرتی خیالات کی کوئی ابتدائی حالت جس
سے وہ بڑھتے بڑھتے تکمیل کو پہونچے ہون من میں نہیں جا سکتی ہو۔ یہ قدرتی خیالات
من میں ہی موجود ہیں جہان سے کہ وہ فہم کے اُجلے پن کے ساتھ نمایاں ہوتے ہین۔
ادراک کے یہ ناقابل انتقال اوصاف اسوقت جبکہ سمجھ کا پرکاش سب سے نیچے درجہ
کے احساس کی صورت مین تھا ضرور ادراک کی ہی گود مین غافل پڑے سوتے ہونگے
اسطرح سے کل خیالات یعنی کُل علم روح کے وجود مین موجود ہی۔ ہمنے اوپر کہا ہی کہ ہر
روح مین ہمہ دانی کی قابلیت ہی یہ امر آسانی سے ثابت ہو سکتا ہو۔ چونکہ
روح ایک بے وجود شے نہین ہی بلکہ ایک قسم کا جوہر ہی اسلئے ارواح کی قدرتی
خاصتین خواہ وہ کہین ہون یکسان ہونگی۔ یہ مترادف اس کہنے کے ہی کہ تمام ارواح
اپنے ذاتی اوصاف کے بارہ مین یکسان ہیں خواہ وہ ان اوصاف کے اظہار کے
بارہ مین ایک دوسرے سے کتنی ہی مختلف کیون نہون۔ جیسے خالص سونے کے
اوصاف ہر حالت مین یکسان ہوتے ہین خواہ ہم ہندوستان مین یا چین مین یا انگلستان
مین اسکو دیکھین اسیطرح پر خالص جوہر روح کے اوصاف بھی یکسان ہیں۔ اور جیسے
سونے کی قسمون کا اختلاف کھوٹ کی مختلف مقدار اون کے ملاپ سے ہوتا ہی اس
ارواح کے اختلاف بھی کسی مختلف شے کے اس سے مختلف مقدارون مین ملنے سے پیدا
ہوتے ہین۔ اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہی کہ جو امور ایک روح جان سکتی ہو وہ باقی سب ارواح بھی
جان سکتی ہین۔ اور یہ ایک سچا علمی اصول ہی جو تعلیمی محکمون کی بنیاد ہی کیونکہ اگر مختلف ارواح
کے لئے مختلف حدود علم کی قائم ہوتین تو مدرسون اور کالجون کا ہر شہر اور دیار مین
قائم کرنا تضییع اوقات ٹھہرتا۔

اُن اوصاف کی ہستی کو جنکو کبھی کوئی نہین جان پائیگا ثابت کرنے کے لئے کوئی وجہ ہو یا محض
بحث کرنیکی غرض سے بحث کر رہے ہین - پہلی صورت مین تو آپ ان اوصاف کو جانتے ہین
کیونکہ آپکے پاس اُنکے وجود کی دلیل موجود ہو لیکن دوسری صورت مین آپکا مباحثہ فضول
ہو۔ چیزون کا علم مشاہدہ کے علاوہ منطقی دلیل سے بھی ہوتا ہو جیسے خلا اور آکاش (ءیءیتہ)
کا اور یہ علم معقول (جو عقلی طور سے ثابت ہو) علم ہوتا ہو - پس جس انجان کو کوئی نہ مشاہدہ
سے اور نہ عقلی طور سے کبھی جان پاویگا اُسکا وجود کبھی کوئی ثابت نہین کر پاویگا اور جسکا
وجود کبھی کوئی ثابت نہین کر سکیگا وہ صاحب ہستی نہین ہو سکتا - یہ دلیل کہ اشیاء کا
پورا علم حاصل ہونیکے قبل اگر جاننے والے سب غارت ہو جائین تو اشیاء کا علم کبھی
حاصل نہ ہوگا لاطائل ہو - کیونکہ اس سے وہ ناجاننے قابل نہین بن سکتے -
یہ غور کے قابل بات ہو کہ ہمارا انجان ...
(جسکو کوئی نہ جانتا ہو) کا ہم معنی نہین ہو بلکہ اسمین ایک مزید صفت پائی جاتی ہو
کہ جسکا مفہوم یہ ہو کہ اُس چیز کو جسپر اسکا اطلاق ہو کبھی کوئی شخص جان نہین سکیگا گو کہ
قابل عقلمند لوگ موجود ہون اور تلاش حق اور سائنس مین مشغول ہون - اسلئے اگر
ریڈیم - بغیر تار کے تار برقی - گرامیوفون اور اسی قسم کی دیگر انیسوین صدی کی ایجادین
اٹھارھوین صدی کے آخر مین کل جاننے والون کے غارت ہو جانیکی وجہ سے نامعلوم
رہجاتین تو وہ حالت صرف جاننے قابل چیزون کے بغیر جانے ہوئے رہ جانیکی ہوتی
نہ کہ کسی ایسی چیز کی کہ جسکو کبھی کوئی جان ہی نہین سکتا - اصلیت یہ ہو کہ بغیر کافی
ثبوت کے کسی چیز کی ہستی تسلیم نہین کی جا سکتی ہو - اور اسلئے جس چیز کو کبھی کوئی
جان ہی نہین پائیگا اُسکی ہستی کبھی ثابت نہین ہو گی - پس آپکا ...
خواہ اُسکو چھوٹے حرفون مین لکھئے یا بڑون مین ایک بھدّے فلسفہ کا ایجاد کردہ ہوا ہو
جس سے اُس نے کچی عقل والے نوسکھیون کو خوف زدہ بنا رکھا ہو - طبعی دنیا مین بھی ظاہر

کرددیگے دفیسر باؤن کی ذیل کی معقول رائے پر متفق ہونیسے انکار نہین کریگا۔
(صفحات ۷۰۰ لغایت ۷۱۰ Bowne's metaphysics)

"من کو مثل ایک موم کی تختی کے مان لینے سے اور چیزون کو اسپر منقش ہوتے ہوے خیال کرنیسے بظاہر معلوم ہوتا ہو کہ ہمکو بڑی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ مگر اسوقت تک جبتک کہ ہم یہ نہین پوچھتے ہین کہ یہ تختی کہان ہے اور اسپر چیزین کیونکر اپنا نقش جماتی ہین اور اگر ایسا ہو بھی تو انکا علم کیونکر حاصل ہوتا ہے۔ احساس اور مشاہدہ کے فوری پیش روان بھیجے کی ناڑیون کی تبدیلیان ہین۔ بیرونی دنیا کا جو کچھ حال ہمکو معلوم ہے وہ سب ان ناڑیون کی تبدیلیون کے ذریعہ سے ہے۔ لیکن یہ ان بیرونی اشیا سے جنکا وجود انکی علت غائی مانا گیا ہے بالکل مختلف ہین۔ اگر ہم من کو روشنی مین اور اشیا بیرونی پر بیٹھے ہوئے قیاس کرین تو خیال کی کم از کم تسکین ہوسکیگی لیکن جب ہم جانتے ہین کہ من کھوپڑی کی اندھیری کوٹھڑی مین اکیلا بیرونی دنیا سے ملاقی ہوتا ہے اور اسپر بھی اشیا کے نزدیک نہین آتا بلکہ کچھ ناڑیون کی تبدیلیون کے نزدیک آتا ہے جن کے وجود سے مزید برآن وہ بالکل ناواقف ہے تو یہ ظاہر ہے کہ اشیا بیرونی بہت دور ہین۔ تصویرون من کے نقشون وغیرہ کی گفتگو یہان سب بیکار ہو جاتی ہے کیونکہ جن حالتون مین

پیدا کرنی ہے اور کسی شئے سے ان علامات کی نسبت زیادہ
قریب نہین آتی ہے اسلئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تعبیر کے اصول
ہی سب من مین موجود ہین اور یہ کہ پیدا ہونے والا علم
ابتدا مین من کے اوصاف کا ہی اظہار ہے تمام تحریک
سے پیدا ہونیوالے افعال اسی طور کے ہوتے ہین اور
علم بھی اسی قسم مین آتا ہے -"

اوپر والے مضمون مین خاص خاص جملون پر زور دینے کے لئے
مین نے اونکے نیچے لکیرین کھینچ دی ہین - اب ہم دیکھہ سکتے ہین کہ تمام علم
من کے اندر بہرا ہوا ہے اور تعلیم کا مفہوم صرف اوسکو باہر نکالنا ہے -
اب ایک لمحہ بہر کے لئے ہمکو پھر اوس خیال کی طرف متوجہ ہونا چاہیے جسکے
بموجب بہیجا ادراک کا پیدا کرنیوالا ہے - آپ جانتے ہین کہ بھیجا ہمیشہ قائم رہنے
والی شئے نہین ہے جس مادہ کا وہ بنا ہوا ہے وہ ہر وقت بدلتا رہتا ہے -
آپ اس بات کو بھی جانتے ہین اور یہ بحث کے دائرہ کے باہر ہے کہ یہ بدلنے اور
ضائع ہونیوالا بھیجا صرف ایسی چیزون کو پیدا کر سکتا ہے جو ایک لمحہ بہر ہستی مین
رہین اور اوتنی ہی جلدی معدوم ہو جائین جتنی جلدی کہ وہ پیدا ہوتی ہین - ایسے
بھیجے سے پیدا ہونیوالا ادراک مانند ایک ندی یا نالہ کے ہے کہ جس مین ایک ہی
مجموعہ قطرات آب کسی مقام پر ایک لمحہ سے زائد نہین ٹھیر سکتا - یا آپ اس کو
تشبیہ روشنی کی کرنون سے دین جو بذات خود قائم رہنے والی نہین ہین - اب
آپ جانتے ہین کہ کتنی تعلیم اور کتنے برسون کی محنت اور مشقت سے ایک کینٹ
یا شوپن ہور یا لائڈ جارج صاحب کا من بنتا ہے اور ابہی آپ نے پروفیسر بارن
صاحب کی کتاب سے معلوم کیا ہے کہ علم اور ناڑیون کی تبدیلیون کے ترجمہ کا

تیسرا لیکچر

سائنس

(ب)

تو بھیجے کے زخمون کا حافظہ پر کیون اثر پڑتا ہے۔ ہان اسکی وجہ اسطور پر ہے کہ صاحب ادراک کی زندگی مختلف قسم کی خواہشات جذبون و دلبستگیون کی ایک رو ہے جو دنیا کی ٹکر کی وجہ سے یا یون کہو کہ تجربہ کے باعث بدلتی رہا کرتی ہے۔ یہہ خواہشات و جذبہ وغیرہ محض حرکت پیدا کرنیوالی قوتین ہین جنکا کام بچار کرنیکی طاقت سے اگر رو کا یا رد نہ کیا جاوے تو وہ ہمیشہ اپنے تئین جسم مین حرکت پیدا کرنے اور احساس اٹھانے مین مصروف رکھین سوائے اسوقت کے کہ جب کسی باعث سے ایسا کرنے سے معذور ہون۔ مگر بچار کے لئے جو ادراک کا دوسری قسم کا فعل ہے یہ ضروری ہے کہ اس دوامی حرکت کی کم یا زیادہ رکاوٹ ہو۔ دانشمندی کا مفہوم پس حیات کی خواہشات و دلبستگیون کی ندی کی رو کو روکنا ہے اور بچار کے معنی اس رو کو خود اسی پر الٹا دینے کے ہین تاکہ زمانہ ماضی کے تجربہ مین سے حال کی رہبری کے لئے کوئی اصول دستیاب ہو۔ یہہ بات توجہ کی سمت کے ذرا بدل دینے سے حاصل ہوجاتی ہے یعنی توجہ کے حال کے ساتھہ نہ دوڑنے اور اسکے گذرتے ہوئے لمحہ پر رک جانے یا گذشتہ کی طرف مبذول ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ اب یہ جاننا چاہیئے کہ حافظہ مثل بنی بنائی تصویرون یا فوٹو کے عکسون کے نہین ہے کیونکہ نہ تو بھیجے ہی مین اور نہ کسی اور حصہ جسم مین کسی مقام پر کوئی تصویر خانہ یا فوٹو کی البم ہے گذشتہ کی یادداشت مثل امکانی قوتون کے پائی جاتی ہے جن سے از سر نو مشاہدہ بن سکتا ہے۔

اسلئے مشاہدہ کی صفات ہی سے یادداشت کی خاصیت کا پتہ لگتا ہے - لیکن مشاہدہ تو وہ احساس علم ہے جو اشیاء کی حواسی تحریک کے اثر سے جو ہمارے ادراک پر پڑتا ہے پیدا ہوتا ہے - پس حافظہ ہی اصلی احساس کا دوبارہ بناتا ہے گو کہ اس دفعہ بیرونی کے بجائے اندرونی تحریک سے - وہ حصہ یا حصّے جسم جو مشاہدہ مین مستعمل ہوتے ہین ناڑیون کے جال و احساسی مقامات دماغ ہین جہان کہ روح کی قوّت احساس بہت تیز ہوتی ہے - ان احساسی مقامات دماغ کے ہماری سمجھ کے متعلق دو قسم کے کام ہین - (۱) وہ مشاہدہ مین بیرونی تحریک کو روح تک پہنچاتے ہین اور (۲) یادداشت مین وہ روح کی اغراض کے لئے اندرونی تحریک کو حواس خمسہ کے احساس کا جامہ پہناتے ہین تاکہ حافظہ مشاہدہ کی نقل کرکے اسکو دہرا سکے - چونکہ یاد کئے ہوئے گذشتہ واقعات فوٹو یا تصاویر نہین ہین اسلئے جب تک کہ وہ کسی اندرونی یا بیرونی احساس مین حلول نہ کرلیوین مجسم نہین بن سکتے - اس باعث سے اگر انکو کوئی ایسا احساسی جسم حلول کرنیکے لئے نہین ملتا ہے تو وہ مشاہدہ کی صورت اختیار نہین کرسکتے ہین - اب دماغ کے احساسی مقامات کے زخم کا کام فقط اتنا ہی ہے کہ مشاہدہ مین وہ بیرونی تحریک کو کاٹ دیتا ہے اور یادداشت مین اندرونی کو - وہ اور کسی طور پر روح پر اثر نہین ڈالتا اور نہ روح کے وجود کو ہی کسی اور طریق سے کم کرتا ہے - اگر آپ مجھسے پوچھین کہ حافظہ کہان پر رہتا ہے تو مین یہ جواب دونگا کہ آپ اسکو من کی اس مخفی قوت مین جسکو توجہ کہتے ہین ڈہونڈین - حیات کی متحرک روح جسکا ذکر کیا جاچکا ہے ہمارے گذشتہ تجربہ سے لدی ہوئی ہے جو اسکی تبدیلیون کی صورت مین اُسمین موجود ہے اور اس کا سرا توجہ ہے جو کبھی ایک اور کبھی دوسری گیان یا کرم اندری سے جڑتا رہتا ہے - توجہ کے تیز کھنچاؤ یا تناؤ کی وجہ سے من جال مین لگا رہتا ہے اور یہہ بھی اسی کھنچاؤ کے باعث سے ہے کہ جب من ایک اندری پر جمع ہوتا ہے

تو دوسری اندریون کی تحریک اس تک نہین پہونچ پاتی ہے - لیکن جب یہ کھینچ و تناؤ ڈھیلا پڑ جاتا ہے تو حیات کی متحرک روکا وقت یا تال تبدیل ہو جاتا ہے اور مندرجہ حرکات و وقفہ حرکات ظہور مین آتے ہین - یہہ جنبشین اور حرکات احساسی مقامات بھیجے کی مدد سے یادداشت مین جان ڈالتے ہین - دوسرے الفاظ مین یون کہنا بجا ہوگا کہ یادداشت مین تحریک ذی حرکات من کے اندر سے آتی ہین اور مشاہدہ مین بیرونی شئے ہے - دونون صورتون مین بھیجے کے مقامات صرف جامہ احساس مہیا کرتے ہین جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے حافظہ کی بیماریان پس دو قسم کی ہونی چاہین یا تو وہ مخصوص مخصوص جنبشون یا حرکات کو قبول کرنے مین قاصر رہنے سے پیدا ہونگی یا بھیجے کے مقامات کے زخم ان جنبشون و حرکات کو احساسی جامہ سے محروم رکھینگے - لیکن اسکا یہہ مطلب نہین ہے کہ حافظہ کا مادہ سے بالکل تعلق ہی نہین ہے -

یہہ خیال کہ حافظہ اور مادہ مین کوئی تعلق نہین ہے اتنا ہی جہل ہوگا جتنا یہ کہنا کہ حافظہ محض مادی دماغ کی پیداوار ہے - تمام سنسکار (حافظہ کی اندرونی علامات یا نقوش) مادی ہین یعنی وہ ہی جو آنکھ کے سوا اور باقی حواس کے ذریعہ بنتے ہین - اندریون سے برابر بیرونی حرکات کی ندیان ٹکرایا کرتی ہین اور اس مین کوئی تعجب کی بات نہین ہے اگر ان حرکات کے لطیف مادہ کا ایک جزو یادداشت کے بننے مین کام مین آوے البتہ تعجب اس مین ہوگا کہ سنسکارون کو بالکل ہی غیر مادی کہا جاوے - جیسا مین نے کی اوف نالیج مین کہا ہے حافظہ ایک قوت ہے جو نہ خالص روح مین اور نہ خالص مادہ ہی مین ہو سکتا ہے بلکہ اس روح مین ہوتا ہے جو مادہ کے میل سے ناپاک حالت مین ہوتی ہے - کیونکہ خالص روح ہمہ دان ہوتی ہے جو حافظہ جیسی محدود قوت کے خلاف ہے اور مادہ بغیر ادراک کے ہے اور اسوجہ سے یادداشت سے محروم ہے اب مین روح کے بعض اور اہم گنون کی طرف متوجہ ہونگا - یہہ امر آپ مین سے

بہتون کے خیال مین آیا ہوگا کہ ہماری تحقیقات سے ادراک کے جوہر کا دوامی یعنے
غیرفانی ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی ساخت مین بغیر اجزا کے اور اکہنڈ ہے
اور اسوجہ سے غارت ہونے کے ناقابل اور موت کا مخالف ہے۔ وہ ہی
دلیل کہ جس سے مادہ کا چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑہ دوامی ثابت ہوتا ہے روح کے
دوام کو بھی ثابت کرتی ہے کیونکہ جس کے حصہ یا جُزو ہی نہین ہین جو ٹوٹ سکین
وہ لازمی طور سے غارت اور فنا ہونے سے محفوظ ہے۔ روح اسلئے اپنی ذات مین
لافانی بھی ہے۔

روح کی دیگر صفتون مین سے وہ صفت جس کے لحاظ سے اوسکے اصلی
سروپ پر بیان اور غور کرینگے خوشی یا آنند ہے جسکو ہم سب کسی نہ کسی طریق پر
اپنی اردگرد کی چیزون سے حاصل کرنے مین مشغول ہین۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے
باہر دنیا مین ایسی کوئی شئے نہین ہے جو خوشی کہلا سکے بلاشبہہ قدرت مین اشیاء
اور واقعات ہین لیکن اشیاء اور واقعات کی خاصیت مین خوشی کا ذخیرہ ہونا
نہین ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ ایک شخص تو فرزند کے تولد ہونیکی خوشیان مناتا ہے
لیکن ایک دوسرا شخص اسی بچہ کے پیدا ہونے سے رنج و ماتم مین مبتلا ہے کیونکہ
اس بچہ نے پیدا ہوکر اسکو پہلے شخص کی دولت سے جس کو لاولدی کی حالت مین
وہ رونے والا پاتا ہمیشہ کے لئے محروم کردیا ہے۔ بچہ باوجود اسکے صرف ایک امر
یا واقعہ ہے اور بذات خود نہ خوشی و نہ بدقسمتی ہی ہے۔ ایسی ہی حالت اور چیزونکی
بھی ہے۔ مثلاً پان جو ہندوستانی ذائقہ کو کتنا خوشگوار معلوم ہوتا ہے انگریزون کو
بدذائقہ محسوس ہوتا ہے۔ علاوہ ازین اگر میرے باہر کسی چیز مین خوشی ہوتی
تو وہ مجھ تک میرے حواس خمسہ کے ذریعہ ہی سے پہونچ سکتی تھی لیکن مین توانکے
ذریعہ صرف مادہ کے ذرّون کو ہی آتے ہوئے دیکھتا ہون کبھی خوشی یا آنند کو نہین

ہم اسطور پر دیکھتے ہین کہ ہمارے خوشی کے احساس روح کے جو ہر کی خوشگوار تبدیلیان ہین جو اس مین بیرونی اسباب یا اندرونی من کی تحریک سے پیدا ہوتی ہین اور دکہہ کے احساس اسی طرح کی تکلیف دہ تبدیلیان ہین۔
سکہہ دکہہ دونون ہی ناشوان یعنی فانی ہین۔ ان مین سے آخر الذکر یعنی دکہہ اس دکہہ سے بہری ہوئی دنیا مین جسکا نام کسی نے نہایت موزون طریق سے آنسوؤن کی گہاٹی رکہا ہے جانداروں کی قسمت مین بکثرت پایا جاتا ہے کیونکہ تہوڑا سا سکہہ بہی جو یہان ملتا ہے دواتنے دردسر اور پریشانی سے حاصل ہوتا ہے اور اپنی حاصل ہونے کی اور بعد کی حالتون مین دونون ہی مین اتنا تکلیف دہ ہے کہ یہہ کہنا کہ وہ تکلیف مین پیدا ہوتا ہے اور آنسوؤن مین ختم ہوتا ہے کچہہ مبالغہ نہین ہے۔
خوش قسمتی سے ایک اور قسم کا آنند ہمکو حاصل ہو سکتا ہے مگر اس سے ہم قریب قریب بالکل ہی ناواقف ہین۔ یہہ آنند اصلی خوشی کی جہلک ہے جس کا مفہوم انگریزی لفظ [illegible] کے لفظی معنی کے مطابق روح مین اس قدرتی آزادی کی لطافت کا محسوس ہونا ہے جو اس باعث سے کہ وہ روح کی خاص صفت ہے بعد پورے طور سے حاصل ہونیکے منتقل نہ ہونے والی دولت کیطرح اسکی ملک ہو جاتی ہے۔ ہم سب اس خوشی اور آزادی کے ہلکے پن کے احساس سے جو ہماری مرضی پر پڑے ہوئے کسی بوجہہ یا فرض کے برطرف ہو جانے سے حاصل ہوتا ہے کم وبیش واقف ہین۔ مثال کے طور پر یونیورسٹی کے امتحان کے پاس ہونے سے۔ سوال یہ ہے کہ یہہ آنند کا احساس کہان سے پیدا ہوتا ہے؟
یہہ ظاہر ہے کہ یہہ خوشی دنیا کی لذات سے پیدا ہونے والی خوشی کی مانند نہین ہے کیونکہ وہ تو دنیا کی اشیا اور حواس خمسہ کے اصلی یا خیالی طور سے ملنے سے پیدا ہوتی ہے۔ امتحان کے پاس ہونے سے جو خوشی ہوتی ہے اس مین

روح کا کسی بیرونی شئے سے ملنا یا جڑنا نہین پایا جاتا ہے گو کہ نگاہ ایک گلابی
کاغذ کے ٹکڑہ پر جس پر تار کی خبر امتحان کی کامیابی کی لکھی ہوئی ہے البتہ
پڑی ہے۔

غور سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو اس کاغذ کا نہ اسکے گلابی رنگ کا اور نہ
اسکی عبارت کا ہی کچھ تعلق اس خوشی سے ہے جو اسکے پڑھنے سے پیدا ہوتی ہے۔
اگر آپ مجھسے اس امر پر اتفاق نہ کرین تو آپ کو چاہیئے کہ آپ اس خبر کے الفاظ کو
اوس ہی یا ویسے ہی کاغذ پر لکھ لیوین اور اونکو حسب دلخواہ جتنی مرتبہ چاہین پڑھا
کرین۔ اس سے آپ کو یقین ہو جاوے گا کہ اس مضمون یا کاغذ مین جس پر کہ وہ
لکھا ہوا ہے کوئی خوشی پیدا کرنے کی صفت نہین ہے۔ برعکس اسکے غور سے
یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ آنند کی جھلک اندر ہی سے پیدا ہوتی ہے جس کا
موقع تار کی خبر ہوتی ہے مگر کارن (علّت) نہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے
موقعون پر اگر خبر کو سچا باور کیا جاوے تو اس سے پریشانی اور آفتون کا بوجھ جس سے
روح دبی ہوئی ہے کچھ ہلکا ہو جاتا ہے اور اسکے ہلکا ہونے سے ایک حد تک
روح کی اصلی خاصیت اپنا اظہار کر پاتی ہے۔ پس یہہ ظاہر ہے کہ باہر کی چیز خوشی
جسکی روح کے قدرتی آنند کا باعث نہین ہے بلکہ کسی رکاوٹ یا اندرونی خواہش
کا نکالڈالنا ہے جس کے ہٹ جانے سے اندرونی لہر مثل چھلکنے والی شراب کے
کہ بوتل کے اندر ہی سے جھلکتی ہوئی نکلتی ہے امنڈ آتی ہے دنیا کی لذات سے
پیدا ہونے والی خوشی کی مثال بیان پر بے سود ہے کیونکہ دراں حالیکہ جب
اصلی آنند ایک قسم کے بوجھ یا قید سے رہائی پانے پر آزادی کا احساس ہے
لذات دنیا سے پیدا ہونے والی خوشی حواس خمسہ سے اشیاء کے اصلی یا خیالی
طور پر ملنے وجڑنے سے پیدا ہوتی ہے اور آزادی کے خیال سے بالکل مبرا ہے۔

یہہ بہی غور سے معلوم ہوگا کہ آزادی کے احساس سے پیدا ہونے والا آنند لذات کی خوشی کی طرح ایک لمحہ بہر قائم رہنے والا نہین ہوتا ہے بلکہ اسوقت تک قائم رہتا ہے جبتک کہ کوئی اور قید یا پابندی روح پر نہ لگائی جاوے یا جب تک دکہہ یا پریشانی کسی اور شکل مین نازل نہ ہو۔

یہہ ہم دیکہتے ہین کہ ایک سے زیادہ فرائض یا منصوبون مین کامیابی ہونے سے ہمارا آزادی کا احساس بڑہ جاتا ہے اور خوشی زیادہ ہوتی ہے۔ اسلئے ایسا کہنے مین کوئی اندیشہ نہین ہے کہ جتنا آزادی کا احساس زیادہ ہوگا اوتنی ہی آنند کی لہر زیادہ بڑہیگی حتی کہ سب قسم کی قیدون فرائض اور منصوبون سے قطعی آزادی کا حاصل ہونا سب سے عمدہ کبہی نہ کم ہونے والے اور کبہی نہ بدلنے والے وجد کے درجہ کے روحانی آنند کا باعث ہوگا پس ہم یہہ نتیجہ نکالتے ہین کہ روح بذات خود آنند اور کلیان کا چشمہ ہے اور اوسکے آنند کا سوتہ کبہی خشک نہین ہو سکتا ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ وہ خوشی جو ہمارے اندر سے پیدا ہوتی ہے خود ہماری ہی ذات کی صفت ہو سکتی ہے کیونکہ آتما جیسے اکہنڈ اور مفرد جوہر کے تعلق مین لفظ اندر کے معنی اور کچہہ ہو ہی نہین سکتے ہین۔ اب چونکہ جوہر اور اسکی قدرتی خاصیتین یا اوصاف دوامی ہوتے ہین اس لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ آنند جو آتما کی صفت ہے ایکدفعہ پورے طور سے اپنے روکنے والے اسباب کے غارت ہونے پر حاصل ہونے کے بعد کبہی کم ہو سکے۔

اب ہم اسبات کو سمجہہ سکتے ہین کہ خواہشات اور جذبات کے کم ہونے پر جنکی وجہ سے من کے شانتی اور امن غارت ہو جاتے ہین کیون ہر شخص خوش ہوتا ہے رنج اور دُکہہ کے بارہ مین یہہ کہنا ہے کہ وہ آتما سے بیرونی اسباب سے پیدا ہوتے ہین اور اس وجہ سے ہماری زندگی کی ناشوان یعنے عارضی حالتین ہین۔ اگر اسکے برعکس

ہوتا یعنی دکہہ اور تکلیف ہمارے وجود کی صفات ہوتین تو وہ ہماری آتما مین
ہماری خواہشات اور جذبون کے ہلکا اور مند پڑجانے پر پیدا ہوتین کیونکہ جو شئے
کسی چیز کی قدرتی صفت ہے وہ خودبخود بلا سبب کے ہی اپنے روکنے والے
کارنون (اسباب) کے ہٹ جانے پر پیدا ہوجاتی ہے - رنج اور مصیبت
دونون بیرونی اسباب سے جو مختصر طور سے مفصلہ ذیل دو اقسام کے ہین پیدا ہوتے ہین
اوّل - انشٹ سنجوگ یعنی ملاپ ایسی چیز سے جو مرغوب طبع نہین ہے - دوسرے
اشٹ دیوگ یعنی علیحدگی ایسی چیز سے جو مرغوب طبع اور خوشگوار ہے -

دکہہ اور مصیبت کسی حالت مین اسوقت نہین پیدا ہوتے جب ہم اپنی ذات
مین قائم ہون یعنی ان اسباب مین سے ایک یا دوسرے کے وسیلہ کے بغیر - درحقیقت
جہان تک کہ جسمانی تکلیف کا تعلّق ہے وہ طبعی حرکات ومختلف قسم کی اشیاء و
عناصر کے باہمی کیمائی فعل کا جو جسم مین ہوتا رہتا ہے اثر ہے نہ کہ روح کے اندر سے
کوئی خودبخود پیدا ہونیوالی شئے -

مذکورۂ بالا تقریر سے ہم یہہ کہنے کے مجاز ہین کہ روح بذات خود خوشی کا خزانہ
ہے جسکو کہ وہ بیرونی اشیاء سے حاصل کرنے مین بے سود کوشان ہے -

پھر یہ کیا وجہ ہے کہ روح اپنی قدرتی خوشی کا ہمیشہ انوبہو نہین کرسکتی ہے -
اس اہم سوال کا جواب یہہ ہے کہ ہماری غلطیون اور توہمات کی وجہ سے
ہماری آتما کی اصلی صفات زائل ہوگئی ہین -

جس حد تک کہ ان جہالتون اور توہمات یا نشون کی ہماری روح مین کمی ہوتی ہے
اوسی حد تک روح کے اصلی اوصاف نمایان ہوتے ہین - واقعی روح پورن آنند اور
ہمہ دانی کا انوبہو کرے گی جبکہ وہ قوتین جو اسوقت ان صفات کو روکے ہوئے ہین
بالکل غارت ہوجاوینگی - اور حیات ابدی ہی روح کے اُن دشمنون پر فتح پانے والے کا

فصلہ ہوتا ہے

روح کو ہمہ دان سکیہ اور حیات ابدی کا سوامی قرار دینا اسکو خود خدا قرار
دینا ہے کیونکہ خدا کی ذات کے تعلق مین یہی سب سے بڑے اوصاف پائے گئے ہین
اسی بات انجیل مقدس کے اس کلام کی کہ " وہ پتھر جسکو معمارون نے رد کر دیا کونے کا
سرتاج ہوا ہے " (دیکھو زبور ۱۱۸ آئت ۲۲ و متی کی انجیل باب ۲۱ - آیت ۴۲)
پوری تائید ہوتی ہے - واقعی وہ ہی آتما (روح) جسکو معماران فلسفہ مادہ نے
خارج کر دیا تہا ہے فلسفہ کی عمارت کا سرتاج ثابت ہوتا ہے جس مین کل خدائی کے سے
اوصاف و کمالات پائے جاتے ہین - یہہ صفات الٰہی روح کو اس وقت اسوجہہ سے
حاصل نہین ہین کہ اونکا اظہار بوجہ ایسی قوتون کے جو جوہر روح کو ناپاک اور
کمزور بنائے ہوئے ہین رکا ہوا ہے اور جب تک کہ ناپاکی اور کمزوری کے وہ
اسباب دفع نہ ہو جاوینگے اسوقت تک نہین حاصل ہو سکیگا -

جیسا کہ جین مت کی کرم فلاسفی کے بارہ مین (دیکھو انڈین فلوسوفیکل ریویو
جلد ۳ صفحہ ۱۵۳) کہا گیا ہے روح ایک بار بار جنم لینے والی شئے ہے جو نروان
حاصل کرنے تک ایک جنم سے دوسرے مین برابر گہوما کرتی ہے - یہہ امر اس سے
عیان ہے کہ روح حقیقتاً غیر فانی ہے - پس اسکی پچہلی سوانح عمری کا ہونا ضروری ہے
خواہ وہ موجودہ جسم مین اپنے پچہلے حالات سے کتنی ہی بے خبر کیون نہ ہو - حافظہ کی
خاصیت اور اسکے خارج کارنون کا اور نیز اس طریقہ کا جس سے سابق احوال معلوم
ہو سکے ان سب کا ذکر کی اوف نالج مین کیا گیا ہے جہان آپ
اسکو دیکہلین - لیکن جب کہ چند ہی نفسون کے امور یاد داشت مین نہین آتے ہین تو
ماضی کے احوال کا جنکے بعد بڑے بڑے جنم مرن کے تلاطم ہو چکے ہین یاد نہ آنا کون تعجب
کی بات ہو سکتی ہے - اپنی ذات مین لافانی روح اس تمام لاانتہا زمانہ مین

جسکو ماضی کہتے ہین بالضرور موجود رہی ہوگی جیسے کہ وہ آئندہ قائم رہیگی۔
لیکن گذشتہ زمانہ مین روح بطور خالص نور کے کبھی نہین رہی ہو گی۔
کیونکہ خالص نور ہو جانے کے بعد وہ پہر کبھی آواگون کے چکر مین نہین گر سکتی۔
اسکی وجہ یہہ ہے کہ روح اپنی شُدّھ (پاک) حالت مین ہمہ دان سب کچھ دیکھنے والی
بے اندازہ خوشی کی ہوگنے والی اور تمام صفات الٰہی کا خزانہ ہو جنکا کسی قسم کے خارج
کارنون (اسباب) کے نہ ہونیکے باعث پورا پورا اظہار اسکی ذات مین ہونا لازم ہے
ایسے کامل جیو کا ایک مادّی شریر (جسم) مین حلول کرنے کے لئے اپنے اعلیٰ مقام سے
گرنے اور اسطور پر اپنی تکمیل کو مختلف صورتون مین محدود کرنے کا خیال ایک ایسی
لغو بات ہے کہ اسکو عقل ایک لحہ بہر کے لئے بہی نہین مان سکتی ہے۔ اس سے
یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس جنم سے پہلے گذشتہ زمانہ مین روح کبہی کمالیت کے
درجہ کو نہین پہنچی تہی اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ روحون کے مختلف حالات مین پیدا
ہونے کے لئے یہہ ضروری ہے کہ ایسی کوئی قوت یا قوتین ہون کہ جو انکو مختلف قسم کی
رحمون مین کہینچ کر لیجا سکین۔ لیکن ایسی قوت کا جو روح کو کہینچ کر ایک جسم سے دوسرے جسم مین
لیجائے ہم کس طور پر خیال کرین اگر اسطور پر نہین کہ وہ کسی قسم کے مادّہ کا فعل ہو۔
پس یہہ ظاہر ہے کہ کسی جسم مین مجسم ہونے کے قبل روح کے ساتھہ مادّہ کے
لگاؤ کا ہونا ضروری ہے۔

تب یہہ مادّہ کے لگاؤ کا اثر ہے جو جانداروں کی ان تمام حالتون کا ذمہ دار
ہے جو ایک پاک روح مین نہین ہوتین۔ کیونکہ مختلف جوہرون یا عنصرون کے
آپس مین ملکر ایک ہو جانے کا نتیجہ انکے اصلی اوصاف کا محدود ہو جانا یا دب جانا
ہی ہوا کرتا ہے۔ جیسے ہائیڈروجن اور اوکسیجن کہ قدرتاً دو قسم کی ہوائین ہین
لیکن جب ملکر ایک ہو جاتی ہین تو انکی ہوائی خاصیت محدود ہو کر پانی کی شکل مین تبدل

ہو جاتی ہے - لیکن اسطرح پر قدرتی اوصاف کبہی فنا نہین ہو سکتے -
چیزون کے علیحدہ ہونے پر وہ پہر پورے طور سے نمایان ہو جاتے ہین (دیکہو
انڈین فلوسوفیکل ریویو صفحہ ۱۵۵) غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ ناپاک روح اپنے ذاتی علم و مشاہدہ و خوشی کے غیر محدود اوصاف کا پورا
فائدہ نہین اٹھا سکتی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان اوصاف کے روکنے
والی قوتین اسکے ساتہہ لگی ہوئی ہین - اسطرح پر ہمکو تین قسم کی قوتون کا
پتہ چلتا ہے یعنے -

(۱) وہ قوت جو علم کو روکتی ہے (یہ گیانا ورنی کہلاتی ہے) -
(۲) وہ جو مشاہدہ کو روکتی ہے (درشنا ورنی) - اور
(۳) وہ قوتین جنکے باعث اصلی آنند کی بجائے دنیاوی دکہہ سکہہ کا تجربہ ہوا کرتا ہے (ویدنی)

انکے علاوہ غور کرنے پر ایک اور قوت کا پتہ چلتا ہے جسکے اثر پذیر ہوتے
ہوئے سچا علم الٰہی (Religion scientific) مرغوب خاطر
نہین ہو سکتا ہے - اس کے دو اقسام ہین - ایک تو وہ جو سچ
کو ہمین قبول ہی نہین کرنے دیتی اور دوسری وہ جو سچ کے قبول
ہونے پر بہی ہمکو اوسپر عمل کرنے سے روکتی ہے - ان میں
سے پہلی قسم کی قوتون سے مفہوم تعصب - ہٹ دہرمی - توہمات اور
تمام بری سے بری (اننتانو بندہی) قسم کے جذبون (غصہ - غرور - چہل و لالچ)
سے ہے جنکی تندی و تیزی کی وجہ سے عقل سلیم کو جو ایک ہی ذریعہ حق کی
تحقیقات کا ہے سچائی کے دریافت کرنے کا موقع نہین ملتا ہے - اور دوسری
قسم کی قوتون مین اننتانو بندہی قسم کے علاوہ اور دیگر قسم کے ناقص جذبات
(غصہ - غرور - چہل و لالچ) شامل ہین جو استقلال اور دہیرج کے غارت کرنے

ب حق کرنے کو سائنس ہے جو خلاف عقل عقائد اور منتون سے ذرہ بہی
تعلق نہین رکہتا ہے - وہ علت اور معلول کے اصول پر مبنی ہے اور زندگی کے
ساتھ تین ہوئی مصیبت اور پریشانی کا پورا پورا سبب بتاتا ہے اور ساتھ ہی
ساتھ ہر قسم کے انسانی دکھہ و درد کے دفعیہ کا ذریعہ بہی ہے - وسعت
تحقیقات سات تتون (مضامین یا اصول علم) پر منقسم ہے جنکا صاف طور سے
سمجھنا نہایت ضروری ہے - یہہ تتو سائنس کے اصول پر تفتیش کرنے سے حاصل
ہوتے ہین اور بہ آسانی سمجہہ مین آسکتے ہین - چونکہ روح کا جہالت اور بدی
کی قوتون سے چہڑانا مدنظر ہے اس لئے سب سے پہلی بات جو جاننے قابل ہے
وہ یہہ ہے کہ جس کے چہڑانے کی فکر کیجاتی ہے وہ کیا چیز ہے - آیا وہ ایسی ہے
کہ رہائی پا سکے یا نہین - اس لئے سب سے پہلا مضمون یا مسئلہ روح کی ماہیت
ہے - پس روح (جیو) ہمارا پہلا تتو ہوا - دوسری بات جو جاننے قابل ہے
وہ یہہ ہے کہ وہ قوتین جو روح کے مخالف ہین کس مادہ سے بنی یا وابستہ ہین -
یہہ مادہ (اجیو = غیر روح جوہر) ہمارا دوسرا تتو ٹہیرا - یہہ اجیو جیو تک کیسے
پہونچتا ہے - پہر کس طرح پر اس سے خارج قوتین بنتی ہین - انکی آئندہ آمد کو کیسے
روکا جاوے اور موجودہ خارج قوتون کو کیسے توڑا جاوے - یہہ مزید سوالات
تحقیقات مین پیدا ہوتے ہین پس تیسرا تتو آسرو (مادہ کی آمد) چوتھا بندھ (خارج
قوتون کا بننا) پانچوان سمور (مادہ کی آمد کا رکنا) اور چھٹا نرجرا (موجودہ
خارج قوتون کا غارت کرنا) ہین - آخری تتو موکش (نجات) کہلاتا ہے
ایک مختصر طریقہ پر تحقیقات کا نتیجہ ذیل کے جملہ مین ادا کیا جا سکتا ہے جس مین چہوٹے
ہندسون کے ذریعہ تتون کو دکہایا گیا ہے -

روح (جیو) مادہ (اجیو) کے میل سے جو اس مین آکر ملتا ہے

(آسرو) اور جس کے ملنے سے خارج تو تین بنتی ہین (بندھ) قید محدودیت
ہین ہے - آسرو کا رُکنا (سموَر) اور موجودہ خارج قوتون کا توڑنا (نرجرا)
باعث نجات (موکش) ہین جسکے حاصل ہونے پر روح پورن پرماتما ہین جاتی ہے
سب قسم کے اخلاق اور فرائض اور نیکی اور بدی کا ثمرہ واقعی مین تیسرے
اور چوتھے تتّون مین شامل ہین - لیکن اگر انکو علیحدہ گنا جاوے تو سات تتّون
کے ساتھہ ملنے سے نو (۹ = ۲ + ۷) پدارتھہ (مضامین) کہلاتے ہین
جنکو ارکان سائنس خوشی ہی کہہ سکتے ہین -

لفظ نجات کا مذہبی مفہوم پورے طور سے سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے
کہ آپ تیسرے اور چوتھے تتّون یعنے آسرو اور بندھ کو اچھی طرح جان لین -
آسرو کا مطلب روح اور مادہ کا ایکجا ہونا ہے اور اسکا قاعدہ اسطور پر ہے
کہ جسم آتما کے تمام افعال کے ساتھہ خواہ وہ جسمانی ہون یا من یا قوت گویائی سے
تعلق رکھتے ہون ایک قسم کا لطیف مادہ آتما کی طرف بہا کرتا ہے - لطیف
پرماڻون کی ہمیشہ جاری رہنے والی لہرین یا ندیان برابر اندریون سے ٹکرایا
کرتی ہین جنکو کہ اندریان اندر روح تک پہنچانے مین برابر مصروف رہتی ہین -
خواہ مین کسی چیز کو دیکھون یا سنون یا سونگھون یا کہاؤن یا چھوون ہر حالت مین
مین ضرر احساسی مادہ کی ایک مقدار اپنی طرف کہینچتا ہون - اور جبکہ مین باہر کے بیوپار کو
چھوڑ کر من کے اندر رہی اپنے کو بند کر لیتا ہون تب بھی احساس برابر ہوتے رہتے ہین
جنکا مطلب یہ ہے کہ روح کا تعلق جسم کے احساسی مقامات سے برابر جاری رہتا ہے
اگر مین بولتا ہون تو مجھے اپنی آواز کے سننے کا احساس ہوتا ہے اور ان اعضا کی
حرکات کا علم ہوتا ہے کہ جو الفاظ کے بننے مین استعمال مین آتے ہین - یہان بھی
احساس کی سانگری (مصالح) کی آمد برابر جاری رہتی ہے - اندریون مین داخلت

کرنے والے جیسے بیرونی ورزش کبھی آرام کرتے ہین نہ بند ہوتے ہین اور نہ کبھی چھٹی ہی لیتے ہین - آنکھہ بلاشک کچھہ آرام پالیتی ہے اگر وہ بند کرلیجاوے اور زبان کی بھی ایک بڑی حد تک اسی طور سے حفاظت کیجاسکتی ہے لیکن کہال و ناک دکان کی حالت تو بالکل ہی قابل رحم ہے یہہ مثل بیسوا کے کھلے دروازہ کے ہین اور جو کوئی آوے اسکو اندر جانے دینے پر مجبور ہین -

یہہ مختصراً بیان آسرو کا ہے جو ہمارا تیسرا اتتو ہے - بندھ کا قاعدہ آسرو کے اثر کے دیکھنے سے اخذ کیا جاسکتا ہے - اب ہم دیکھتے ہین کہ احساس ہمیشہ بیرونی تحریک پر جو ہم ابھی دیکھہ چکے ہین برابر جاری رہتی ہے نہین ہوتا ہے اگر من اسوقت کہین اور لگا ہوا ہو تو واقعی زبان پر رکھے ہوئے لقمہ کا ذائقہ نہین معلوم ہوتا ہے - اسوقت کان راگ کے لئے بہرہ ہوتا ہے - ناک بو کے لئے بیجان ہوتی ہے اور قوت لامسہ چھونے کے احساس کے لئے احساس کا ایسا قاعدہ معلوم ہوتا ہے کہ من کا اثر سوائے اُس اندری کے کہ جس کی طرف وہ ایک وقت مین لگا ہوتا ہے اور سب اندریون کے بیوپار پر رکاوٹ کے طور پر پڑتا ہے - برعکس اس کے مند اور کمزور احساس من کی توجہ سے تیز اور صاف ہو جاتے ہین - زبان پر رکھے ہوئے لقمہ کے اس وقت جبکہ من کسی اور طرف لگا ہوا ہے ذائقہ نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کسی نئی تبدیلی ادراک (state of consciousness) کا باعث نہین ہوا ہے - ذائقہ کا طبی فلسفہ ایسا پتلاتا ہے کہ جس حالت مین کہ کھانے کا بیشتر حصہ حلق و نرخرہ مین سے ہوکر معدہ مین پہنچ جاتا ہے اسکے ذائقہ کے کچھہ لطیف ذرے دہن کی ذائقہ والی رگون اور گھٹلون مین ہوکر دماغ تک پہنچتے ہین اور اوس سے مخلوط ہوکر اس کی حالت مین ایک قسم کی کیمیاوی

تبدیلی پیدا کرتے ہین - اس تبدیلی کا نام state of consciousness
(ادراک کی حالت) ہے - اسکو روح محسوس کرتی ہے اور وہی جدید
حالت ادراک ذائقہ کا احساس ہے - لیکن یہہ ذائقہ کے ذرّے دونون حالتونمین
موجود ہوتے ہین خواہ روح انکی طرف متوجہ ہو یا نہین - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ
وہ روح سے اوسوقت تک مخلوط نہین ہوتے جب تک کہ دروازہ کھلا ہوا نہو
اور توجہ انکو اپنی مالکہ کے پاس نہ پہونچا دے - لیکن توجہ سے مراد ہمیشہ دلچسپی
ہے خواہ وہ محض واقفیت حاصل کرنے کی غرض کا اظہار کرے یا ہم بغل ہونے کی
نہایت پرجوش خواہش کا - پس ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ روح اور مادّہ کا اختلاط
صرف اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب روح پر کسی قسم کی خواہش کا غلبہ ہو یعنی جب
وہ بیرونی اشیار سے ہمبغل ہونے کی رغبت رکھتی ہو اس سے روح اور
مادّہ کے اختلاط کا دوسرا قانون یا قاعدہ حاصل ہوتا ہے جو اس طور پر کہا جاسکتا ہے
کہ روح اور مادّہ کا اختلاط اسوقت تک نہین ہو سکتا ہے جبتک کہ روح
خواہش کی وجہ سے پہلے کمزور نہ ہو گئی ہو - ناپاکی کی حالت مین روح کا
امتیاز بہت کم ہوجاتا ہے اور ارادہ قریب قریب معدوم - سب سے بری
حالتون مین وہ بیرونی "مسافرون" (اشیار) کی خاصیت ہی نہین سمجھ سکتی ہے
جو روسی غول ڈریکولا کی مانند پہلی مرتبہ تو مدعو کئے جانے کے محتاج ہین لیکن بعد
مین وہ اپنی میزبان مین اتنی طاقت ہی نہین چھوڑتے کہ وہ پھر انکو روک سکے -

اب ہم اس امر کو سمجھ سکتے ہین کہ جین سدہانت مین ان روح اور مادّہ کے
ملنے سے پیدا ہونے والی خارج قوّتون کو کرم پرکرتی کے نام سے کیون نامزد کیا ہے
چونکہ انکی ابتدا روح کی خواہش پر مبنی ہے جو روح کا فعل ہے اسلئے وہ کرم
(= فعل) کا اظہار کرتی ہین اور بوجہ زبردست قوّت ہونے کے پرکرتی (= قوّت

یا تومت، کہلاتی ہین۔
روح اور مادہ کے اختلاط سے بننے والا مرکب کارمان شریر یعنی کرمون
جسم کہلاتا ہے۔ یہہ لطیف اندرونی جسم روح کی مصیبتون کا باعث ہے جو اِ
اور لطیف جسم کے ساتھ جسکو تیجس شریر کہتے ہین صرف روح کے نجات پانیکے وقت
غارت ہوتا ہے۔ یہہ دوسرا لطیف جسم ایک قسم کے برقی یا مقناطیسی مادہ کا بنا ہو
ہوتا ہے اور وہ بے حد لطیف کارمان شریر اور بیرونی کثیف جسم (استھول شریر)
مین سلسلہ قائم رکھنے والا درمیانی ہوتا ہے۔ کارمان شریر کی شکل وساخت میں
برابر آوا گون کے چکر مین تبدیلیان ہوتی رہتی ہین اور روح کے ہمیشہ سے چکر میں
پڑے ہوے مسافر کی پُر از انقلاب سوانح عمری کی طرح طرح کی حالتین سب اِسی کارم
شریر کے اندرونی اسباب اور قوتون سے پیدا ہوتی ہین۔ ایک مقام پر موت
واقع ہوتے ہی روح تیجس شریر کی زبردست مقناطیسی قوتون کے باعث ا
نئے دورِ جسم مین کھینچ جاتی ہے اور فوراً ہی وہان پر اسکے کارمان شریر کی
قوتین اسکے لئے دوسرا کثیف جسم بنانے مین مصروف ہوجاتی ہین۔ اِس
جسم عمر کی درازی اعضائے جسمانی کی ساخت و بنیادی مرتبہ جو فی الوا
خاندان پیدائش پر مبنی ہوتا ہے روح کی گذشتہ زندگی کے افعا
سیدھے طور سے پیدا ہونے والے نتائج ہین۔ اور ہمارا
کوتاہیون۔ نقائص اور بدصورتی کے لئے ایک ایسی ذات کو جسکو ہم نیکی
اور کمال کے اعلیٰ ترین اظہار کے طور پر پرستش کرنے کے لئے طیار ہین لازم گر
باولے پن کا فعل ہے۔

پس کارمان شریر نئے جنمون کا بیج ہے۔ جسکے نہ ہونے سے روح
جسم مین مجسم ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ جو روح کہ مادہ کے گرد ذرکو

چونکہ سائنس مین معجزہ مانا نہین جاسکتا ہے یعنے معجزہ ماننے سے کام نہین چلتا ہے اسلئے یہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ سب روحون کے اوجود جنم مثل معجزہ کے ہوئے ہین بلکہ ماننا پڑتا ہے کہ کوئی ایسا قانون ان جیوا کے متعلق ہے جو ہماری قسمتون کا بنانے والا ہے - اب ان گوناگون وانواع اقسام کی حالتون کو خیال مین لاؤ جو ہستی کے مختلف طبقات مین مختلف گیونامین پائی جاتی ہین، اور دیکھو کہ قدرت اس دکھ اور مصیبت کی جو ہر جگہ پائے جاتے ہین کیا علت قائم بتاتی ہے - اصلیت یہ ہے کہ وہ سب مصائب جو کوئی جاندار بھگتا ہے وہ سب اچھے اور برے حالات جنکا وہ احساس کرتا ہے اور وہ سب باتین بھی جنکا اسکو تجربہ ہوتا ہے اسی کے پچھلے جنم کے کرمون (اعمال) کا پھل ہین - مگر اس امر پر اب زیادہ بحث کی ضرورت نہین ہے کیونکہ اس کا تذکرہ کافی طور سے ہوگیا ہے

اب صرف اتنا باقی رہا ہے کہ ہم ان ذرایعہ اور اسباب کا تذکرہ کرین جنسے جہالت اور بدی کی قوتون کو جو ہماری جارج ہین غارت کیا جاوے - یہہ ایک آسان سوال ہے اور چند الفاظ مین اس کا جواب دیا جاسکتا ہے - ہماری قوتین ہماری خواہشات سے پیدا ہوتی ہین - لہذا ہمکو اپنی خواہشات کو غارت کرنا چاہئیے چاہے جو حالات آپ کے ہون اپنی رغبتون اور اشتہاؤن کو چھوڑ دو - جب کبھی تمکو موقع ملے جہان کہین بھی تم ہو دل کی تمناؤن سے موتہہ کو موڑ دو - اس جان دشمن یعنی خواہش سے اس کی گردن دبانے کے لئے بھڑ جاؤ اور اپنی گرفت کو برابر سخت کرتے جاؤ کبھی ہلکی نہ ہونے دو اس مین تساہل کرنے سے فائدہ نہین ہے کیونکہ ممکن ہے کہ بعد مین تمکو ایسا کرنے کے لئے موقع ہی نہ ملے - خواہ وہ برت ہو یا روزہ یا کوئی اور ذریعہ طبیعت کے مارنے کا تمکو ان سب کو دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے اپنی طرف بھرتی کرنا چاہئیے - آرام دہ کرسی مین لیٹ کر

کرنے والے کپتان کے مانند صحیح اعتقاد کا فرض کشتی حیات کو طوفان کے
خطروں وغیرہ سے بچا کر امن و آزادی کے بندرگاہ میں رہبری کر کے
پہنچا دینا ہے۔ جس کا دل صحیح اعتقاد سے پاک نہیں ہوا ہے وہ ایک
بغیر پتوار کے جہاز کی مانند ہے جو رہبری نہ ہونے کی وجہ سے جلد چٹانوں
سے ٹکرا کر ڈوب جاتا ہے۔ صحیح اعتقاد کی ضرورت اس امر سے صاف
عیاں ہے کہ لوگ اپنے عقائد کے مطابق ہی عمل کرتے ہیں کبھی انکے خلاف نہیں

صحیح علم پرماتما پن کے حصول کا صحیح صحیح گیان ہے۔ وہ مثل اس
نقشہ کے ہے جو راستہ کو اور اوس میں سامنے آنے والی دقتوں کو صاف
طور سے دکھانے اور انسے بچنے کے ذریعہ بتانے کے لئے بنایا جاتا ہے
جیسے وہ ناخدا جسنے ایسا نقشہ اپنے لئے مہیا نہیں کر لیا ہے کبھی اپنے جہاز کو
سمندر کے پار نہیں لیجا سکتا ہے اسی طرح یہ وہ روح جسکے پاس صحیح علم کا
جہاز رانی کا نقشہ نہیں ہے کبھی نروان تک نہیں پہونچ سکتی ہے۔ صحیح عمل
تیسرا ضروری جزو کامیابی کا ہے کیونکہ بغیر ٹھیک وقت میں ٹھیک فعل کے کئے
ہوئے کوئی شخص اپنے مقاصد دلی کو حاصل نہیں کر سکتا ہے۔

اگر صحیح اعتقاد ٹھیک طور سے رہبری کئے ہوئے جہاز کا پتوار (رخ)
ہے اور صحیح علم آواگون کے سمندر میں جہاز رانی کا نقشہ ہے تو صحیح عمل
وہ واقعی قوت ہے جو کشتی ہستی کو راحت و امن کے بندرگاہ کیطرف
کھینچ لیجاتی ہے۔

علیحدہ علیحدہ غور کرنے سے صحیح اعتقاد زندگی کے اعلیٰ مقصد یعنی
پرماتما پن کا اظہار کرتا ہے۔ صحیح علم ضروری افعال کا نقشہ ہے جبکہ صحیح عمل بغیر
صحیح اعتقاد و صحیح علم کے قیاس میں بھی نہیں آسکتا ہے۔

جیساکہ پہلے کہا جا چکا ہے اس تنگ کرتے راستہ کا مفہوم خواہشات کا مارنا ہے تاکہ ایسا کرنے سے وہ خارج ہونے والی زبردست قوتین جو خواہشات کی وجہ سے پیدا ہوتی رہتی ہین غارت ہو جاوین اور روح اپنی اصلی حالت مین خالص نور ہی نور رہجاوے جو ہمہ دان کبھی نہ کم ہونیوالی خوشی کا ہو گنے والا اور ہر طرح پر ذات اعلی پرماتما ہے ۔

جو شخص اوس تفاوت پر جو گناہ کے بوجھ سے لدی ہوئی روح اور پرماتما ہن کے اس اعلی ترین مقصد کے درمیان جسکو وہ حاصل کرنا چاہتی ہے پایا جاتا غور کرے گا تو وہ جلد سمجھے اس امر پر متفق ہو جاوے گا کہ بجز سخت سے سخت قسم کی تپشیا کے اور کوئی چیز خواہشات کے تودون کو کاٹنے مین کامیاب نہین ہو سکتی ہے - ایک ہمہ دان ہمیشہ آنند مین پورن رہنے والا خدا بننا کوئی آسان بات نہین ہے - اس درجہ کا تیز و یراگیہ کہ جو آخری درجون مین جسمانی وذاتی سب قسم کی ضروریات کو حتے کہ لنگوٹی تک کو بھی ترک کرا دے ہمارے لیئے لازمی ہے اگر ہمکو روحانی پورنتا حاصل کرنی ہو - لیکن ابتدا ایسی کڑی نہین ہے - کیونکہ تدریج ترقی کرنے والی سیڑہیون کا ایک علمی زینہ موجود ہے جس پر چڑھنے سے آہستہ آہستہ برابر ترقی ہوتی رہتی ہے اور جو رفتہ رفتہ اور آسانی سے چوٹی تک پہونچا دیتا ہے ۔

سب سے پہلے صحیح اعتقاد کو حاصل کرنا ہوتا ہے جس کا مطلب تتون کے اصل اعتقاد سے اور ان پاک مہاتماؤن کی تعظیم سے ہے جو تتون کے گیان سے پرماتما ہو گئے ہین - جیسے ایک قانون مین فضیلت کا درجہ پانیکا خواستگار شخص کسی بڑے قانون دان کو اپنا آدرش بنا کر اپنے افعال مین اسکی تقلید کرتا ہے اسی طرح سے اوس شخص کو بھی جو زندگی کی تکمیل کی چوٹی پر پہونچنا چاہتا ہے ان

مہاتماؤن کے پوجیہ قدموں پر چلنا چاہیئے جو خود پرماتما ہوگئے ہین -
ذیل کی تبدیلیاں جب پرامین واقع ہوتی ہین تب صحیح اعتقاد حاصل ہوتا ہے -
(۱) کرم کی قوتون کا عام طور سے کمزور یا ڈھیلا پڑنا -
(۲) بدھی (عقل) کی تیزی -
(۳) من کو سائنس کی طرف رجحان جسکی وجہ سے سچ کی تعلیم قبول ہوسکے اور
من مین رہ سکے -
(۴) زبردست جذبات کا ہلکا پڑنا یا مندہ ہوجانا - اور
(۵) روح کی ماہیت پر بار بار بچار کا ہونا -
مین نے ان اسباب کا تذکرہ یہانپر محض اس لئے کیا ہے تاکہ آپ کے
دل پر اس امر کو نقش کردون کہ سائنس کی طرف میلان خاطر کا ہونا کتنی بیش بہا
شئے ہے - یہہ میلان خاطر قدرتی منطق سے ہوتا ہے اور بالخصوص اشیا کے
اصلی اسباب کی تفتیش سے - صحیح اعتقاد حاصل ہوتے ہی سچے اعتقادوالے کا
علم صحیح علم مین مبتدل ہوجاتا ہے کیونکہ صحیح اعتقاد کا مفہوم ہی تتّون مین دریڑھ
شرد ہا کا ہونا یعنی انکی صحت کا پکا یقین[۱] ہونا ہے -
صحیح اعتقاد کے حاصل ہوتے ہی صحیح عمل کی ابتدا سب سے بری عادات و
خواہشات کے ترک کرنے سے ہوتی ہے بے مطلب کی بے رحمی - جانداروں کے
گوشت کا کہانا نشئی اشیاء کا استعمال - اور سٹّہ بازی کا کھیلنا
سب سے پہلے ترک کرنا چاہیئین - ان نہایت بری و

---

[۱] مطلب یہ ہے کہ صحیح گیان سے مراد تتّو گیان سے ہے اور چونکہ تتّون کو بچار سے نیز
اُنکے متعلق شبہون و شکوک کے رفع ہونے پر ہی ان میں اعتقاد پیدا ہوسکتا ہے اسلئے
تتّون کا ٹھیک گیان تتّون کے اعتقاد مین شامل ہے -

سنگدلی کی عادات کو چھوڑے بغیر راہ نجات پر چلنے کی کوشش کرنا بے سود ہے

یہہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ یہودیون کے قدیم مت میں زندہ جانورون کے گوشت کو کہانا منع تھا (ای - آر - ای - جلد ۴ - صفحہ ۲۴۵) پارسیون کے یہان بھی ایسا کہا ہے (دیکھو The Teaching of Zoroaster صفحہ ۴۳) کہ

"سب اقسام کے گناہون سے جو مین نے آسمان کے تعلق مین فرشتہ بہمن کے خلاف اور دنیا کے تعلق مین مویشی اور مختلف قسمون کے مویشیون کے خلاف کئے ہین اگر مین نے اسکو مارا ہے - ستایا ہے - بیقصور مارا ہے - اگر مین نے اسکو وقت پر کہانا اور پانی نہین دیا ہے - اگر مین نے اسکو آختہ کیا ہے - اگر مین نے اسکو قزاق یا بھیڑیے یا راہ زن سے نہین بچایا ہے - اگر مین نے اسکی گرمی و سردی مین حفاظت نہین کی ہے اگر مین نے کار آمد مویشیون کو مارا ہے یا کام کرنے والے مویشیون کو یا جنگی گھوڑون کو یا بکرون کو یا مرغون کو یا مرغیون کو - پس اگر ان نیک جانورون اور انکے محافظ بہمن دونون کو مجھسے ایذا پہونچی ہے اور وہ مجھسے مطمئن نہین ہین تو مین توبہ کرتا ہون"

شائیست لاشائیست (باب ۱۰ - آیت ۷ و ۸) مین ایسا لکھا ہے کہ

"قاعدہ یہہ ہے کہ جانورون کے مارنے سے حذر کرنا خواہ وہ کسی قسم کے ہون مذہبی تعظیم کی حد تک پہونچنا چاہیئے - کیونکہ ستدگرناسک مین ایسا آیا ہے کہ جن آدمیون نے ناروا طور پر جانورون کو قتل کیا ہے انکی سزا ایسی سخت ہے کہ ان جانورون کا ہر ایک بال خنجر ہو کر مارنے والے کو قتل کرتا ہے جانورون مین سے بڑے بکرے - ہل مین چلنے والے بیل - جنگی گھوڑے - خرگوش ..... مرغ ..... کے مارنے سے سب سے زیادہ حذر کرنا چاہیئے"

(ایس - بی - ای - جلد ۵ صفحہ ۳۱۹)

جس کی پالون نے زینت کی پہلی سیڑھی کو نہیں چھوا ہے وہ
چوٹی پر کیسے پہونچے گا؟ وہ پرماتما کہ جسکی صحبت مین ہم بیٹھنا
چاہتے ہین سب جیون کا بھلا چاہتے ہین - وہ نہ کسی
جاندار کو کہاتے ہین اور نہ مارتے ہین - پھر وہ
شخص جو ذرہ سی دیر کے زبان کے ذائقہ کے لئے
جاندار کو مارتا اور تکلیف دیتا ہے پرماتما کیسے بن سکتا ہے؟
اسلئے ہمیشہ کی زندگی اور آنند کے متلاشی کو ان بری عادات کو صحیح اعتقاد کے
حاصل ہوتے وقت ہی چھوڑ دینا چاہیئے - ایسی ہی وجوہات سے اسکو جوا کھیلنا
زناکاری - چوری کرنا اور جھوٹ بولنا بھی چھوڑ دینا چاہیئے - ان نہایت بری عادات
سے ترک ہونے پر حقیقت کے واقف کار کو آہستہ آہستہ اپنے تئین سنیاس
کی سختی کی زندگی کے لئے طیار کرنا چاہیئے - موکش کا طالب مثل دیگر آدمیون کے
دنیا مین رہتا ہے اور اپنے لائق عورت سے شادی کرکے زندگی بسر کرتا ہے
اس امر کی کوشش کرتے ہوئے کہ اسکی دلی پاکیزگی - نیکی اور دیراگیہ مین برابر
ترقی ہوتی رہے - گرہست کی روحانی ترقی کے گیارہ درجہ مین جنکو گیارہ
پرتما کہتے ہین جن مین سے گذر کر وہ سنیاس تک پہونچتا ہے وہ حسب ذیل ہین
(۱) مانس کہانا وغیرہ وغیرہ بری عادات کا جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہے چھوڑ دینا -
(۲) ذیل کی پانچ قسم کے برتون کا پالنا -

(الف) اہنسا یعنی کسی کو ایذا نہ پہونچانا
(ب) جھوٹ نہ بولنا -
(ج) چوری نہ کرنا -
(د) زنا نہ کرنا -

(۱) دنیاوی اشیاء سے دلبستگی نہ رکہنا۔
(۲) دن مین تین مرتبہ یعنی صبح دوپہر اور شام کو دہیان مین بیٹہنا۔
(۴) ہر مہینہ مین کم از کم چار مخصوص دن برت رکہنا۔
(۵) سبز ترکاری وغیرہ کا ترک کرنا۔
(۶) غروب آفتاب کے بعد اور طلوع آفتاب کے قبل کچہہ نہ کہانا۔
(۷) برہمچریہ یعنی اپنی بیوی سے بہی علیحدگی اختیار کرنا۔
(۸) سب قسم کے روزگار و دنیاوی بیوپار سے کنارہ کشی کرنا۔
(۹) ترک دولت وغیرہ یعنی اپنا سب دنیاوی اثاثہ بیوی بچّون وغیرہ کو دے ڈالنا۔
(۱۰) دنیاوی معاملات مین مشورہ دینا بہی بند کر دینا۔ اور
(۱۱) کہانے کی نسبت اپنے اوپر اور بہی قید لگانا یعنی کہانا صرف ایک مرتبہ

میں نہایت خوشی کے ساتہہ یہان پر پارسیون کی مقدس کتب کا مفصلہ ذیل کلام جو اس اصول سے مطابقت رکہتا ہے لکہتا ہون یہہ بہی کہا ہے کہ جب اندہیرا ہو تو کہانا روا نہین ہے کیونکہ اس شخص کے جو ایسا کرتا ہے ایک تہائی فہم و جلال کو شیاطین اور خبیث چہین لیتے ہین" (ایس۔ بی ای جلد ۵ صفحہ ۳۱۰)

جہابہارت مین بہی لکہا ہے کہ "چڑہاوا چڑہانا۔ غسل کرنا۔ شرادھ کرنا۔ پوجا کرنا دان کرنا اور بالخصوص کہانا رات کو نہین کہانا چاہیے"

یہہ امر بہی جاننے قابل ہے جیسا پروفیسر وردمکش بیرٹی پیر نے بتایا ہے کہ پانی کو چہان کر پینے کی ہدایت جین دہرم اور بہارت دونون مین کی گئی ہے:

کہانا اور وہ بہی اگر کوئی آدر کے ساتہہ بغیر خوشتہ دیئے ہوئے اور کہانے کیوقت بلا سئے - اور کیہڑ دن مین صرف لنگوٹی کا رکہنا -

گیارہوین پرتما کی تکمیل ہونے پر موکش کا متلاشی سنیاس کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے اور گہر بار رہت خصوصی ساد ہو ہو جاتا ہے - یہہ درجہ قریب قریب بڑہاپے کے شروع تک طے ہوتے ہین جو درمیان ۴۵ اور ۵۵ سال کی عمر مین (آج کل کے زمانہ کے لحاظ سے) سمجہنا چاہیئے - ابتک تو طالب موکش اپنی زندگی کا عمدہ سے عمدہ فائدہ دنیا کو خدمت ہدایت خیرات وغیرہ کی شکل مین دیتا رہا ہے مگر اب وہ اپنی عاقبت سدہارنے کے لئے اس سے کنارہ کشی کرتا ہے - سادہو کے طور پر اس کا اب بجز اپنے بڑے دشمنون یعنے خواہش اور جذبات کے غارت کرنے کے اور کسی چیز سے سروکار نہین ہے - جو برت کہ اب وہ پالتا ہے وہ وہی ہین کہ جنکو وہ گہرستی کی حالت مین بہی پالتا تہا مگر وہ اب پوری سختی کے ساتہہ پالے جاتے ہین - انکے علاوہ وہ -

(۱) چلنے پہرنے -

(۲) گفتگو کرنے -

(۳) کہانے پینے -

(۴) اُٹھانے دہرنے - اور

(۵) بول و براز کے پہینکنے -

مین بڑی احتیاط کے ساتہہ کام کرتا ہے تاکہ کسی جاندار کو ایذا نہ پہونچے - وہ اپنے من بچن اور جسم کو قابو مین لاتا ہے اور دس قسم کے عمدہ دہرم کے اصولون پر عمل کرتا ہے جو حسب ذیل ہین -

(۱) معافی (۲) انکساری (۳) دیانت داری (۴) من سے طمع کو نکالنا (۵) سچ بولنا (۶) رحم دلی (۷) نفس کشی (۸) تیاگ (۹) اودا سینتا اور (۱۰) برہمچریہ -

ان سب کے ساتھہ لفظ اُتم جسکے معنے اعلےٰ یا برتر یا احسن کے ہین بطور صفت کے لگا ہوا ہے - سادھو اندرونی و بیرونی دونون قسم کے تپ کرتا ہے اور انکی سختی کو روز بروز بڑہاتا رہتا ہے - اس کا من روح کی خاصیت اور دنیا اور دنیا کے انقلاب اور اسکی دل کو لبھانے والی ترغیبون اور عارضی نمائش پر بچار کرنے مین برابر لگا رہتا ہے -

یہہ سب سخت پہاڑ کی چڑہائی کا سا کام ہے لیکن جیسا مین نے پہلے کہا ہے آپ کسی کام مین بھی کامیابی نہین پا سکتے جب تک کہ ذرائعہ حصول اس کام کے کرا دینے کے لئے کافی نہ ہون - دراصل صحیح عمل اپنی آتما کے محسوس کرنے ہی کا نام ہے یعنے اپنی روح کے ذاتی جلال و اسکی بزرگی کے انوبھو کرنے کا جو ایک بہت آسان بات معلوم پڑتی ہے - لیکن ذرہ بیٹھ کر تو دیکھو کہ کیا تم واقعی ایک سیکنڈ بھر کے لئے بھی ایسا کر سکتے ہو - جون ہی کہ تم اپنی آتما کی طرف مخاطب ہو کر بیٹھنے کا ارادہ کرو گے دون ہی تمہاری تمام استہائین - مرغوبات - خواہشات - میلان طبع - جسمانی ضروریات وغیرہ ایک دم بغاوت مین تمہارے خلاف اوٹھہ کھڑی ہونگی - ان باغیون مین سے ہر ایک ایک زبردست قوت ہے - انکے غارت کئے بغیر وہ تمکو امن سے

سیکھنے نہین دینگی - رحم حیات کے ان دشمنون کے لئے نہین ہے -
وہ خود رحم سے مبرا ہین اور آخر تک لڑتے ہین -

کیا اتنی سخت جستر یائی کے خیال سے تمکو خوف معلوم
ہوتا ہے - دنیا مین کوئی چیز ایسی نہین ہے جس کو انسان نہین کرسکتا ہے
اگر وہ ایکمرتبہ اپنی ہمت کو اس کے کرنے کے لئے کس لے -
اور اگر پوری کامیابی ہمکو فوراً ہی نہی ملے تو بہی موت کے
واقع ہونے سے محنت رائگان نہین جاتی ہے - اعتقاد اور
عمل کا نیک ثمرہ روح کے ساتھہ ایک جون سے دوسری جون کو
کارمان شریر کی عمدہ قسم کی تبدیلیون کی شکل مین جاتا ہے - اور
آئندہ کی زندگی کے جسم و تعلقات کے بنانے مین پورا حصہ لیتا ہے
تب من کی سرگرمی و طبیعت کی بشاشتی ہی دو ضروری جز و صحیح اعتقاد
کے حاصل ہونے پر کامیابی کے لئے ہین - اگر کسی بڑے قانون دان کو
جبکہ وہ مان کی گود مین بچہ کی حالت مین تہا ان کتابون کی تعداد جسکو
اسکو بعد کو پڑہنا ہوگا اور انکی بہی جنکا اسکو حوالہ دینا ہوگا بتائی جاتی اور
اسکو اسپر فکر کرنے کا موقع دیا جاتا تو یقین ہے کہ وہ خوف ہی سے
مرگیا ہوتا - مگر ہمارے درمیان مین بہت سے ایسے اشخاص ہین
جنہون نے صرف قانون ہی مین نہین بلکہ اور علوم و فنون مین بہی
شہرت حاصل کی ہے - اور یہہ بہی نہین ہے کہ راہ نجات کے
مسافرون کے راستہ مین صرف مصائب اور پریشانی ہی ہین -
یہہ سچ ہے کہ قدرت مین گلاب کا پہول بغیر کانٹے کے نہین ملتا ہے
لیکن یہہ بہی اتنا ہی سچ ہے کہ کوئی اصلی کانٹا ہی قدرت مین ایسا نہین ہے

حالات کے بموجب برتنا چاہیے - لیکن اس امر کو کبھی نہین بھولنا
چاہیے کہ روحانی علم اور عمل کی جڑ یعنی حیات ابدی کے ہمیشہ
سرسبز رہنے والے پودہ کا اصلی بیج صحیح اعتقاد ہی ہے جب کے
بارہوین تیرتھنکر شری واسوپوجیہ کا جاریں جو ایک بہت پراچین شاستر ہے
ایسا کہا ہے تینون لوک اور تینون کال مین جیون کا سچے اعتقاد کے برابر
کلیان کرنے والا دوسرا نہین ہے اور نہ باطل عقیدہ کے مانند
ایذا رسان - سچے اعتقاد والے آدمی جلال - پرتاپ - ودیا -
شہرت - دولت - فتح اور بزرگی کے مالک ہوتے ہین -
وہ اونچے خاندانون مین پیدا ہوتے ہین - وہ دہرم ارتھہ کام موکش
کے سادہک اور انسانون مین برتر ہوتے ہین - صحیح اعتقاد والے
جیو سورگون مین جنیندر (Tirthankara) بہگوان کے بہگت
ہوتے ہین اور آٹھہ قسم کی ردہیون (کراماتی قوتون) کو حاصل
کر کے دیویون اور دیوانگناؤن کی صحبت مین بہت عرصہ تک آنند ہوتے ہین
نرمل سچے اعتقاد والے پرش چکرورتی راجہ ہوتے ہین جنکے چرنون پر
بہت راجہ سر جھکاتے ہین اور جو نو ندہیون اور چودہ رتنون اور چہہ
کہنڈون کے سوامی ہوتے ہین - صحیح اعتقاد ہی سے شرن جنکی ایسے جیو
جرا رہت - روگ رہت - اکشی رہت - بادہا رہت - شوک - بہے شنکا رہت
موکش کو پراپت ہوتے ہین جس کا مفہوم گیان اور آنند کی پورنتا
اور سب قسم کے کرمون کے میل سے پاک ہونے کا ہے - جنیندر کی
سے بہگتی جب کے ایسا ہو (موکش گامی جیو) اپرمت دیوندر سموہ کی
مہما کو اور راجاؤن کے مستک سے پوجنیک چکرورتی کے چکر کو اور

نیچا کیا ہے تمام لوک جنے ایسے ترتہنکر پد کو پراپت ہوکر موکش کو پاتا ہے"
اب صرف اتنا کہنا باقی رہ گیا ہے کہ جو نتائج ہمنے آج کے لکچر مین نکالے
ہین وہ سب جین سدہانت مین شامل ہین جو سائنس سے بالکل مطابق پایا
جاتا ہے - ان مین سے بہت سے نتائج کو ہم دیگر مذاہب مین بہی پا سکینگے
جبکہ اونکی تفتیش کی باری آئیگی -

چوتھا لکچر

فلسفہ

آج کے لکچر کا مضمون میٹا فزکس (فلسفہ) ہے - اسمین کچھہ شبہہ
ہے کہ اس لفظ کے ٹھیک معنے کیا ہین لیکن ابتداءً وہ ارسطو کے
فلسفانہ مقولون سے منسوب کیا گیا تھا جو ارسطو کی تصانیف کی جلدین
علم طبعی کے رسالہ کے بعد رکھے ہوئے ملے تھے - لیکن اس لفظ کا مفہوم
چاہے جو رکھا گیا ہو میرے خیال مین ہم بغیر کسی پس وپیش کے اوسکا
اطلاق اوس محکمہ علم سے کر سکتے ہین جو سطح طبعی سے اونچے طبقہ کا
ہے - پس فزکس (علم طبعی) حواس سے سیدھا ہی محسوس
ہونے والی چیزون کا علم ہے اور میٹا فزکس یعنی فلسفہ اونکی قسمین
اور تعلقات قائم کرتا ہے اور بالآخر ایک باقاعدہ اور اپنے ہر پہلو مین
مطابقت رکھنے والا علم بنجاتا ہے - جیسا کہ ہمکو اس کے قبل کہنے کا
اتفاق ہوا ہے - فلسفہ اور سائنس کا جوڑا ہے یعنے انکے باہمی
تعلق کا قطع کرنا گویا دونون کو قتل کرنا ہے - کیونکہ سائنس کو فروعات
ہستی سے بچنے کے لیئے یہ ضروری ہے کہ وہ علم کی کل شاخون کو اوسکی
پوری وسعت مین مطابق کرنے کی کوشش کرے اور فلاسفی کے لئے یہ
ضروری ہے کہ وہ مشاہدہ قدرت کا کبھی ساتھہ نچھوڑے تاکہ اوس کی
مدد سے قیاس اور واقع قدرت کے درمیان جو عام طور پر ناموافقت
پائی جاتی ہے اوس سے بچ سکے - پس میٹا فزکس کی تعریف یہ ہو سکتی ہے

کردہ مشاہدہ کے واقعات پر بچار کا فصل یا نتیجہ ہے جو اپنی تکمیل مین ایک باہمی اندرونی مطابقت رکھنے والا مجموعہ علوم ہے جس سے کائنات کی اصلیت معلوم ہوسکتی ہے اور جو اسلیے سب سے اعلےٰ اور عمدہ مقاصد کے حاصل کرنے کے لئے کارآمد ہوسکتا ہے - یہہ تعریف ہماری اغراض کے لئے اور بہی زیادہ ضروری ہے کیونکہ ہمکو اسوقت ہر طرح اور قسم کے دماغی قیاسات سے کوئی سروکار نہین ہے بلکہ صرف اوس خیال سے ہے جسکا کوئی تعلق مذہب سے ہو - ہمکو کوئی دلچسپی بہی انسانی خیال کی تعریف لکہنے یا مذہب کے متعلق مختلف ملکون اور زبانون کے قیاس لگانے والون کے خیالون کو یکجا کرنے مین نہین ہے اور نہ ہمکو اتنی فرصت ہی ہے - اس قسم کی کارروائی محض ہماری موجودہ ضروریات سے غیر متعلق ہی نہین ہوگی بلکہ اسقدر وقت اور محنت کی خواستگار ہوگی جو لکچر ہذا کی منشا اور اوسکے لکچرار کی لیاقت کے باہر ہین -

اسلیے ہم اپنی تفتیش کارآمد کی اقلیم یعنے ان درشنون ہی پر محدود رکہینگے جو مروج مذاہب سے وابستہ ہین اور ان مین سے بہی ہم کسی کی پوری پوری نکتہ چینی نہین کرین گے سوائے اون موقون کے جہان اون کے اصلی اصولون کو سمجہنے کے لئے ایسی نکتہ چینی واقعی ضروری پائی جاوے -

پہلے ہم اپنی تحقیقات ادویت ویدانت سے شروع کرین گے جسکی یہ تعلیم ہے کہ اس براٹ روپ یعنی مادی سنسار کے پیچہے صرف ایک ہی اصلیت یا ہستی ہے - یہ ہستی برہم ہے اور چونکہ وہ ہی صرف

ایک موجود ہستی یا چیز ہے دیگر ہر چیز کے لیئے ضروری ہوا کہ اوسکی ہستی محض نمائشی ہو - سنسار اسلیئے بجز نام روپ کے بندل کے اور کچھ نہین ہے - یا صاف الفاظ مین یون کہو کہ وہ مایا ہے - تب ہر ایک متنفس روح کیا ہے - برہم خود! اور برہم ہونیکی وجہ سے ہر جگہ حاضر و ناظر - ہمہ دان اور قادر مطلق! لیکن نہ تو افعال کا کرتا اور نہ اونکے پھلون کا بھوگتا (Deussen's System of the Vedanta صفحہ ۴۰۱) اسلیئے مقصد دلی برہم ہونا نہین ہے کیونکہ روح تو ہمیشہ ہی برہم ہے - اسوقت مین بھی جب کہ اوسکو اسبات کا گیان نہین ہے - روح کی مکتی اوسکو اپنے ست - چت - آنند ہونے کے گیان سے ہوتی ہے جن سے برہم کی صفات ظاہر ہوتی ہین گو کہ برہم کی تعریف معمولی طور سے نیتی - نیتی (یہ نہین - یہ نہین) ہے - یہ محض اس نفی کے بیان کو اس امر پر زور دینے کے لیئے کہ برہم حواس سے محسوس ہونے والے گنون - سے بری ہے مان لیتا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ویدانتی لوگ اوسکے لفظی معنے لگاتے ہین - روح کو اپنا برہم ہونا محسوس ہونے سے مکتی فوراً ملجاتی ہے (کیونکہ ویدانت کا مسئلہ "وہ تو ہے" ہے نہ کہ "وہ تو ہو جاوے گا") برہم کا گیان ہونے کے ساتھ ہی ساتھ جیو آتما عالم کی روح ہو جاتا ہے - (Deussen صفحہ ۴۰۲) - ویدانت کی خاص تعلیم حسب ذیل ہے -

(الف) دنیا کا اَست یا باطل ہونا -

(ب) صرف ایک ہستی کا وجود - اور

(ج) گیان سے مکتی کا حاصل ہونا -

اِن مین سے پہلے امر کی بابت یہ کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
منطق مین چند اصول لازمی طور سے ماننے پڑتے ہین اور ہمارے لئے
کسی درشن (فلسفہ) کی نیو ڈالنے کی کوشش کرنا جب تک کہ ہم انکو
موید کار نہ کرلین بے سود ہے۔ یہ اصول ایس۔ این ہیرجی کی بنائی ہوئی
منطق کی ایک چھوٹی کتاب مین (see the Handbook of Deductive Logic)
خوبی کے ساتھ درج ہین اور حسب ذیل ہین۔
(۱) یہ کہ ہمارے من سے علیحدہ ایک مادّی دنیا ہے۔
(۲) یہ کہ ہمارا من اشیار کا ٹھیک فوٹو کھینچ سکتا ہے اور اسی لئے
اشیار واقعی ویسی ہی ہین جیسی کہ ہمکو دکھائی دیتی ہین۔
(۳) یہ کہ سنسار کی چھوٹی چھوٹی تبدیلیون مین ترتیب اور قاعدہ ہمیشہ سے
موجود ہین اور اِس سے دنیا تینون زمانون (یعنے ماضی مستقبل اور حال)
مین سب دیکھنے والون کے لئے بلحاظ اصلیت کے یکسان بنی رہتی ہے۔ اور
(۴) یہ کہ جھوٹ کو سچ سے تمیز کرنے کے لئے چند ایسے قاعدہ ہین اور ہونا
چاہین جو ہر جگہ ٹھیک پائے جاوین۔ یعنے ایسے قواعد جو بچار کرنے والون کو
جھوٹی دلائل کے پھندون سے بچاکر سچ تک پہونچا سکین۔
یہ از خود عیان اصول ہین جو آپ کو منطق مین ماننا پڑتے ہین اور اونسے
انکار کرنا بے سود ہے۔ وہ منطقی دیا پتی کی بنیاد ہین جو اونکی عدم موجودگی
مین قائم نہین ہوسکتی ہے۔ اب ادویت ویدانت کی پہلی ضد یہ ہے
کہ سنسار مایا ہے جو منطق کے مندرجہ بالا اصولون مین سے پہلے اور تیسرے
کے خلاف پڑتی ہے جنکے بموجب ہمارے من کے علاوہ ایک مادّی دنیا کا
وجود ہے اور وہ تمام زمانون یعنی ماضی۔ حال اور مستقبل مین جو ہر کے

لحاظ سے ویسے ہی رہتی ہے - ترتیب اور قاعدہ دنیا مین مروج پائے جاتے ہین اور یہ یقیناً مایا کی خاص علامات نہین ہین - پس ویدانت جو اس باترتیب دنیا کو مایا کہنے پر بضد ہے عقل کی سمجھ مین داخل ہونے کے ناقابل ہے -

ویدانت کی دوسری مخصوص تعلیم کی نسبت یعنی اس بارہ مین کہ ایک ہی جوہر یا روح کا اس دنیا مین وجود ہے ہم اسکی تردید مین سانکھیہ درشن کے بائیون کی دلیل کو پیش کرینگے -

"اگر ایک ہی پرش دنیا مین ہوتا جیسا کہ ویدانت کہتا ہے تو ایک شخص کو آنند حاصل ہونے سے سبکو آنند حاصل ہو جاتا اور ایک کو تکلیف پہونچنے سے سب کو تکلیف پہونچتی اور یہی حالت قوم کی ابتری و قوم کی عمدگی و تندرستی و جنم و مرن کے لحاظ سے لوگون کی ہوتی - اسلئے دنیا مین ایک ہی پرش نہین ہے بلکہ روپ جنم - سکونت - مقدر - سنگت یا تنہائی کے انیک ہونے سے انیک پرش ہین"

(ایس - ایس - پی صفحہ ۲۵۶) -

میرے خیال مین سانکھیہ کے اس اعتراض کا جواب نہین ہوسکتا ہے -

ویدانت کی تیسری مخصوص تعلیم کی بابت یعنی اس بیان پر کہ مکتی برہم گیان ہونے سے حاصل ہوتی ہے مجھے ایسا معلوم پڑتا ہے کہ یہان بھی بندھن اور موکش کی نسبت ایک بڑی غلط فہمی واقع ہوئی ہے جسمے کہا گیا ہے کہ دنیا مین صرف ایک ہی روح ہے اور وہ ایک

اچل اور کبھی نہ بدلنے والی ہستی ہے - تب پھر کسکی مکتی ہو گی اور کس کے
لیے یہ سب سکھانا اور وعظ دنیا ہے - اور اونکے بارہ مین
جنکی مکتی گذشتہ زمانہ مین ہو چکی ہے اگر ایسے کوئی ہون کیا کہا
جاوے - کیا وہ اب موجود ہین یا بالکل ہی نیست و نابود ہو گئے -
یہ غلط فہمی آواگون کے مسئلہ سے جسکو ویدانت تسلیم کرتا ہے
اور بھی بڑھ جاتی ہے - آواگون کرنے والی بےشمار روحون کو
ایک ہی متنفس روح مین سے یعنی دوسری الفاظ مین ایک ہی مفرد
ذات سے نکالنے کی کوشش کرنا بےسود ہے - اگر موکش پائی ہوئی
روحین ایک ہی اصلیت کے حصے حالتین یا صورتین ہین تو کیا ہمکو مجبوراً
یہ کہنا نہین پڑے گا کہ ایک بغیر جزو کی ہستی کے کچھہ جزو تو موکش پا گئے
اور کچھہ دیگر جزو دروز کے جنم مرن کے دکھہ اور کلیش بھوگ رہے ہین -
اور موکش کے معنے ہی کچھہ نہین ٹھہرتے ہین اگر موکش پایا ہوا جیو ویسا ہی
بنا رہیگا جیسا وہ اسوقت ہے (تعلیم یہ نہین ہے کہ تو وہ ہو جاوے گا
بلکہ یہ ہے کہ تو وہ ہی ہے) - یہی اعتراضات تصوف سے بھی متعلق
ہین جو اسلامی فلسفہ مین ویدانت کے قریب تر پہونچتا ہے - مثلاً فرقہ
شہودیہ (Shahudian) کا یہ مقولہ ہے کہ -
"عالم (دنیا) خدا کا عکس ہے - ایک آدمی شیشہ کے
مکان مین داخل ہوتا ہے اور سینکڑون سمت سے اپنا
عکس شیشون مین پڑتے ہوئے دیکھتا ہے ان عکسون
کی کوئی اصلیت فی ذاتہ نہین ہے بلکہ انکا دارومدار
اوس آدمی پر ہے - پس انسان کی خاصتین اور روح

خدا کی ذات و صفات کا عکس ہین - عالم (دنیا)
بازیگر کا سکہ ہے جو دراصل ایک کپڑے کا ٹکڑا دستے
(یعنی کچھ نہین ہے) لیکن بازیگر کی کاریگری کی وجہہ
سے وہ چاندی کا روپیہ معلوم ہوتا ہے - اسی طور پر
ہر چیز اوسی سے ہے "

ہم اپنے گذشتہ لکچر مین دیکھ چکے ہین کہ ارواح دوامی ہین کیونکہ
وہ اپنی ہی ذات مین اکھنڈ یعنی انباشی ہین - پس وہ کسی کا عکس نہین ہو سکتین
بدقسمتی سے اس مسئلہ کے موجد کو یہ نہین سوجھا کہ اسبات کی تائید مین
ایک شمہ بھر بھی شہادت نہین ہے کہ محض عکس مین ادراک - احساس
ارادہ - حافظہ - اور امتیاز ہو سکتے ہین - سورج اور اوسکے ایک
آتشی شیشہ کے ذریعہ حاصل کیے ہوئے عکس کی مناسبت غیر
متعلق ہے اسوجہ سے کہ اوّل تو وہ اصلی عکس ہی نہین ہے کیونکہ سورج کا
عکس دراصل آتشی شیشہ کے ذریعہ سے محض سورج کی کرنون کا ایک
مقام پر اکھٹا کرنا ہے اور دوسرے یہ کہ خود سورج کا ایک اکھنڈ کبھی
نابود نہ ہونے والے نور ہستی سے کہ جس مین سے کسی قسم کی کرنین نہین نکلتی ہین
مقابلہ نہین کیا جا سکتا ہے اور تیسرے اسوجہ سے کہ احساس - عقل
اور ارادہ اور ادراک کے اور دیگر خواص کسی طرح پر قابل انتقال نہین ہین
جیسا کہ پہلے لکچر مین ثابت ہو چکا ہے - عکس کے فلسفہ کی تائید کسی منطقی
دلیل سے بھی نہین ہوتی ہے (ملاحظہ ہو لکچر دوئیم) اور اسکو ہمین مجبوراً
باطل ماننا پڑتا ہے -

اب ہم سانکھیہ درشن کی طرف جو سب قسم کے مشرقی و مغربی

شاستروں سے انکو کہا ہے متوجہ ہوتے ہین - اِس ہند و فلسفہ کے مشہور درشن کی تعریف اور مذمت مین بہت آدمیون نے کتابین لکھی ہین لیکن بد قسمتی سے ایک ہی مصنف اوسکے بانی کے اصلی خیال تک نہین پہونچ پایا - آپ کو اِس درشن کے بانی کپل مُن کے بتائے ہوئے تتّون کا خیال ہوگا - سہولیت کی غرض سے مین اونکو یہان پھر لکھے دیتا ہون -

(۱) پُرش ——— پرکرتی

(۲) اویکت یعنے اظہار کی معدومیت — ویکت (اظہار)

(۳) مہت

(۴) اہنکار

ستو کے ساتھہ — تمس کے ساتھہ

ستو کے ساتھہ: پانچ گیان اندریان (۶-۱۰) | من (۵) | پانچ کرم اندریان (۱۱-۱۵)

تمس کے ساتھہ:

(۱۶) آواز = (۲۱) آکاش

(۱۷) لمس = (۲۲) ہوا

(۱۸) روپ = (۲۳) آگ

(۱۹) ذائقہ = (۲۴) پانی

(۲۰) بو = (۲۵) خاک

آپکے سامنے یہ نقشہ موجود ہے جسمین تتّون اور اونکے ظاہر ہونیکی ترتیب درج ہے جو مہت (نمبر ۳) سے شروع ہوتی ہے - پہلے دو تتّو

دوا ہی ہین - کپل منی کے مت کے بموجب پُرش تو صرف ایک تماشائی ہے - نہ وہ کام کا کرتا اور نہ اوسکے پہلون کا ہوسکتا ہے پس تبدیلیان تماشے یا منظر ہی سے متعلق ہین جو اسلئے ستو (فہم) رج (حرکت) اور تم (سکون) تین گنون سے متصف پایا جاتا ہے - جسوقت یہ تین مخصوص گن ستو - رج اور تم مساوی حالت مین ہوتے ہین تو تماشا یعنی دنیا کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے اور پُرش کے دیکھنے کے لیئے کوئی چیز نہین رہتی ہے جب کچھ عرصہ کے بعد پرکرتی کی کسی انجان شکتی سے اونکے مساوی ہونے کی حالت مین خلل واقع ہوتا ہے تو پردہ پھر اوٹھ جاتا ہے اور تماشہ متذکرہ بالا ترتیب سے شروع ہو جاتا ہے - اسطور پر دنیا کا بنا اور ناشش ہونا یکے بعد دیگرے ہوتے رہتے ہین - اور بننے کی ترتیب ناشش ہونے کی ترتیب سے بالکل اُلٹی ہوتی ہے - جو چیز کر بنتے وقت سب سے آخر مین ظہور مین آتی ہے وہ ناشش ہوتے وقت سب سے پہلے غائب ہوتی ہے -

یہ سلسلہ سانکھیہ درشن کا بہت ضروری حصہ ہے اور ہمارے لیئے بھی یہ بہت اہم ہے - کیونکہ یہ صاف طور سے ثابت کر دیتا ہے کہ سانکھیہ کی دنیا کی ترتیب ایک سوتے ہوئے آدمی کی جاگرت کی حالت مین آنے کی تشبیہ پر قائم ہے - سرسری طور پر سو کے اوٹھنے والے متنفس کے من پر جاگرت کی دنیا کا ظہور کرا دینے کے لئے حسب ذیل تبدیلیون کا واقعہ ہونا قیاس کیا جا سکتا ہے -

(۱) بدّہی (عقل) کا پرکاشش ہونا -

(۲) بدّہی مین اہنکار یعنی "مین" کے خیال کا اوٹھنا -

(۳) "مین" کے کار و بار کا اظہار یعنے من اور گیان اور کرم اندریون کا مصروف کار ہونا۔
(۴) حواس کی تحریک یعنی احساس۔
(۵) بیرونی خلا مین احساس کے مادّہ کا جنکی اشیا رہنی ہوئی ہین ڈالنا یا قایم کرنا۔

اگر آپ مایا وادیون کے اس خیال کو نگاہ مین رکھین کہ یہ دنیا دیکھنے والے کے من مین ہے اور اوسکی اشیا ر احساس ہی ہین جنکو ہم من کے ذریعہ سے خلا مین قایم کرتے ہین تو آپ کو کپل مُن کے سدہانت کے سمجھنے مین کوئی دقّت واقعہ نہ ہوگی۔ ہم ساتھہ کے تتّون کی ترتیب کا مقابلہ پہلو بہ پہلو لکھہ کر اوس طریقہ سے کرینگے جسکے بموجب معلوم ہوتا ہے کہ کپل مُن نے سوکر اوٹھتے ہوے متنفس کو دنیا کا گیان ہونا قیاس کیا ہے۔

سوکر اوٹھتا ہوا من

(۱) جاگنے اور سونے کی حالتون کا یکے بعد دیگرے متواتر ہونا
(۲) سونے مین ادراک کا ناش نہین ہوتا ہے بلکہ کوئی دیکھنے والی چیز ہی وہان نہین ہوتی ہے۔
(۳) جاگنے پر پہلے پہل عقل کا پرکاش ہوتا ہے۔
(۴) عقل سے اہنکار پیدا ہوتا ہے۔
(۵) اہنکار مین سے "مین" کا کاریا لیہ یعنی من و گیان اندریان و کرم اندریان نمودار ہوتی ہین۔
(۶) تب احساس محسوس ہوتا ہے۔

دنیا کا کرتب

(۱) دنیا کے اظہار و ناش کا یکے بعد دیگرے متواتر ہونا
(۲) پرلے مین پرکرتی کا ناش نہین ہوتا ہے بلکہ دنیا کا کرتب بند ہو جاتا ہے پس کوئی دیکھنے والی چیز موجود نہین ہوتی ہے۔
(۳) دنیا کے سلسلہ مین سب سے پہلے مہت (عقل) نمودار ہوتی ہے
(۴) مہت اہنکار کی صورت مین مبدّل ہو جاتی ہے۔
(۵) اہنکار سے من و پانچ گیان اندریان و پانچ کرم اندریان یعنی ہاتھہ پیر وغیرہ بنتے ہین۔
(۶) اہنکار سے احساس یعنے لمس آواز رنگ ذایقہ بو پیدا ہو جاتا ہے

(۷) احساس کی تحریک کو مادّہ باہر کی خلا میں قائم کیا جاتا ہے جو حواس کے ذریعہ سے محسوس ہونے والی دنیا ہے -	(۷) احساس یعنی بو وغیرہ ۔ لطیف مادّہ پانچ لطیف عناصر یعنی آکاس - ہوا - آگ - پانی اور خاک میں تبدیل ہو جاتا ہے جس سے یہ دنیا بنی ہے

پس اسطور پر صاف ہو جاتا ہے کہ کپل مُن کا فلسفہ ایک سوکراد ٹھیتے ہوئے متنفس کی تمثیل پر مبنی ہے - اب یہ صاف ظاہر ہو گیا ہوگا کہ کپل مُن کسی بیرونی دنیا کے وجود کو نہیں مانتے ہین بلکہ اوسکو اپنے ہی حواس کے احساس کا محسوس ہونے والی صفات مین مبدّل ہو جانا مانتے ہین - بدقسمتی سے کپل مُن کو غالباً یہ خیال نہین آیا کہ احساس کھیتا من مین ہی نہین پیدا ہوتا ہے بلکہ ایک شے ازنام بیرونی تحریک بھی ہے جو ہمارے احساس مین بہت زیادہ حصہ لیتی ہے - اگر اونکو احساس کی یہ خاص صورت معلوم ہوتی تو وہ آگ و آب جیسے کثیف عناصر کو بھی احساس کے لطیف مادّہ کی تبدیلیان نہین مان لیتے - وقت کی کمی کے باعث مین سانکھیہ درشن کی اور غلطیون کا تذکرہ اسوقت نہین کر سکتا ہون جو عناصر اور احساس کی مطابقت اور عناصر کے باہمی تعلقات کی بابت پائی جاتی ہین - ان مین سے چند کا تذکرہ میری کتاب کی اوف نولیج مین آپ کو ملے گا جسکا حوالہ مزید واقفیت کے لئے آپ کو دینے پر مین یہان قناعت کرون گا -

لیکن گو کہ ویدانت اور سانکھیہ دونون ہی بطور فلسفہ کے صحیح نہین پائے جاتے ہین تاہم وہ دونون ہمارے لئے بہت بیش قیمت ہین چونکہ وہ ہمارے ہندو بھائیون کے پرانے ویدک اعتقاد کے اصولان پر ایک قسم کی روشنی ڈالتے ہین کیونکہ دونون وید کے پرمان کو مانتے ہین اور

حتیٰ کہ غلط گیان سچ گیان سے ہمیشہ دور ہو سکتا ہے"

(ایس-ایس-پی صفحہ ۴۲)

گوتم کا قول ہے کہ گیان حواس یا من کی ملک نہین ہے بلکہ روح کی

ودا آواگون کو مانتا ہے اور راگ-دویش اور بے وقوفی کو سب سے

بڑی غلطی خیال کرتا ہے جنمین سب سے بے وقوفی سب سے بڑی ہے -

پن پاپ کے بند ہونے سے شریر سے جیو کی علحدگی ہو سکتی ہے - گوتم

کی فلاسفی مین ایشور کا خیال اول درجہ کی اہمیت نہین رکھتا ہے - اوسکی

ہستی کی ضرورت آواگون مین پڑے ہوے لاانتہا جیون کے کرمون کا

پہل دینے کے لئے ہے - نیایے کے تتون مین گیان کے اصلی تتو جو ہم

سائنس مذہب کی جستجو مین قائم کر چکے ہین شامل نہین ہین اور نہ موکش کی

حالت کا ذکر ہے جو اصلی مقصد ہے -

کناد کا ویشیشک اسکول قریب قریب نیایے فلاسفی کی بہن ہے اسمین

کوئی خاص بات نہین ہے جو اور جگہ نہ پائی جائے - کناد کی خاص قابلیت

ذرون کی پہچان مین سے متعلق ہے جسکا کچھہ تذکرہ نیایے مین بھی پایا جاتا ہے

مگر ویشیشک کے پدارتہہ حسب ذیل ہین -

(۱) جوہر -

(۲) گن -

(۳) حرکات -

(۴) جنس یا عام صفات -

(۵) قسم یا خاص صفات -

(۶) سنجوگ - اور

(۷) نیستی۔
جوہر مین آتما یا روح شامل ہے۔لیکن صفات یہ ہین۔رنگ۔
ذائقہ۔بو۔لمس۔شمار۔ناپ۔علیحدگی۔میل۔جدائی۔اگلاپن۔
پچھلاپن۔سمجھہ۔سکھہ۔دکھہ۔خواہش۔نفرت اور ارادہ
(ایس۔بی۔ایچ۔کناڈ سوتر) ان مین آنند کا ذکر نہین ہے اگر وہ
سکھہ مین شامل نہ سمجھا جاوے۔مگر نیاے کے بموجب سکھہ دکھہ کی
ہی ایک شکل ہے (دیکھو ایس۔سی۔ودیابھوشن کا نیاے سوتر
صفحات ۱۲۲ و ۱۲۳) موکش کے بارہ مین بھی کوئی واقعی حال نہین بیان
کیا گیا ہے جسکی یہ تعریف کی گئی ہے کہ "شریک کے سنجوگ کی نیستی اور
اسکے ساتھہ ہی ساتھہ کسی اندرونی لطیف کارن شریر کا نہ رہنا جسکی وجہ
سے پھر جنم نہین ہو سکتا"۔کناد کے فلسفہ مین بھی بندھن یا آواگون کا
صحیح حال نہین بتایا گیا ہے۔اور نہ اصل تتّون کا تذکرہ کیا گیا ہے۔جو
دلائل پیش کئے گئے ہین وہ سب من گھڑت نتائج ہین اور سائنیس کے
طرز کی جستجو تو قریب قریب ہمیشہ ہی معدوم پائی جاتی ہے۔
ویدینتک اسکول کی دقتین یوگ درشن مین بھی پائی جاتی ہین۔چند
مصنّفون کی رائے ہے کہ لفظ یوگ ایک مادّہ سے نکلا ہے جسکے معنے
جوڑنے کے ہین۔یقیناً یہی مفہوم ہے جس مین من۔گویائی۔اور جسم اسرد
(روح کی طرف مادّہ کی آمد) کے تین یوگ (پرنالیان) جین مت مین
مانے گئے ہین۔مسٹر رام پرشاد ایم۔اے یوگ شاستر کے مترجم
ایس۔بی۔ایچ۔مین اوسکے معنی لکھتے ہین "سمادھی لگانا۔دھیان کرنا"
میکس مولر صاحب کے مطابق لفظ یوگ کا مفہوم کسی کام کے لئے اپنے کو

بتایا گیا یا محنت کے لئے اور خیالات کو قابو میں کرنے اور دہیان
جمانے سے روکنا ہے۔ یہاں پر ہمارا اپنے تئین کسی دوسرے سے
جوڑنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے۔ نہ ایشور یا خدا کے ساتھ جوڑنیکا۔
کیونکہ ایشور میں لے ہونے کا خیال یوگ کا کوئی جزو نہیں ہے۔
پتنجلی رشی کپل مُن کی طرح روح کو اور سب چیزون سے علیحدہ کرنے پر
اکتفا کرتا ہے اور اس امر کی تفتیش نہیں کرتا کہ علیحدگی کے بعد وہ روح
کہان اور کس حالت مین رہیگی" (راجندر لال متر کا کلام جو۔ ایس۔
ایس۔ پی کے ۲۱۰ پر درج ہے)

یقیناً ایک متنفس کا دوسرے مین جذب ہوجانا غیر ممکن ہے۔
روح ایک متنفس ہے اور بطور متنفس کے ہی اوسکا وجود رہے گا۔
پتنجلی کے من مین ایشور کا خیال ایک صانع یا خالق یا دنیا کے حکمران کا
نہین ہے بلکہ محض خالص نور کا ہے جسپر کہ کرمون۔ اگیان یا دکہہ کا اثر نہین
ہوتا۔ اور ہمہ دانی کے لحاظ سے جسکا کمال پورن ہے اور جس سے زیادہ
کامل اور کوئی نہین ہوسکتا ہے۔ وہ موکش یا خوشی یا کسی چیز کا دینے والا
نہین ہے بلکہ صرف دہیان یا تصور کا نمونہ ہے۔ یہ سدھانت قریب قریب
جَین سدھانت سے مطابق ہوتا ہے جو ایک سدھ آتما کے جلال کا دہیان
اور اوس کی سنساری جیو کی حالت کی سوانح عمری کا مطالعہ اپنی ہی آتما
کے جلال کے دہیان مین قائم ہونے کا یقینی ذریعہ بتاتا ہے۔ پتنجلی کا یہ
کہنا بھی سچ ہے کہ جیو مادہ مین لتھڑے ہوئے ہین اور یوگ کا منشا اُنکو مادہ کی
پھندون سے چھڑانے کا ہے (ایس۔ بی۔ ایچ۔ یوگ سوترم)۔
مگر پتنجلی کو اصلی تتون سے آگاہی نہین ہے اور نہ وہ مادہ سے رہائی دینے

واسے ذرائعیون کی وجہ بتاتا ہے۔ لیکن ہمکو اس بات کو یاد رکھنا چاہیے
کہ وہ اپنے کو یوگ درشن کا موجد نہین بلکہ صرف فراہم کرنیوالا بتاتا ہے
یہ بات پہلے ہی سوتر سے واضح ہے جو حسب ذیل ہے۔

अथ योगानुशासनम् ॥

اسکے یہ معنے ہین "اب یوگ کا تصحیح شدہ مضمون" اسلئے ہمکو کوئی مجاز
پتنجلی رشی پر اون مضامین کی کمی کے باعث اعتراض کرنے کا نہین ہے
جنکو اوسنے صرف فراہم کیا اور صحت کے ساتھہ تالیف کیا۔ صاف طور پر
اس مجموعہ مین بہت کچھہ دوسرون کا مضمون لے لیا گیا ہے کیونکہ یوگ کے
پانچ قسم کے یم بالکل جین مت کے پانچ برت ہی ہین اور اوسی سلسلہ مین
جس مین جین مصنف انکا ذکر کرتے ہین دیئے ہوئے ہین - ان یمون
مین اہنسا پر وہی ہے جو جین مت کی خاص علامت ہے جس کا مقولہ "اہنسا
پرمو دہرما" (کسی کو ایذا نہ پہونچانا ہی پرم دہرم ہے) ہے۔
سمادہی پر یوگ درشن مین بہت زور دیا گیا ہے جو بے تمسک اپنی ہی
آتما کے دہیان کی تکمیل ہے - لیکن اوسکی تعریف مہمل اور ناکافی ہے اور
جو اوسکے سادہن بتائے گئے ہین وہ عملی طور سے ناممکن ہین - کیونکہ گہرست
کے لئے شدہ آتم دہیان ممکن نہین ہے - وہ گہرست آشرم اور اسکے
بعد سنیاس آشرم کے کٹھن تپ کرنے سے حاصل ہوتا ہے - پرانایام
جسپر ہندو لوگ حال کے زمانہ مین بہت زیادہ زور دیتے ہین حقیقت مین
صرف ایک معمولی چیز ہے خود پتنجلی رشی نے اوسکا بہت ہی مختصر حوالہ دیا ہے
یہ صرف من کی چنچلتا کے روکنے کا ذریعہ ہے - اور بعض دیگر درشنون مین
اوسکا ذکر تک نہین ہے اور جین مت مین بھی اوسکے اوپر زیادہ زور نہین دیا گیا ہے

(دیکھو گرایا - نوجی) اصلی سادہپا اندرونی ہے اور خواہشات اور شہوات کو تابع کرنے سے حاصل ہوتی ہے - پتنجلی رشی نے دہیان کی شکلون کا تذکرہ بھی نہین کیا ہے جن سے بشد ھ آتم تصور حاصل ہوتا ہے جن صاحبون کو اس مضمون مین دلچسپی ہو انکو مین کی اوف نولیج کے تیرہوین باب کا حوالہ دیتا ہون جہان پر کہ اس مضمون مدلل طور سے بیان کیا گیا ہے - اب میرے پاس اتنا وقت نہین ہے کہ مین یہان پر ایسے پیچیدار مضمون کا تذکرہ کرون -

اب مین یوگ کے سب سے زیادہ دلچسپ مضمون کی طرف متوجہ ہوتا ہون جس کا تعلق معجزہ وکرامات سے ہے - مین خیال کرتا ہون کہ آپ مین سے بعض صاحبان کو اس بات کے جاننے کی ضرور خواہش ہوگی کہ دیکھین اس مضمون پر عملی تحقیقات کا آخری نتیجہ کیا ہوتا ہے - لیکن جناب مین قانون سے ماہر ہون اور ماہران قانون کی طبیعت قدرتاً سماعی باتون کے خلاف ہوتی ہی لیکن مختلف مذاہب اور عقائد کی روایتون کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے جو بلاشک اس راے کو تقویت دیتا ہے کہ پاکیزگی نیکی و تپشیا کے اصولون پر عمل کرنے سے معجزہ وکرامات کی قوتین حاصل ہوتی ہین - میرے خیال مین یہ روایات قابل پذیرائی ہین گو کہ اونکے قبول کرنے مین ایک خاص درجہ تک احتیاط ضرور کرنی پڑے گی - برخلاف اسکے یہ ایک امر واقعہ ہے اور ایک بہت بڑا واقعہ ہے کہ ہندوستان مین محمود غزنوی کے حملون کے اور بعد ازان دیگر مسلمان بادشاہون کے آنے کے زمانے کے قریب آجکل کی نسبت بہت زیادہ جوگی اور مہاتما پائے جاتے تھے - مین اسکو مانے لیتا ہون کہ ہندوؤن کو شروع سے مسلمان حملہ کرنے والون سے دلی نفرت تھی اور اگر یوگ مین کوئی طریقہ اونکی بربادی کا ہوتا تو مسلمانون کی صفائی کردی گئی ہوتی - لیکن یوگ

اسوقت ہر دفعہ ناکامیاب ہوا - اسکے چند صدیون کے بعد جبکہ گاے اور
سور دونون کا گوشت کہانے والے عیسائی ہندوستان مین وارد ہوے
تو پہر بہی یوگ دو بار کو ناکامیابی ہوئی - اور اسمرتبہ تنہا نہین بلکہ مسلمان درویشونکی
کرامات کے ساتہہ مین - مجہے ذاتی تجربہ کرامات کا بہت کم ہے لیکن جو کچہہ
مین نے خود دیکہا ہے اور اوسکے بارہ مین پڑہا ہے اوس سے مین نے
یہ راے قائم کی ہے کہ گذشتہ روایات کے بہت بڑے حصہ کو حد امکان سے
باہر ماننے کی کوئی معقول وجہہ نہین ہے - لیکن مین ان الفاظ کے بجاے
کوئی اور الفاظ استعمال کرنا نہین چاہتا ہون - میرا یہ خیال ہے کہ معجزہ اور
کرامات کا بذات خود کوئی معتبر علم نہین ہے یعنی اوس حالت مین جب ہم اونکو مذہب
سے بالکل علحدہ کرلیوین اور یہ خیال ہوتا ہے کہ کرامات کی طاقتین باقاعدہ تپشیا
سے حاصل ہوتی ہین گو کہ جاہلانہ مذہبی جوش سے بہی چہوٹے موٹے کرشمون کا
ہونا بوجہہ بعض اندرونی روحانی طاقتون کے نمایان ہوجانیکے ناممکن نہین ہے لیکن
اس قسم کے کرشمے اکثر ضرورت کے وقت دہوکہ دیتے ہین اور بڑی حالتون اور
درگتیون مین انسان کو پہونچاتے ہین کیونکہ مذہب کا دنیوی سلطنت اور ترک
بہڑک سے کوئی تعلق نہین ہے - جذبات سے آزادی اور ویراگ (بلاخواہش
ہونا یا تیاگ) دہرم کے راستہ پر ترقی کرنے کے لئے بہت ضروری ہین -
اسلئے جو شخص قوت کا متلاشی ہو خواہ وہ دنیوی ہو یا کسی اور قسم کی اوسکے
بارہ مین یہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ اوسنے اپنا قدم دہرم کے راستہ پر رکہا ہے
اسلئے اگر یہ کراماتی قوتین یوگ شاستر مین بیان کئے ہوئے طریقہ پر حاصل بہی
ہوسکتی ہون تو بہی وہ صرف ان ہی بزرگ سادہون کو حاصل ہوسکتی ہین
جو اونکی خواہش نہین کرتے اور جو کسی دشمن کو نقصان پہونچانے کے لئے [illegible]

انکا استعمال نہین کرتے ۔ اور لوگون کے لیئے انکا خیال کرنا بے سود ہے۔
اب مین ان مشہور عالم درشنون کی تحقیقات کا خلاصہ بیان کرنے کے
قبل چند الفاظ ہندو فلسفہ کے چھٹے درشن کے بارہ مین کہون گا جیمنی درشن
کا بانی جیمنی تھا اور یہ صرف ایک مؤلف معلوم ہوتا ہے نہ کہ اصلی مصنف
یہ درشن پورو (سابق) میمانسہ کے نام سے مشہور ہے اور ویدانت
اوتر میمانسہ کے نام سے جس کے معنی ایک بعد کے سدِ یا بحث (فلسفہ)
کے ہین ۔ لیکن اس لفظی تفریق سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جیمنی کا درشن
ان دونون مین پرانا ہے (ایس ایس بی صفحہ ۱۹۷) ۔ برعکس اسکے یہ امر بالکل
قرین قیاس ہے کہ جیمنی کے درشن کا پورو وپن (قدامت) کرم
کانڈ کے لحاظ سے جسکو بعض آدمیون نے گیان کانڈ کا پیش رو ان مانا ہے ہو
پورو میمانسہ کے مضمون کا پتہ کافی طور سے اوسکے پہلے اشلوک سے
جسکا مطلب حسب ذیل ہے ملتا ہے: "اسلیئے اب دھرم کی فلاسفی کی تحقیقات
شروع ہوتی ہے" یہ اشلوک اوتر میمانسہ کے جو ویدانت کے نام سے
زیادہ مشہور ہے پہلے اشلوک سے مقابلہ کرنے کے قابل ہے جس کا مضمون
یہ ہے "اب برہم کی تحقیقات شروع ہوتی ہے"
ہندو مت مین کرم کانڈ کا خیال بلدان (قربانی) کے اصول پر
مبنی ہے جس سے بہشت اور دیگر قسم کی برکتین اور فائدہ حاصل ہوتے ہین
جیمنی کا درشن بلدان کے مسئلہ کی تعلیم دیتا ہے اور اسکا مطلب
اوسکے مضامین کی فہرست سے جو ہم یہان پر دیتے ہین ظاہر ہے۔

(۱) احکام روایات وغیرہ وغیرہ کا مستند ہونا۔
(۲) بھجن اور قربانی کے منترون کا عجیب و غریب بیل۔

(۳) الہام مضمون وغیرہ اور قربانی کرنے والے کے فرائض۔
(۴) بڑی اور درمیانی رسمون کا دوسری رسمون پر اثر۔
(۵) قربانی کرنے کی ترکیب۔
(۶) قربانی کرنے والون کی صفات۔ قربانی کے عیوض وغیرہ وغیرہ۔
(۷) ایک قربانی کی رسم کا دوسری کے ساتھہ مین استعمال ہونا۔
(۸) انتقال رسوم کا مزید بیان۔
(۹) بھجون وغیرہ کی موافقت۔
(۱۰) رسوم وغیرہ کا نہ کرنا۔
(۱۱) افعال کا دہرانا اور ملانا۔
(۱۲) قربانی وغیرہ کرنے کے خاص اور معمولی اغراض۔

یہ پورو میمانسہ کے مضامین کی مختصر فہرست آپ کو انکا علم کرا دینے کے لئے کافی ہوگی۔ مین اس مضمون کی یہان تشریح نہین کرون گا صرف اسقدر کہونگا کہ جیمنی کسی ایشور یا پیدا کرنے والے یا دنیا کے انتظام کرنے والے خدا کو نہین مانتا ہے بلکہ اوسکی یہ رائے ہے کہ ہمارے کرمون کا موازنہ کرنے اور اونکی سزا و جزا دینے کے لئے کسی دہرم راج یعنی آسمانی منصف کی ضرورت نہین ہے کیونکہ انکا پہل قدرتی طور پر خود ملتا ہے۔

"اس بات کو سمجہانے کے لئے جیمنی یہ مانتا ہے کہ ایک نتیجہ یعنی ایک نظر نہ آنیوالی کوئی شے یا کرم کی ایک قسم کی حالت مابعد یا نتیجہ کی نظر نہ آنیوالی حالت ماقبل تہی جو ایک انوکہی معجزہ کی سی حالت ہے اور جو اچھے کرمون مین قدرتی طور سے موجود رہنے والے ثمر کو ظاہر کرتی ہے۔

اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اگر ہم پرمیشور کا خود پن پاپ کی سزا جزا دینا مان بھی لیوین تو ہمکو اکثر اوسکو ظلم اور طرفداری کا مجرم بنانا پڑیگا اور اسلئے یہ زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مان لیا جاوے کہ اچھے یا بُرے سب کرم اپنا اپنا پھل دیتے ہین یا دوسرے الفاظ مین دنیا کے اخلاقی انتظام کے لیئے کسی ایشور کی ضرورت نہین ہے"

(ایس-ایس-پی صفحہ ۲۱۱)

میکس مولر کرمون کے خود پھل دینے کے مسئلہ پر تشریح کرتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ

"..... جیمنی پرمیشر کو دنیا مین ظاہرا پھیلی ہوئی بے انصافی کا ذمہ وار نہین ٹھیراتا ہے اور اسلئے ہر ایک چیز کو علت و معلول کے قانون پر مبنی کرتا ہے اور دنیا کی مختلف حالتون کو اچھے اور بُرے فعلون کے سلسلہ کا قدرتی نتیجہ پاتا ہے۔ یہ یقیناً ناستک پن تھا بلکہ ایک قسم کی کوشش ایشور کو ظلم اور ناجائز طرفداری کے الزام سے بچانے کے لیئے جو اوسکے اوپر بار ہا عائد کیا گیا ہے تھی۔ یہ ایشور کی عقل کو بے عیب ٹھیرانے کی محض ایک مزید کوشش تھی اور وہ ناستک کہلانے کا یقیناً مستحق نہ تھا خواہ ہماری اوسکے بارہ مین کچھ ہی راے کیون نہ ہو" (حوالہ سابق صفحات ۲۱۱و۲۱۲)۔

اسقدر جیمنی کی اس راے کے بارہ مین کہ کرمون مین پھل دینے کی قوت

موجود ہی کہا گیا۔ قربانی کی نسبت اسوقت ہم صرف مہابھارت کے ذیل کے مضمون پر اکتفا کرینگے۔

अहिंसा सर्वभूतानामेतत कृत्यतमं मतम् ।
एतत्पदमनुद्विग्नं वरिष्ठं धर्मलक्षणम् ॥
हिंसा पराश्च ये केचिद्ये च नास्तिकवृत्तयः ।
लोभमोहसमायुक्तास्ते वै निरयगामिनः ॥

ترجمہ:۔ سب سے اوتم دہرم کا اصلی لکشن اہنسا (کسی کو ایذا نہ پہونچانا) ہی ہے۔ ناستک پن۔ ایذا پہونچانیکی عادت۔ لالچ وغیرہ نرک مین لے جاتے ہین۔" اشومیدہ پرب (پی۔ اچ۔ بی۔ جلد ۲ صفحات ۶۳۷ و ۶۳۹)

ہندو فلاسفی کے درشنون کے متعلق ہماری جانچ پرتال اب مکمل ہو چکی۔ ہم اکثر اوقات انہین آپس مین متناقض اور نیز عقل سلیم کے ٹہیک نتائج کے خلاف پاتے ہین۔ ان مین اصلی توہین ملتے ہین۔ وہ اعلیٰ ترین مقصد جسکو وہ حاصل کرنا چاہتے ہین مہمل اور مبہم ہے حالانکہ وہ سب ویدون کی عزت کرنے مین متفق ہین۔ جیسا کہ پروفیسر میکس مولر صاحب جو ہندو فلفسہ کے ساتہہ بہت ہمدردی اور پریم رکہتے ہین فرماتے ہین:۔

"...... گو کہ ہم سمجہہ سکتے ہین کہ منجملہ چہہ درشنون کے ہر ایک..... دکہہ کے ہٹانے مین کامیاب ہوسکتا ہے اس امر کا معلوم کرنا بہت مشکل ہے کہ وہ واقعی آنند جو دکہہ کے دور ہونے کے بعد رہ جاتا ہے کیا ہے۔ ویدانت اس پرم سکہہ کا تذکرہ کرتا ہے جو پرم برہم کو حاصل ہے۔ لیکن وہ آنند جو جیون کو برہم کے تخت کے قریب یعنی

ایک قسم کے بہشت مین ملتا ہے وہ پرم آنند نہین خیال کیا جاتا ہے۔ بلکہ وہ ایک کم درجہ کا مانا جاتا ہے۔ اون لوگون کے لئے جنہون نے پرم برہم کو جان لیا ہے اوس بہشت مین کوئی دل لبھانے والی چیز نہین ہے اور نہ اونکا اوس سے واقعی اطمینان ہو سکتا ہے۔ اونکا آنند سئی گیان برہم مین لے ہو جاتا ہے۔ لیکن اسکی کوئی تفصیل نہین دی گئی ہے۔ سانکھ مت کا آنند بھی نہایت مہمل اور مبہم ہے وہ آنند خود پرش ہی مین اسوقت پیدا ہو جاتا ہے جب وہ ظاہری قدرت یا پرکرتی کے کامون یا چالون سے بالکل علیحدہ ہو جاتا ہے۔ آخر آنیائے اور ویشیشک درشنونکا اپورگ (آنند) بالکل نفی کا صیغہ ہے جو باطل گیان کے دور ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ اون مختلف نامون سے بھی جنکو مختلف درشنون نے استعمال کیا ہے ہمکو اس آنند کا بہت تھوڑا پتہ چلتا ہے۔ مکتی اور موکش کا مفہوم رہائی ہے۔ کیولیہ کا تنہائی یا علیحدگی۔۔۔۔۔۔۔ امرت کا ہمیشگی اور اپورگ کا آزادی ہے۔۔۔۔۔ مجھے اس بات مین بھی شک ہے کہ اوپنشد بھی اپنی پرم مکتی یا بکمل آزادی کی بابت کچھہ بیان کرنے کی قابلیت رکھتے تھے فی الواقع اونکو خود تسلیم ہے (تیتریا اوپنشد) کہ برہم کے پرم آنند کو بیان کرنے مین زبان قاصر ہے۔ وہ وہان تک نہین پہونچ سکتی ہے۔ اور جب زبان قاصر ہے تو

(۱) آتما کی جیو یا برہم کے طور پر ہستی۔
(۲) جیو کرم بندھن اور آواگون مین پھنسا ہوا ہے۔
(۳) آواگون دکھہ اور کلیش سے بھرا ہے۔
(۴) اس سنسار کے دکھہ اور تکلیفون سے نکلنے کے لئے ایک راستہ ہے۔

ان سب فلاسفی کے اسکولون کی ایک مزید قابل غور صورت ہے جسکو پروفیسر میکس مولر حسب ذیل الفاظ مین بیان کرتا ہے:-

"گو کہ ان چھون اصلی کہلانے والے درشنون مین ایک مضبوط مذہبی اعتقاد پایا جاتا ہے تاہم وہ اوس زمانہ کے ہین کہ جب صرف متعدد ویدک دیوتاؤن کے بجائے ایک پرمیشور کا اعتقاد ہی بہت زمانہ پہلے نہین قایم ہو گیا تھا...... بلکہ اس ایشور کی بجائے لوگ ایک اعلی قوت یا پرماتما پن کو ماننے لگے تھے جسکا کوئی نام سوائے برہم یا ست کے یا مین ہون جو مین ہون، کے اور کچھہ نہین ہے" (ایس-ایس-پی صفحات ۴۴۹ و ۴۵۰)

ہمکو میکس مولر صاحب یہ بھی بتاتے ہین (حوالہ سابق صفحہ ۴۵۰) کہ "ہندوستانی فلاسفرون کا ناستک پن ہم اہل یورپ کے ناستک پن سے بسا مختلف ہے (ہمارے لئے) اس کا مفہوم ایک مداخلت کرنے والے دنیا کے بنانے مین مشغول انسان کی طرح کے متنفس خدا کے وجود سے جسکو ایشور یا پربھو کہتے ہین انکار کرنا ہے۔ لیکن ہندو فلاسفرون نے اوسکے پیچھے اور اوس سے اوپر ایک اونچی طاقت مانی ہے

خواہ وہ اسکو برہم یا پرماتما یا پُرش کے نام سے موسوم کرین
اس ہستی کے وجود کا انکار کرتا تھا کہ جس کے باعث منکر واقعی
ناستک کہلاتا تھا"

ہندو فلسفہ کے مضمون کو ختم کرنے کے پہلے مجھے مہابہارت کی ذیل کی نہایت
کار آمد نصیحت کا حوالہ دینا نہین بھولنا چاہیے۔
"مختلف اچاریون نے فلاسفی کے مختلف قسم کے مت چلائے
ہین لیکن تمکو اوسی کو ہی ماننا چاہیئے جو دلیل وید اور اچھے
لوگون کے طرز عمل سے ثابت پایا جاوے" (ایس ایس
بی۔صفحہ ۳۴۵)

اب مین مختصر طور پر بقیہ وقت مین بدھ مت والون کے فلسفہ کا ذکر کرونگا
اور آیندہ کے لکچر مین ویدون اور انجیل مقدس اور دیگر روایتون سے
بھرے ہوے متون کے پوشیدہ مفہوم کو بیان کرونگا۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ شروع مین علم فلاسفی بدھ کی تعلیم کا کوئی ضروری
جزو نہین تھا۔ سچا دہرم، سوائے عملی تعلیم کے اور کچھہ نہ تھا۔ دکھہ سے
رہائی من کی پاکیزگی (ساد ہوپن) سے ملتی ہے۔ من کی پاکیزگی خواہش کے
دور ہونے سے حاصل ہوتی ہے اور خواہش کا دور ہونا تپشیا اور وہیان سے
جو من مین ویراگ پیدا کرتے ہین یعنی دنیا اور لذات حواس خمسہ سے
غائت درج کی نفرت سے ممکن ہے۔ بسا اوقات خود بدھ کی ایک رائے
قائم نہین رہتی ہتی۔ کبھی وہ ہستی کو دوامی ماننے والے کے طور پر بات چیت
کرتا تھا اور کبھی کبھی ناشش (فنا) کو ہر چیز کا انجام قرار دیتا تھا لیکن انجام
مین بدھ کی فلاسفی جیو کے فانی ہونے پر زور دیتی ہے۔ بدھ مت کے

ہنایان یا ابہی دہرم اسکول کے بموجب:-

"کوئی آتما یا پدگل یا جاندار یا جیو نہین ہے - یعنے برہمن فلاسفی کے مانے ہوئے ایک اچل آتما کے وجود سے انکار اور آواگون کرنے والے جیو یعنے روح کے وجود سے بہی جو جسم سے علیحدہ ماناجاوے انکار - انسان پانچ مرکبات کا مجموعہ ہے یعنی مادّی عنصر روپ یا شریر اور چار مانسک عناصر سنگنا (احساس) ویدنا (حواس سے پیدا ہوا گیان) سنسکار (خیالات) گیان (ادراک) متنفس یا انسان کا بیان اون عناصر کے طور پر کیا گیا ہے جنسے ملکر وہ بنتا ہے اور اسکو تشبیہ ایک رتہہ سے دی گئی ہے جسمین بوجہ اس کے کہ وہ مختلف چیزون سے ملکر بنا ہے متنفس پن نہین ہے"

(ای-آر-ای-جلد ۹ صفحہ ۸۴۷)-

دوسرا فرقہ یعنی مہایان اسکول اس سے بہی آگے بڑہا ہوا ہے اور چیزون کی ہستی ہی سے انکار کرتا ہے - یہ نیستی کا مسئلہ ہے جو ایک غایت درجہ کا مایاواد (دنیا کو محض خواب و خیال وو ہوکہ ماننے والا) ہے صرف بیرونی چیزین ہی معدوم نہین ہین بلکہ کوئی آتما ہی نہین ہے جو خیالون کا پیدا کرنے والا ہو - خیالات بہی شونیہ ہین یعنے وہ کوئی شئے نہین ہین - شنیتا (نیستی) ہر چیز مین ہے -

ان خیالات کے ہوتے ہوئے یہ تو ناممکن تہا کہ نروان سے روح کے ناشس ہونے کا مفہوم نہ ہو یا آواگون سے مراد بدی کرنے والے کی

بجاے کسی دوسرے متنفس کے سزایاب نہ ہونے سے سیز رس - ڈیوس
اپنی [illegible] میں صفحہ ۲۲ پر لکھتی ہے کہ
بڈھ لوگون کو دوبارہ جنم کرانے والی قوت کی ماہیت اور وسیلہ سے
ناواقفیت ہے گوکہ اس کی تعلیم مین انکا اعتقاد بہت مضبوط ہے یقیناً
بڈھ لوگ آواگون کے متعلق چار اصلی تتون یعنی آسرو - بندھ - سمور اور
نرجرا کے علمی اصولون سے بے بہرہ ہین گو کہ اونکی کتابون مین آسرو اور سمور
کے الفاظ مستعمل پائے جاتے ہین - جیسا کہ سب سے آخری محقق کی رائے ہے
(دیکھو ای - آر - ای جلد ۲ صفحہ ۴۷۲) :-

"جینی لوگ ان اصطلاحون کو انکے لفظی معنون مین کام مین لاتے ہین اور مکتی کے طریقہ کو سمجھانے مین استعمال کرتے ہین (آسرو کا سمور اور نرجرا موکش کے باعث ہین) - اب یہ اصطلاحات اتنے ہی پورانے ہین جتنا جین مت کیونکہ بڈھ لوگون نے جین مت سے آسرو کی نہایت پُر معنی اصطلاح سے لی ہے اور وہ اوسکو قریب قریب اوسی معنی مین استعمال کرتے ہین جس مین جینی لوگ مگر اوسکے لفظی معنی مین نہین - کیونکہ وہ کرم کو لطیف مادہ نہین مانتے ہین اور روح کی ہستی سے منکر ہین جس مین کرمون کا آسرو ہو سکے - سمور کے بجاے وہ اسو کہے جس کے معنے آسرو کا چھپے (ناش) ہونا ہین استعمال کرتے ہین اور اسکو مارگ یعنی راستہ قرار دیتے ہین - یہ ظاہر ہے کہ بڈھون کے یہان آسرو کے لفظی معنی جاتے رہے ہین اور اسلئے یہ ضروری ہے کہ

انہون نے اسکو کسی ایسے فرقہ سے لیا ہو کر جو اسکو اسکے
اصلی معنی مین استعمال کرتا ہو یعنی مختلف الفاظ مین
جینیون سے - بدھ لوگ لفظ سمور کو بہی استعمال کرتے
ہین جیسے سشیل سمور (دہرم کے اخلاقی اصولون کی پابندی)
اور اسم فاعل سموت (قابو) جو ایسے الفاظ ہین جنکو
برہمنی مذہب کے مصنفون نے ان معنون مین نہین استعمال
کیا ہے - اور اسلئے قیاس غالب ہوتا ہے کہ وہ
جین مت سے لیئے گئے ہین جہان وہ اپنے لفظی معنی مین
اپنے اصطلاحی مفہوم کو ٹہیک ٹہیک ظاہر کرتے ہین پس
ایک ہی دلیل ساتہہ ہی ساتہہ دونون باتون کو ثابت
کرتی ہے کہ جین مت کے کرم کا مسئلہ ان کے
درشن کا ابتدائی اور اصلی جزو ہے اور جین مت
بدھ مت کی ابتدا سے بہت زیادہ پورانا ہے ؎
فی نفسہ میری رغبت اس خیال کی طرف ہے کہ بدھ مت
ہندوون کی ذاتون کی پیچیدہ تفریق اور جینیون کی کٹھن تپشیا کے
خلاف اعتراض کے طور پر قائم ہوا تھا نہ کہ ایک نئے فلسفانہ درشن
کے طور پر - کم از کم ابتدا مین تو نہین بدھ نے کئی برسون تک مختلف
مذاہب کے سادہون کی صحبت اختیار کی تہی اور وہ اون کے
عقائد سے واقفیت رکہتا تھا گو کہ اون سے سائنس کے
طور پر وہ واقف نہ تھا - ایک موقع پر اوس نے کہا ہے:
" اے بہائیو بعض تارک الدنیا اشخاص (اچیلک -

اجیوک دنگنہتہ وغیرہ) ہین جو یہ تعلیم دیتے ہین او
عقیدہ ہے کہ جو کچھ کوئی متنفس بہوگتا ہے خواہ وہ سکھہ
یا دکھہ ہو یا ایسا تجربہ ہو جو نہ سکھہ ہے اور نہ دکھہ ہے وہ
تمام پچھلے کرمون کا پھل ہے پس تپ کے ذریعہ پرانے
کرمون کا ناشش کرنے سے اور نئے کرمون سے
باز رہنے سے آئیندہ زندگی کے لئے آسرو نہین ہوتا ہے
آسرو کے نہ ہونے سے کرم کا ناشش ہو جاتا ہے اور اسطرح پر
بدی کا ناشش ہو جاتا ہے اور اسطرح پر سب دکھہ جاتا رہے گا
اے بھائیو نگنہتہ لوگ (جینی) ایسا کہتے ہین ...... مین نے
ان سے پوچھا کیا یہ سچ ہے کہ اسکو تم مانتے ہو اور اسکی
تم منادی کرتے ہو ...... انہون نے جواب دیا ......
ہمارا رہبر نات پوت ([illegible]) ہمہ دان
ہے ...... وہ اپنے علم کی پورنتا سے یہ بتاتا ہے کہ
تمنے گزشتہ زمانہ مین برے کرم کئے ہین انکو تم سخت
تپشیا اور سختیون کے برداشت کرنے سے ناشش کردو
اور جتنا تم من سے بچن سے اور افعال سے اپنی عادتون کو
قابو مین لاؤگے اوتنی ہی برے کرمون کی کمی ہوگی ....
اسطرح پر تمام کرم انجام کار ناشش ہو جائینگے اور
کل تکلیف بھی - اس سے ہمکو اتفاق ہے "
(ای - آر - ای جلد ۲ صفحہ ۷ = مجہم ۲ - ۲۱۴) -

باوجود اس اتفاق کے جب پرنشاہ جے (۔۔۔) کی سختی کو سامنا پڑا جسکا مفہوم سنیاسس کے متعلق سب قسم کی تکلیفون کو خوشی سے برداشت کرنا ہے اور جب اوسنے اپنے کو کمزور اور دبلا پایا لیکن وہ روشن ضمیری جسکا وہ متلاشی تھا نہ ملی تو بدھ نے ایسا کہا کہ:-

"ان سختیون کے برداشت کرنے والے ناگوار راستہ سے
بین اوس انوکہے مکمل - اعلیٰ بلند مرتبہ (آریان کے)
گیان کو جو انسانی سمجھہ کے باہر ہے حاصل کر پاونگا
کیا یہ ممکن نہین ہے کہ اوس کے حاصل کرنے کا کوئی
دوسرا طریقہ ہو" (ای - آر - ای - جلد ۲ صفحہ ۷۰)-

اسوقت سے اوسنے جسم کی پرورش پہر شروع کر دی بالآخر وہ درمیانی طریقہ جسکی وہ تلاش بین تھا مشہور عالم بودھی درخت کے نیچے حاصل ہوا- وہ درمیان کٹھن تپشیا اور بغیر روک ٹوک کی عیاشی کے جو کرم یوگ (سب قسم کے دنیاوی افعال بین نفس کام یعنے بلا خواہش کے مشغول ہونے) کے بہیس بین مروج تہی ایک قسم کا صلح نامہ تھا - آیا یہ درمیانی راستہ علم سائینس کے مطابق ہے یا نہین - یہ سوال نہ تھا - مطلب یہ تھا کہ دُکھہ سے ہر طرح سے بچین - اگر تپ خود دکھہ کا کارن ہے تو اوس سے دُکھہ کا ناشن کیسے ہو سکتا ہے۔

بدھ نے کہا "دُکھہ بُرا ہے اور اس سے بچنا چاہیئے - زیادتی دُکھہ ہے - تپ ایک قسم کی زیادتی ہے اور دُکھہ کا بڑہانیوالا ہے اوسکے برداشت کرنے سے بہی کوئی فائدہ نہین ہوتا وہ بے سود ہے

(ای-آر-ای-جلد ۲ صفحہ ۷۰)=

ہمین یہ نہین معلوم کہ بدھ اِس امر پر کیا خیال کرتا یا کہتا اگر اسکو یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ سنیاس مین اپنے تئین پکا کرنے کی کوشش بغیر گرہست آشرم کو باقاعدہ بنہائے ہوئے کے کرتا تھا۔ غالباً اوس نے اسپر کبھی دہیان نہین دیا کہ کوٹھے پر پہونچنے کے لئے سیڑہی کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کہ تپشیا سے سوائے تکلیف اور کلیش کے اور کچھہ نہین حاصل ہوتا جب تک وہ ٹھیک اعتقاد اور ٹہیک علم کے ساتھہ نہ ہو۔ اسطور پر بدھ بڑی عمر تک درمیانی مارگ کا پرچار کرتا رہا اور لوگون کو دکھہ سے بچنے کے لئے نروان کی نیستی مین فنا ہو جانیکی تعلیم دیتا رہا وہ اسّی برس کی عمر مین سور کا گوشت کہانے سے مر گیا۔

بدھ کی تعلیم کا اثر بہت لوگون کے دلون پر خاص کر اسوجہ سے پڑا کہ اس مین کڑی تپشیا نہین کرنا پڑتی ہتی اور اسنے ہٹ یوگ کی سختیون کو جو واقعیٔ ایک فضول طریقہ جسمانی کلیشون کا ہے اور جس کا تپشیا کی اصلی شکلون سے جیسا جین مذہب مین دی ہوئی ہین امتیاز کرنا ضروری ہے ہلکا کر دیا تھا۔ مگر ہم بدھ کی فلاسفی کی بابت داد سکے آواگون کے مسئلہ کی نسبت جس مین فعل کرنے والے کے بجائے ایک دوسرا شخص سزا یا جزا پاتا ہے اور اوسکی روحون کے فانی ہونے کی تعلیم کی بابت چاہے جو کچھہ خیال کرین یا کہین لیکن مجبوراً ہمکو اوس کے سنساری جیو کے دکھہ کو بہت صاف طور سے محسوس کرنے کے لئے اور اوس دکھہ کی الفاظ مین بے حد ٹہیک تصویر کھینچنے کے لئے تعریف کرنی پڑتی ہے۔ عبارت کی عمدگی کے لحاظ سے

اسس پر کوئی منشکل سے سبقت لے گیا ہے۔

"افسوس ہے ایسی جوانی پر جسکو بڑہاپے کا ڈر لگا ہوا ہے
شوک ہے تندرستی پر جسکو بہت سی بیماریاں ناش
کر دیتی ہین - افسوس ہے انسان کی زندگی پر جو بہت
تھوڑے عرصے قائم رہتی ہے - لعنت ہے اون
سب مانی خواہشون پر کہ جن سے عقلمندون کے
دل پہیل جاتے ہین - کاشکہ نہ بڑہاپا ہوتا نہ روگ
ہوتا نہ موت ہوتی اور نہ موت کی تکلیف"
(دیکہو للت وستار)۔

اسی بابت مین یہ بہی کہا ہے "دکہون سے بہری ہوئی یہ دنیا در اصل ہے
جس مین ابتدا سے جنم لینا ہے بوڑہا ہونا ہے
ناش ہونا اور پہر دوبارہ پیدا ہونا ہے - افسوس
اون سب کے لئے جو زندہ ہین بڑہاپا اور بیماری
اور موت اور اسی قسم کی دیگر آفتین آتی ہین"
(حوالہ سابق)۔

درحقیقت یہ دنیا جو بے سمجہ انسان کو سکہہ اور دلبستگی کے اسباب
سے بہری ہوئی معلوم ہوتی ہے مثل الف لیلا کے آدم خور غول کے
جزیرہ کے ہے جسکے بدقسمت قیدی اسواسطے موٹے کئے جاتے ہین
کہ کچہہ دیر بعد کہا لئے جائین - یہان بہی ہمارے لئے نت کے جنمون کا
انجام بڑہاپے کی تکلیف اور موت کے سوا اور کچہہ نہین ہے - ہم مین سے
وہ لوگ جو ہستی کے بہید کو سمجہہ گئے ہین اور جن شرائط پر اوسکا دار و مدار ہے

اون سے واقف ہین دنیا کی شہوتون اور دل بہانے والی چیزون سے
اس مردم خور غول کے بڑے غار سے نکلنے کے لئے منہہ موڑتے ہین -
لیکن مابقی لوگ جو عشق اور ناچ و رنگ کے جلسون مین لگے ہوے ہین
اور مختلف قسم کے کہانون کے عمدہ عمدہ ذائقون کا مزہ لینے مین مصروف
ہین آواگون کے دوامی چکّر مین بار بار پڑ کر کچلے جاتے ہین اور موت کے
طاقت ور جبڑون مین اونکے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاتے ہین -

پانچوان لکچر

دیوی دیوتاؤن والے مذاہب

(الف)

آج کی تقریر ایک ایسے مضمون پر ہے کہ جو امور مذہبی کے سمجھنے کے لئے نہایت ضروری ہے اور جسکا جاننا اسلئے بنی نوع انسان کے لئے لازمی ہے۔ آج ہم قصّے کہانیون والے مذاہب کی تحقیقات کرینگے جنکو باوجود کوشش بلیغ کے موجودہ زمانہ کے لوگ نہین سمجھ سکے ہین۔ ان مذاہب کے محققین مین بہت اختلاف پیدا ہوا ہے اور دونون قسم کے واقف کارون کی یعنی خود ان مذاہب کے ماننے والون اور نیز بیرونی ماہران کی کوشش اب تک رائگان گئی ہے۔ کیونکہ کچھ لوگون نے تو ان مختلف ممالک اور مختلف دیوآؤن کے دیوی دیوتاؤن کو واقعی زندہ متنفس اور اونکے عجیب و غریب کارنامون اور ناممکن تعلقات کو اونکے دیوتا ہونے کی دلیل مانا ہے جب کہ اون لوگون نے جنکو کسی قسم کے مذہبی توہمات نہ تھے کہ جن سے اونکی عقل گمراہ ہو جاتی یا جنہون نے اپنے تئین اس قسم کے توہمات سے تعلیم وغیرہ کے ذریعے آزاد کر لیا ان بیشمار دیوی دیوتاؤن کو روشنی - بارش آگ وغیرہ جیسے طبعی واقعات یا مختلف علوم و فنون جیسے حکومت کرنے کا علم - کہانا بنانے کا علم وغیرہ وغیرہ کے رو پک یعنے خیالی تصویرات (personifications) سمجھا ہے۔

سی باتین ایسی معلوم ہو جاتین جو اسکی سمجھ کو بہت پریشان کن محسوس ہوتین اوسکو یہ معلوم ہو جاتا کہ قدیم رشیون نے اس نہایت عجیب دیوتا کا ذکر حسب ذیل طریقہ پر کیا ہے۔
(۱) اوسکے تین ٹانگین اور سات ہاتھ اور سات زبانین ہین۔
(۲) وہ سب دیوتاؤن کا پجاری ہے۔
(۳) دیوتا اوسکے بلانے سے آتے ہین۔
(۴) اوسکو کہلایا ہوا کہانا دیوتاؤن کو پہونچتا ہے اور اس سے اونکی طاقت بڑہتی ہے۔ اور
(۵) وہ بہکش (پاک) اور ابہکش (ناپاک) دونون کا کہانیوالا ہے۔
اینکے علاوہ اور بہی اوصاف اگنی کے ہین لیکن محض اتنے ہی ہماری توجہ کو اٹکانے کے لئے کافی ہین۔ اب مین آپ سے درخواست کرتا ہون کہ آپ مجہے اپنی آگ یا کہانا پکانے کے علم مین اگنی کے ان اوصاف کو دکہا دین۔ میں بہی مین آپ سے درخواست کرتا ہون کہ آپ محققین اور فصیح لکچرارون کے نیتجون مین اس امر کو ڈہونڈین کہ بارشش یا ابر نے کسطرح پر اپنی گرد کی استری کے ساتھہ زِنا کیا اور وہ بیماری کے داغ کہان ہین جنکو کہ برہماجی نے انجام کار آنکہون مین مبدّل کر دیا۔ لیکن آپ چاہے جتنی جستجو کرین محققین کے نیتجون مین اِن امور کا آپ کو جواب نہین ملے گا۔ اِسکے علاوہ یہ بہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آگ کو مذہب سے کیا سروکار ہے اور کہانا پکانے کا ہنر تکلی سے کیا تعلّق رکہتا ہے۔ لیکن ان سوالون کا بہی کوئی جواب نہین ہے مین وید مقدس کے ایک برہمن کے ایک حصہ کا ترجمہ جسکو ایک آریہ سماجی نے کیا ہے پیش کرتا ہون جس سے اونکی تعبیر کی

کمزوری خود عیان ہو جاتی ہے -

"(۱) ہم ان طاقتور گھوڑون کی قوت پیدا کرنے والی خاصیتون کا
بیان کرینگے جن مین بڑے بڑے اوصاف پائے جاتے ہین
یا حرارت کی اوس زبردست طاقت کا ذکر کرینگے
جس کو ماہران علوم کام مین لانے کی غرض سے پیدا کرتے ہین
(قربانی کے لئے نہین) -

"(۲) وہ لوگ جو نصیحت کرتے ہین کہ صرف اوس سرمایہ کو
حاصل کرنا اور خرچ کرنا چاہئے جو کہ جائز طریقون سے حاصل
ہوسکے اور وہ لوگ جو کہ پیدائشی عقلمند ہین اور دوسرونسے
علم و ادب پر خوشش اصلوبی کے ساتھہ سوال کرتے ہین اور
ضعیف العقل اشخاص کی غلطیون کو دور کرنے مین کافی
ملکہ رکھتے ہین صرف اون ہی لوگون کو اختیار اور حکومت کی
مسند دینی چاہئے -

"(۳) کارآمد خاصیتون والی بکری دودہ دیتی ہے جو گھوڑون کے
لئے مقوی غذا ہے عمدہ سے عمدہ اناج اسیوقت
مفید ہوتا ہے جبکہ وہ لذیذ کھانون کے طور پر پیش کیا جائے
جسکو کسی عمدہ باورچی نے اصول و خواص اغذیہ کے مطابق
تیار کیا ہو -"

اب آپ ایک ہی نظر مین دیکھہ سکتے ہین کہ اس خلاصہ مین خاص
باتین یہ ہین -

(۱) اسکا مذہب سے کوئی تعلق نہین ہے - اور

(۲۴) اسکی طرز تحریر ایک مدرسہ کے طالب علم کے مضمون کی سی ہے نہ کہ کسی علم یا ہنر کے عالمانہ بیان کی سی -

یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ یہ وید کے ادس منتر کی جس کے ایک حصہ کا یہ ترجمہ کہا جاتا ہے کوئی مستند تعبیر بھی نہین ہے - اگر رعایتاً یہ مان لیا جاوے کہ اِس قسم کی تعبیر سے وید مقدس کی توہین نہین ہوتی تاہم یہ کہنا تو ضرور ہی پڑے گا کہ ادس سے ویدون کی کچھہ تعریف بھی نہین ہوتی اور نہ ادس ہندو جماعت کی بھی جو ویدون کی پیرو کار ہے -

ویدون کے سمجھنے مین سناتن دہرمیون نے بھی کچھہ کامیابی حاصل نہین کی انہون نے اپنے مورثون کی غلطیون کو اندھے پن سے دہرایا ہے اور یہ نہین سوچا کہ اُنکے انیک دیوی اور دیوتاؤن کے جو کارنامجات بیان کئے گئے ہین وہ دیوتاؤن کے شایان ہین یا نہین - اندر نے اپنے گرو کی استری کے ساتہہ زنا کیا اور دیوگرو (برہسپتی) نے اپنے بڑے بہائی کی حاملہ عورت کو بہگایا اور سوم یعنے چندرمان نے خود دیوگرو کی استری سے ایک لڑکا پیدا کیا - لیکن سناتن دہرمی لوگ دیوتاؤن کے اِن اور اسی قسم کے دیگر بڑے افعالون کو نہین دیکہتے ہین - ان عجیب دیوتاؤن کی سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اب اونکے کارنامے جاری نہین ہین - اون کے سب کام پرانون کے لکہے جانے کے پہلے ہی ختم ہو چکے تہے - زندہ اشخاص کے لئے یہ کیسے ممکن ہے خاص کر ایسے متنفسون کے لئے جو ایک لحہ بہر بھی اپنے پڑوسی کی عورت کو بہگانے کا خیال کئے بغیر نہین رہ سکتے ہین - اِن دیوتاؤن کی صرف اسی خصوصیت سے سمجہدار آدمیون کی آنکہین

کہل جانا چاہئین تہین لیکن بد قسمتی سے زیادہ تر آدمی لکیر کے فقیر ہی ہوتے ہین ۔

توپہر ویدک دہرم کی سچی تعلیم کیا ہے اور منترون مین کہے ہوئے ایک دیوی دیوتاؤن کا راز کیا ہے ۔لیکن قبل اسکے کرمین ان اہم سوالات کا جواب دون یہ ضروری ہے کہ آپ کومین بتلا دون کہ اوپر کہے ہوے تین قسم کے ویدون کے واقف کار یعنے توہمات سے خوف زدہ سناتن دہرمی ۔ڈارونی (انسان کو بندرون کی اولاد ماننے والا) یوروپین ۔اور نیم ڈارونی ہندوستانی کیون ویدون کے سمجھنے مین قاصر ہے ۔اسکی وجہہ یہ ہے کہ ویدون کی زبان سنسکرت نہین ہے جیسے کہ انجیل مقدس کی زبان عبرانی اور یونانی اور قرآن شریف کی زبان عربی نہین ہے ۔کیا اس سے آپ کو تعجب ہوتا ہے ۔تاہم یہ امر واقع ہے جن کتب الٰہی کا ذکر مین نے یہان پر کیا ہے یہ سب دو زبانون مین لکہی ہوئی ہین ایک مین نہین جن الفاظ مین اونکی عبارت تحریر کی گئی ہے وبلاشک ایک قوم کی زبان ہین لیکن ان الفاظ مین مخفی ایک دوسری عبارت مفہوم کی ہے جو ان کتابون کی اصلی زبان ہے ۔ماہران مذاہب اس چہپی ہوئی زبان سے بالکل ناواقف تھے اور انہون نے اپنی ساری کارگذاری اون کتب مقدسہ کے مختلف زبانون مین نقل کرنے اور ترجمہ کرنے مین صرف کردی ۔مطلب کی تہ کو نہ پہونچنے پائے ۔یہی وجہ ہے کہ وید ۔ژند اوستا ۔انجیل اور قران ان عالمون کو بچون کی سی کہانیون اور دریاؤن اور نالون اور جہیلون کے دیوی دیوتاؤن سے بہری ہوئی معلوم ہوتی ہین ۔عموماً یہ کتب مقدسہ خود ہی ہمکو لفظی تعبیر کے خلاف

ہدایت کرتی ہین - لوئی جیکولیٹ صاحب اگرچہ پر یکشے کا حوالہ دے کر ہندو شاستروں کے متعلق ایسا فرماتے ہین - (Occult science in India صفحہ ۱۰۲) -

"مقدس کتابون کو مثل معمولی کتابون کے اونکے لفظی معنون مین نہین پڑہنا چاہیئے - اگر اونکا اصلی مطلب اون کے لفظی معنون مین عیان ہوتا تو شودرون وغیرہ کو اونکے پڑہنے سے کیون روکا جاتا - - - - - وید خود اپنا مطلب نہین بتاتے ہین اور وہ تب ہی سمجھ مین آسکتے ہین کہ جب گرو اس لباس کو جس سے وہ ڈہکے ہوئے ہین دور کر دیتا ہے اور اون بادلون کو جو اونکی اندرونی روشنی کو چہپائے ہوئے ہین ہٹا دیتا ہے -"

بد قسمتی سے جیکولیٹ خود ہندومت کے سمجھنے مین قاصر رہا گو کہ اسکو اس امر کا علم ضرور ہو گیا تھا کہ اسکی تعبیر خفیہ ہے - اس کا دماغ مروّج مادّی خیالات سے اتنا بہرا ہوا تہا کہ اس مین روحانیت کے اصلی اصولون کے لئے بہت کم گنجائش تہی -

کے - این آیر صاحب اپنی نہایت بیش قیمت کتاب The Permanent History of Bharatvarsha مین تحریر کرتے ہین کہ "وہ پاک شاستر گذشتہ زمانہ کے قصہ نہین بتاتے ہین لیکن ان مین انسان کے لئے نہایت مفید تعلیم بہری ہوئی ہے - دہرم مین ترقی کرنے کا علمی طریقہ ان مین تواریخ - جغرافیہ

استعمال کئے گئے ہین یہان تک کہ انسانی خیال ایک ایسے دلفریب اور سحر کرنے والے جامہ مین ملبوس پایا جاتا ہے جو جستجو کرنے والی عقل کو ہر موقع پر دہوکا دیتا ہے۔ یہودیون کی کتب مقدسہ اور نئے عہدنامہ انجیل مین ایک طریقہ جسکو تعدادی معنی الفاظ کہنا غیر مناسب نہ ہوگا مصنف کے اصلی مفہوم کو چھپانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ یہودیون کے مت کے رموز کبالہ (Kabbalah) کہلاتے ہین۔ ایس۔ ایل۔ میکگریگر میتھرز صاحب اپنی کتاب نو بلٹہ Kabbalah unveiled کے دیباچہ مین تحریر کرتے ہین کہ "اس بات کو اب لوگ سمجھنے لگے ہین کہ انجیل مین جسکو غالباً اور سب کتابون کی نسبت لوگ بہت کم سمجھ پائے ہین بیشمار ایسی آیات درج ہین جنکو کسی ایسی کنجی کی مدد کے بغیر کہ جو انکے اصلی مفہوم کو واضح کر سکے کوئی نہین سمجھ سکتا ہے۔ وہ کنجی کبالہ مین ملیگی" کبالہ تین حصون پر منقسم ہے۔ جمیٹریا۔ نوٹیریکون اور تیمورہ۔ ان مین سے جمیٹریا۔ الفاظ کی قیمت پر مبنی ہے اور یہ بتاتا ہے کہ جو الفاظ ہم تعداد ہوتے ہین وہ ہم معنی ہی ہوتے ہین۔ مابقی دو بہت پیچیدہ ہین جیسے کسی لفظ کے حرفون کو الگ الگ لفظ مان کر اون سے ایک جملہ بنانا وغیرہ۔ مگر ہمکو اون سے یہان کچھ سروکار نہین ہے۔ یہودی علم معرفت مین اس قسم کے علم ہندسہ یا شمار کے اوپر بہت زور دیا گیا ہے۔ عبرانی زبان مین ہندسے علیحدہ نہین ہین۔ ہر حرف کی ایک مخصوص تعداد ہے جیسے الف = ۱۔ ب = ۲۔ ج = ۳۔ د = ۴۔ وغیرہ۔ اس گنتی کے اوپر یہ اصول مبنی ہے کہ ہر لفظ ایک قم

یا تعداد ہے اور ہر لفظ - اس قسم کا حروف بھی
اور فارسی میں بھی ہے جسکو معمولی طور سے ابجد (ا - ب - ج - د = ۱ ...)
کہتے ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں نے اپنی کتب مقدسہ میں اس طریق کو بہت
استعمال کیا ہے - اس طور پر اونکی کتب مقدسہ مخفی رموز کا ایک ذخیرہ ہیں
جنکا مطلب اسوقت ہی معلوم ہو سکتا ہے جب اونکی عبارت کے خفیہ معنی
صاف ہو جاویں - کبالہ کے بموجب یہ سب رموز معرفت یہودیوں کے
شاستروں میں موجود ہیں - ناواقف لوگ اونکو نہیں سمجھ سکتے ہیں - لیکن اون
لوگوں کو جو روحانیت میں داخل ہوتے ہیں انکا راز بتایا جاتا ہے - انکو علم معرفت
کے دقیق امور جو شاستروں کے حروف اور الفاظ کی سطح کے نیچے چھپے رہتے
ہیں معلوم ہو جاتے ہیں" (Ency. Brit. جلد ۱۵
صفحہ ۶۲۱ آرٹکل کبالہ)-

بموجب ای - آر - ای (E.R.E. جلد ۷ صفحہ ۶۲۲ آرٹکل کبالہ)
"خفیہ معرفت کوئی حال کا پودا نہیں ہے گو کہ اس فلسفہ کی ابتدا اور تاریخ
اور اسکے اسباب اور وجوہ کا پتہ لگانا بہت مشکل ہے تاہم یہ بات کافی
طور سے قابل یقین ہے کہ اسکی جڑیں زمانہ ماضی میں بہت دور
تک پھیلی ہوئی ہیں اور یہ کہ سن عیسوی کی درمیانی صدیوں کا کبالہ
یہودیوں کے علم معرفت کی ابتدا نہیں بلکہ انجام ہے"

خفیہ تعلیم کا یہ طریقہ انجیل کے نئے عہد نامہ میں بھی استعمال کیا
گیا ہے - جے - ایم - پرایس صاحب ہمکو بتاتے ہیں
(دیکھو The Apocalypse Unsealed صفحہ ۱) کہ:
"پرانے مذاہب اور عیسائیت کی کتابوں کا ہر ایک

مخالفت کرنے والا اس امر سے لازمی طور سے موثر ہوجاتا ہے کہ ان مین سے ہر ایک مین ایک خفیہ اسرار معرفت یعنی رموز کے علم کی علامات پائی جاتی ہین جو بہت قدیم زمانہ سے مسلسل چلا آئیا ہے۔ اسی خفیہ علم کا بار بار حوالہ انجیل کے نئے عہد نامہ مین ملتا ہے اور ایسے دن ہین بہی کہ جن مین اوسکے چند مخفی اصولون کا احتیاط کے ساتھ اظہار کیا گیا ہے۔ اور ادہر اودہر کے نظارون کو جو اس کے حاصل ہوسے ہین یہ صاف طور سے ثابت ہے کہ وہ سب پرانے مذاہب اور فلسفون مین بہ لحاظ اصلیت ایک ہی تہا اور واقعی ان سب کی بنیاد تھا۔ عیسایون کی کلیسا کی ابتدا مین جو مثل ایک خفیہ جماعت کے قائم ہوئی تہی اس مخفی اسرار الٰہی کی بہت احتیاط کے ساتھ حفاظت کیجاتی تہی اور اس اصول کے مطابق کہ بہت سے بلائے جاتے ہین مگر ان مین سے چند ہی منتخب ہوتے ہین وہ صرف انہین کو سکہایا جاتا تھا جو اس کی تعلیم کے مستحق سمجہے جاتے تھے امور مملکت کی گندہ کرنے والی مصلحتون اور خودغرض نالائق پادریون کی اخلاقی کمزوریون کی بدولت یہ خفیہ اسرار معرفت شروع ہی کی صدیون مین عیسائیون کی جماعت سے جاتا رہا

اور اوسکے بجاے بعد کی صدیون مین نئے اور پرانے عہدناموں کے الفاظ کی ظاہرا بردہ تعلیم پر ایک احکامی شریعت خداپرستی کی قائم ہوگئی اس خیال پر کہ انجیل مین الہام کے طور پر انسان کے ساتھہ خدا کے گذشتہ زمانہ کے برتاؤ کا تذکرہ ہے اسکے تاریخی پہلو پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور وہ کتابین جو خفیہ اور تمثیلی عبارت مین تحریر ہوئی ہیں تو اریخ سمجھہ کر پڑھی جاتی ہین ؛؛

اور کتاب مکاشفہ کے بارہ مین مسٹر پرایس زور کے ساتھ رقم کرتے ہین (دیکھو حوالہ سابق صفحہ ۵) کہ

"وہ اس خفیہ اسرار الٰہی کی کنجی ہے جو ہر زمانہ مین یکسان ہے اور سب عقیدون اور فلسفون سے برتر ہے یعنے اس پوشیدہ علم کی جو دراصل اسیقدر پوشیدہ ہے کہ وہ ہر چہوٹے سے چہوٹے اور بیوقوف سے بیوقوف ذی روح مین بہی درپردہ موجود ہے اور جس کے کہولنے کے لئے سوا اسکے خدا اسکی ذات کے اور کوئی دا ضح کرنے والی کنجی کو نہین کہا سکتا ہے .... صاف الفاظ مین .... وہ مسیح کی کہانی کے معمّہ کو حل کردیتی ہے - وہ یہ بتاتی ہے کہ یسوع مسیح سے دراصل

کیا مراد ہے۔ وہ قدیم سانپ کا راز جو شیطان
یا خبیث کہلاتا ہے آشکارا کرتی ہے۔ وہ اسی طرح
طرح کے خالق کی تردید کرتی ہے۔ اور نہایت ہی
اعلیٰ بندش خیال مین حیات جاودانی کے حصول کا
جو ایک ہی ذریعہ ہے اسکو بیان کرتی ہے۔"
یہ کوئی نئی گھڑنت نہین ہے جو مین آپ کے سامنے پیش
کر رہا ہون ایسے دور دراز وقت مین بھی جیسے کہ عیسائیون کے
سمت کی چوتھی صدی اوریجن (Origen) نے جو
Encyclo. Brit. کے بموجب عیسائی کلیسا کا سب سے
مشہور اور زبردست واقفکار تھا خفیہ تعبیر کے طریقہ کو انجیل
مقدس کی تہ تک پہونچنے کے لیئے استعمال کیا تھا۔ اوریجن کو
پورا یقین تھا کہ نئے اور پرانے عہدناموں مین ایک لفظ بھی ایسا
نہ تہا جو معرفت اور راز سے خالی ہو۔ وہ سوال کرتا ہے۔
"لیکن کیونکر ہم اس معرفت کے خیال کے ساتھ
انجیل کے ایسے قصون کو مطابق کرسکتے ہین جیسے
لوط کا اپنی لڑکیون سے ہمبستر ہونا۔ ابراہیم کا پہلے
اپنی ایک بیوی سے اور بعد کو دوسری بیوی سے
حرام کرانا۔ آفتاب کے بنائے جانے کے قبل
کم از کم تین رات و دن کا وقوع مین آنا۔ ایسا
کون بیوقوف ہوگا جو یہ مان لے کہ خدا نے ایک
معمولی مالی کی طرح بہشت [باغ عدن] مین درختان

لگائے یعنے واقعی ایسے پیڑ نصب کئے کہ جنکو لوگ
دیکھہ سکیں اور چہو سکیں اور ان میں سے ایک کو
زندگی کا اور دوسرے کو نیک و بد کے امتیاز کا پیڑ
نامزد کیا جنکے پہلوں کو آپ اپنے مادی جبڑوں سے
چبا سکیں - کون اس کو مان سکتا ہے کہ خدا باغ
عدن میں چہل قدمی کا عادی تھا - یا اسکو کہ آدم ایک
درخت کے نیچے چہپ گیا اور قائن خدا کے چہرہ [سامنے]
سے بہاگ گیا - سمجہدار مطالعہ کرنیوالا اسکے پوچہنے کا مستحق
ہے کہ خدا کا چہرہ کیا ہے اور کس طرح پر کوئی اس سے
بہاگ سکتا ہے - اور پرانے عہد نامہ میں ہی ایسی باتیں
نہیں پائی جاتی ہیں جنکو کوئی سمجہدار یا معقول شخص
امر واقعہ یا سچی تاریخ نہیں کہہ سکتا ہے
[نئے عہد نامہ کی] انجیلوں میں بہی ایسے ہی
افسانہ بہرے ہوئے ہیں - یہ کیسے سچ ہو سکتا ہے
یا کیونکر تاریخی واقعہ ٹہیرایا جا سکتا ہے کہ ایک ہی
پہاڑ کی چوٹی پر سے مادی آنکہوں سے
فارس سائتہیا (Scythia) اور ہندوستان کی
اقالیم متصل اور ایک ہی وقت میں نظر آ سکیں - اس
قسم کے بیشمار افسانہ احتیاط سے پڑہنے والے کو
انجیل میں ملینگے "

(The History of New Testament Criticism)

مصنفہ ایف سی - کونی بیر - صفحات ۹ و ۱۰) -
اگر ہم انجیل کو تاریخ مان کر پڑھیں تو مثل دیدون کے وہ اختلافات
اور لغویات سے بہری پائی جاتی ہے - اور بحیثیت تاریخ کے اسکی
صحت ہی قابل اعتراض ہے - خود عیسائی محققین نے جنہون نے
جنبہ داری کو چہوڑ کر تحقیقات کی ہے انجیل مقدس کے بعض حصون کو
صاف طور سے جعلی ماننے پر اپنے کو مجبور پایا ہے (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا
آرٹیکل بائیبل) میرے پاس اتنا وقت نہین ہے کہ مین
بائبل کے اختلافات دکہاؤن لیکن مین ہتیوسوفسٹ جلد ۲۵ صفحہ
۳۹۶ کے ایک عالمانہ مضمون کا کچھہ خلاصہ جس مین چند اختلافات کا
حوالہ دیا ہوا ہے آپ کے سامنے پیش کرتا ہون -

"انجیلین برابر ایک دوسرے کی تردید کرتی ہین
اور یوحنا کی انجیل باقی تین انجیلون سے اسقدر مختلف
ہے کہ سب محققین نے اس مین اور ماسبقی انجیلون
مین جو سوانح عمری کے طور پر لکھی ہوئی ہین امتیاز کیا
ہے ...... ماسوا اسکے کہ یوحنا مسیح کا تذکرہ باقی
تین انجیلون سے بہت مختلف طریقہ سے کرتا ہے
وہ عشاے ربانی کا تذکرہ نہین کرتا ہے وہ یسوع کے
مرنیکی مختلف تاریخ قائم کرتا ہے وہ فسح کی تین
عیدون کا ذکر کرتا ہے جب کہ اور لکہنے والے صرف
ایک ہی کا ذکر کرتے ہین اور وہ یسوع کی زندگی کے
تمام واقعات یروشلم مین ہونا بتاتا ہے جب کہ

اورون کے مطابق یسوع کی زندگی کا صرف
آخری حصہ ہی وہان صرف ہوا - یوحنا کی انجیل
مین جون بپتسمہ دینے والے کی وقعت بہت کم پائی
جاتی ہے - اوس مین معجزہ بھی مختلف ملتے ہین یعنے وہ
زیادہ تعجب خیز ہین اور ساتھہ ہی ساتھہ خفیہ رموز کی
طرف اشارہ کرتے ہین - یسوع کی تمام زندگی یوحنا
کی انجیل مین بہ نسبت باقی ماندہ تین انجیلون کے
بہت زیادہ متبرک ہے اور لوگوس (کلام = ایثور
واکیسدہ) کی سی ہے - لیکن ساتھہ ہی مین یسوع کو وہ
یوسف کا لڑکا بتاتا ہے اور کنواری کے بچہ ہونے کا
ذکر نہین کرتا ہے .... نہ باقی تین انجیلین ہی آپس مین
متفق ہوتی ہین متی یسوع کی پیدائش کی تاریخ سن
عیسوی سے چار برس قبل ہیرود کے زمانہ مین
قائم کرتا ہے - لوقا اسکو دس برس بعد اسم نویسی
کے سال مین قرار دیتا ہے یعنے سن چھہ عیسوی مین مگر آگے چلکر
کہتا ہے کہ تبریس قیصر کے پندرھوین سال (۲۹ سنہ ء)
مین مسیح قریب تیس برس کا تھا ....
.... مرقس معجزانہ پیدائش کا ذکر نہین کرتا ہے -
متی اور لوقا یسوع کے دو مختلف نسب نامہ یوسف
اور داؤد کے نسبون کے دیتے ہین لیکن یہ ......
اوس کے کنواری سے پیدا ہونے کی روایت سے

خلاف ہین - اگر مریم اور یوسف کو معجزانہ پیدائش کا علم ہوتا تو وہ جب مسیح نے ہیکل مین اپنے باپ کے کام مین مشغول ہونے کا (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۲ آیت ۵۰) ذکر کیا تہا کیون متعجب ہوتے - ان تین سوانح عمری والی انجیلون مین کہے ہوے معجزے بہت کچھ یکسان ہین لیکن جن حالات مین ان کا وقوع ہونا بیان کیا گیا ہے وہ بہت مختلف ہین - - - - سب سے بڑا معجزہ یعنی لازرس کا جلانا صرف یوحنا کی انجیل مین پایا جاتا ہے - باقی معجزے - - - - اکثر تمثیلی ہین (مثلاً روٹیون کی تعداد کا بڑھ جانا - پانی کو شراب بنا دینا وغیرہ) جو آدمی صلیب کے نیچے موجود تھے انکے نام دو انجیلون مین یکسان نہین ملتے - مسیح کے جی اُٹھنے کے بارہ مین ان سوانح عمری والی انجیلون کے مصنف ایک دوسرے سے بہت اختلاف رکھتے ہین - مرقس کی انجیل کے سولہوین باب کی نوین آیت سے بیسوین آیت تک کا مضمون بعد کا بڑھایا ہوا ضمیمہ ہے - - - - لوقا کے تاریخی حوالہ جھوٹے ہین - ہیرود کبھی بادشاہ نہ تھا بلکہ گورنر تہا - ہیریٹیس جسکو وہ یسوع کی تاریخ مین لاتا ہی سنہ ۶ع سے سنہ ۱۱ع تک حاکم تہا اور اسلئے اسکا یسوع کے قصہ سے کوئی تعلق نہین ہے - وہ لسانیاس کا بھی تذکرہ کرتا ہے

گئے ہین لیکن یوروپین تحقیقات نے صرف اوسکے اختلافات ڈہونڈنے پر ہی اکتفا نہین کیا ہے اوسنے انجیلون کی مختلف روائیون کے محرجون کی ہی جستجو کی ہے۔ اور اِس تحقیقات کے نتیجہ کے طور پر اب یہ واضح ہو گیا ہے کہ:۔

"عیسائیون کی کتب مقدسہ کی بہت سی معجزانہ اور غیر معجزانہ باتین جنکو کہ عیسائی لوگ تاریخی واقعات مانتے ہین یا کم از کم ایسی ایزادین مانتے ہین جو ایک عجیب مذہبی اوستاد اور بانی کی سوانح عمری کے گرد جمع ہو گئی ہین وہ در اصل بہت پرانے زمانہ کی روائیتون سے ہی لئے گئے ہین اور اِس لئے عیسائیت کے بانی کی متنازعہ ذات بہی جسکا وجود بعض اشخاص نے صرف مان لیا ہے اور بعض نے نتیجہ کے طور پر اخذ کیا ہے اتنی ہی مشتبہہ ہے جتنی پرانی روایات کے نیم خداوندون کی۔۔۔۔۔

فروعات کو چہوڑ کر بحث یہ ہے کہ جب انجیلون کے یسوع کی روایت کا ہر ضروری جزو کم یا زیادہ واضح طور سے مذہبی کہانیون کی قسم کا ثابت ہوتا ہے (تعلیم کے لحاظ سے بہی اوتنا ہی جتنا عمل کے لحاظ سے) تو پہر بالکل کوئی بات باقی نہین رہتی جو کسی شخص کو اِس امر کا مجاز ٹہراوے کہ وہ یسوع کے نام کے پیچہے کسی مجسم شخصیت کا

وجود قائم کرے - جیسا کہ محققین کو معلوم ہے
جہان بین کی تاریخ مین یہ رائے کوئی نئی بات
نہین ہے گو کہ اوسکے وجوہ ممکن ہے نئے
ہون - دوسری صدی مین اگر پہلی مین نہین ایک فرقہ
جوڈوسیٹی (Docetae) کہلاتا تھا
قائم ہوا تھا جسکو ممبر عیسائی مت کے بانی کو ایک قسم کا
بغیر جسم کا سایہ مانتے تھے جسنے صرف ظاہر مین صلیب
کی تکلیف برداشت کی تہی اور بہت سے عیسائی
عارف اسکو محض ایک لفظی اقتباس کے طور پر
مانتے تھے - ان مین سے ایک یا دوسری رائے وقتاً
فوقتاً بعد کی صدیون مین برابر ملتی ہے - یا دریون
کی ایک خفیہ جماعت تہی جو سنہ ۱۰۲۲ء کے قریب
اورلینس (Orleans) کے مقام پر
توڑ دی گئی تہی یسوع کے متعلق پہلی قسم کی رائے
رکہتی تہی اور سولہوین صدی مین انگلستان اور دیگر
ملکون مین مختلف فرقہ پائے جاتے ہین جنہون نے
عیسائی مت کے بانی کے وجود کو ایک خفیہ راز
مانا ہے - پہر اٹھارہوین صدی مین دولٹیر یولنگ برو ک
کے کچہہ شاگردون کا ذکر کرتا ہے جنہون نے تاریخی
وجوہ پر یسوع کے وجود سے انکار کیا ہے - اور
فرانس کے انقلاب سلطنت کے زمانہ مین حرف

دو نے اور دو پونی کی ہی تصنیفات نہین ملتی ہین کہ جنہون
مین انجیلون کی سوانح عمری کو ایک قسم کی شمشی تمثیلین
مانا ہے بلکہ ایک اجنب جرمن کی بنائی ہوئی کتاب کا
بہی پتہ چلتا ہے جسکا حوالہ سٹروسس نے دیا ہے
اور بیت مسیح کو روحانیت کا ایک ایسا خیالی
نمونہ (تمہ ․․․) مانا ہے جو یہودیون کو پہلے سے
معلوم تہا گو کہ اس مین خلاف کیلئے بہی گنجائش ہی ہے
(دیکہو Christianity and Mythology
مصنفہ جے - ایم - روبرٹسن صفحہ ۲۷۶) -
ایک اور مشہور مصنف اور ایسا مصنف بہی کہ جو بہت
دنون تک خود پادری کے عہدہ پر ممتاز تہا جس سے بالآخر وہ
مستعفی ہو گیا جوزف مک کیب ہے جو اپنی کتاب
موسومہ به Bankruptcy of Religion کے
صفحات ۱۶۲ و ز ان بعد یہ لکہتا ہے کہ -
"علم مقابلہ و موازنہ مذاہب ․․․․․․ اس
امر کی تحقیقات کرتا ہے کہ انجیلون کے یسوع کا
خیال کیونکر پیدا ہوا اور یہ کوئی مشکل امر نہین ہے
ہم یہ نہین جانتے ہین کہ انجیلین کہان لکہی گئین تہین
لیکن ہم یہ جانتے ہین کہ جس زمانہ مین وہ لکہی گئین تہین
اوس زمانہ مین دین عیسوی بحر روم کے مشرقی کنارہ
پہ کم از کم ایلگزانڈریہ سے کورنتہہ تک پہنچا ہوا تہا

اور موجودہ انجیلین اوس طبقہ مین لکھی گیئن تھین
ان شہرون مین سب مذہبون کی روایات عقاید اور
اور پجاری افراط سے موجود تھے۔ مصر۔ سریا۔
فارس۔ یونان۔ روم اور سلطنت کے دیگر مشہور
مقامات کے پجاریون نے اپنے اپنے متون کے
مندر بنا رکھے تھے اور ہر جگہ لوگون کو اپنے اپنے
مذہبون مین شامل کرتے تھے۔ مذہبی روایات۔ کہانیان
اور رسوم ایک فرقہ سے دوسرے فرقہ مین آسانی سے
پہیل جاتی ہین۔ دور دراز کے ملکون مین بہی بہت سی
روایات آپس مین مشابہت رکھتی ہین۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مذہبی
افسانون کے گہڑنے کے لئے دنیا کی تاریخ مین اوس
قسم کی کوئی اور کوٹہالی نہین ہتی جیسی وہ بحر روم کا مشرقی
کنارہ اوس زمانہ مین جب کہ روم کی سلطنت مین
مختلف قومین ملکر ایک ہوگیئن تہین۔ پرانی سلطنتون کے
کتبون پرانے مذاہب کے شاسترون اور عیسائی پادریون
اور غیر عیسائی مصنفون کی تحریرون سے یہ بات اسبات ثابت
ہوگئی ہے کہ یسوع کی سوانح عمری کے تمام روایتی
اجزا اوس مجموعۂ اقوام کی دنیا مین پہلے سے موجود
تھے۔ بیمارون کا چنگا کرنا اور دیگر معجزے بالکل خاص
تحقیقات کے محتاج نہین ہین ایسے معجزے صرف انجیل کے
پرانے عہدنامہ ہی مین مقدس آدمیون پر محول نہین

کئے گئے ہین بلکہ وہ اُس عدم امتیاز کے زمانہ مین ہر قوم اور ہر مذہب مین پائے جاتے ہین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
دائٹ انڈ ریبل ۔ جے ایم ۔ روبرٹسن کی تصنیفات مین علم مقابلہ و موازنہ مذاہب کی اِس ضروری شاخ کی پوری اور عالمانہ تفتیش موجود ہے ۔ فی الواقع مسٹر روبرٹسن نے روایاتی مطابقت کو اتنی باریک تفصیل مین تلاش کیا ہے کہ اسکو اِس امر کا یقین ہوگیا ہے کہ یسوع مسیح واقعی کوئی شخص نہ تھا اور یہ کہ اوسکی کل داستان ایک افسانہ ہے جو ایک مذہبی ناٹک یا رموز کے کھیل کے اوپر مبنی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو شہادت کہ مسٹر روبرٹسن نے فراہم کی ہے اور جسکے ایک جزو کو مسٹر جے ۔ جی ۔ فریزر نے اپنی Golden Bough نامی کتاب مین وسعت کے ساتھہ پھر دہرایا ہے وہ کسی غیر جنبہ دار شخص کو اِس امر کا یقین دلانے کے لئے کافی ہے کہ یسوع کی پیدائش جی اوٹھنے اور گناہون کے کفارہ کی روایات محض اسوقت کے موجودہ مذاہب کی مشہور و معروف روایات ہین جو یسوع پر منسوب کردی گئی ہین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مسیح کی موت اور اوسکا جی اوٹھنا غالباً ایک معمولی عیسائی کے لئے عیسائی مذہب کے اصلی اور عجیب اسرار ہین ۔ مگر ہر ذیشعور طالب علم مذہب صدیون سے اِس امر سے واقف ہے کہ روم کی

سلطنت مین جسمین عیسائی مت کی ابتدا واقع ہوئی ہے
ایک خداوند کی موت اور اوسکے جی اوٹھنے کا سالانہ تہوار

بہت سے مذاہب مین پایا جاتا تھا۔ مصر کے اوسائرس
بے بی لونیا کے تموز (یا اے ڈونس) اور فریجیا کے
اٹیس کے متون نے اِس سالانہ تہوار کو نا معلوم
زمانہ سے منایا تھا اور اسکو روم کی سلطنت کی تابع
قومون مین تمام مشرقی دنیا مین پہیلا دیا تھا یونانی لوگ
اِس تہوار کو یسوع کے پیدا ہونے کے کئی صدیون قبل
ماننے لگے تھے۔ ایران مین متھرا کے مت والون نے
بہی اسکو مانا تہا۔ ایسا کہنا غلط نہین ہے کہ اوس قدیم
دنیا مین مسیح کے زمانہ کے قبل کوئی شہر بہی ایسا نہین تہا
جس مین ایک یا زیادہ مندر مختلف مذاہب کے ایسے
موجود نہ ہون جو ایک خداوند کے مرنے اور جی اوٹھنے
کی رسم کو بڑی دہوم دہام سے سالانہ عوام مین نہ مناتے
ہون ؟

متھرا کے مندرون مین تو عیسائی مت سے اسقدر مشابہت
پائی جاتی تہی کہ دوبارہ زندہ ہوکر اوٹھنے والے خداوند کو انجیل کے
مخصوص الفاظ مین یعنے "خدا کا برا جو دنیا کے گناہون کو دور کرتا ہے"
کہہ کر مبارکباد دیجاتی تہی۔
یقیناً یہ سب اِس خیال کو باطل کرتا ہے کہ نئے عہدنامہ کا بانی
مبانی یسوع کوئی تاریخی شخص تہا اور یقیناً یہ بڑے تعجب کی بات ہے

کہ خدا نے اپنے لڑکے کا وجود کسی پہلے یا پچھلے پیغمبر پر ظاہر نہیں کیا خاص کر ایسے لڑکے کا وجود جیسے یسوع جو دنیا کا نجات دینے والا ہے۔ برعکس اوسکے یسعیاہ نبی کی معرفت خدا نے بہت صاف طور سے ہمکو بتایا تہا (دیکہو انجیل مقدس یسعیاہ باب ۴۳- آیت ۱۱) "مین اور مین ہی خداوند ہون اور میرے سواے اور کوئی نجات دینے والا نہین ہے" اسکی تکذیب کہین نہین ہوئی بلکہ تائید واعظ کی انجیل سے ہوتی ہے (دیکہو باب ۴- آیت ۸)۔

"ایک اکیلا ہے اور کوئی دوسرا نہین ہے۔ ہان اوسکے نہ بیٹا ہے اور نہ کوئی بہائی ہے"

کیا وہی خدا جو یسوع کا باپ کہا جاتا ہے یہان پر بول رہا ہے اگر ایسا ہے تو وہ کیون اپنے بیٹے کے وجود سے انکار کرتا ہے۔ اور کیا وہ وہی خداوند ہے جسکو ہندو ایشور مسلمان اللہ اور پارسی اہورہ مزدہ کہہ کے پوجتے ہین۔ اگر ایسا ہے تو اوسنے اون لوگون کو بہی کیون نہین بتایا کہ اوس کے ایک لڑکا ہے۔ اسلام عیسائی مت سے قریب چہہ سو برس کے بعد قائم ہوا اور کہا جاتا ہے کہ وہ الہام پر مبنی ہے تو پہر اسکی کیا وجہ ہے کہ محمد نے یسوع کے خدا کا بیٹا ہونے سے انکار کیا یہان غور کی سخت ضرورت ہے۔ ہم ان دو باتون مین سے ایک نہ ایک پر قائم ہونے کے لئے مجبور ہونگے کہ یا تو یسوع کا آسمانی باپ ہندون کا ایشور مسلمانون کا اللہ اور زردشت کا اہورہ مزدہ نہین ہے اور یا ان سب مذاہب کی کتب تاریخی طور سے پڑہنے کے لئے نہین لکہی گئین ہین۔ اصلیت یہ ہے کہ انجیلین خود اس امر کو افشا کردیتی ہین

کروہ ایک خفیہ زبان مین جسکا مطلب سمجھنا ضروری ہے لکھی گئین ہین۔ یسوع
کی تعلیم تمثیلون کے پیرایہ مین ہوتی تھی جنکا مطلب بار بار شاگردون کو
سمجھایا جاتا تھا اور تسپر بھی وہ بسا اوقات نہین سمجھتے تھے (دیکھو مرقس کی
انجیل باب ۹ آیات ۳۱ و ۳۲ و لوقا کی انجیل باب ۱۸ - آیات ۳۲ لغایت
۳۴ و مرقس کی انجیل باب ۹ - آیت ۱۰) - یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یسوع نے
اپنے جی اوٹھنے کے بعد اپنے شاگردون کی سمجھہ کو کہولا (دیکھو لوقا کی انجیل
باب ۲۴ آیت ۴۵) تاکہ وہ کتب مقدسہ کو سمجھہ سکین - اِس امر کی
ہدایت کے بے دینون کو مذہب کے اصلی اصول نہین بتانے چاہئین ذیل کے
قابل غور الفاظ مین متی کی انجیل کے ساتوین باب کی چھٹی آیت مین درج ہی -

"پاک چیز کتّون کو نہ دو اور اپنے موتی سورون کے آگے
نہ ڈالو ایسا نہ ہو کہ وہ اونہین پاؤن کے نیچے روندین اور
پلٹ کر تمہین پہاڑ ڈالین"

بنی اسرائیل کو یسعیاہ نبی نے پہلے ہی بتایا تھا (باب ۶ آیت ۹) "تم
سنتے ضرور ہو مگر سمجھتے نہین ہو اور تم دیکھتے ضرور ہو مگر غور نہین کرتے ہو"
یسوع اس سے مطابقت رکھتا ہے اور اسکی پورے طور سے تائید کرتا ہی
جب وہ کہتا ہے (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۳ - آیات ۱۳ و ۱۵) -

"مین اونسے تمثیلون مین اسلئے باتین کرتا ہون کہ وہ دیکھتے ہین
اور پھر نہین دیکھتے اور سنتے ہین پھر نہین سنتے اور نہ وہ سمجھتے
ہین ..... کیونکہ ان لوگون کے دلون پر چربی چھاگئی
ہے اور اینکے کان سماعت مین مند پڑ گئے ہین اور اپنی آنکھین
انہون نے بند کرلی ہین"

"جسکے کان ہون وہ سُن لے" یسوع کا تکیہ کلام تہا جسکو وہ بار بار کہا کرتا تہا (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۳-آیت ۹) - تو معلوم ہوتا ہے کہ نئے عہد نامہ انجیل کی تعلیم مین کوئی بات ایسی ہتی کہ جسکے لیئے دیکھنے - سننے سمجھنے کی ضرورت ہتی - صاف صاف الفاظ مین تعلیم نہین دیجاتی ہتی - پاک اوستاد تاریخ کی تعلیم لوگون کو نہین دے رہا تہا باوجودیکہ اوسنے بعد مین تاریخ کا بننے مین خود ایک بہت بڑا حصہ لیا تہے عہد نامہ کی انجیلون کے مصنفون نے بہی یہودیون کے قدیم شاسترون کو لفظی معنون مین نہین سمجہا - یسوع نے ایکمرتبہ ایسا کہا ہے "تمکو سچ معلوم ہو جائیگا اور سچ تمکو آزاد کردیگا" (یوحنا کی انجیل باب ۸-آیت ۳۲) - عالمان شرع سے جو سچ کی تعلیم دینے کا دعویٰ کرتے تہے اوسنے کہا (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۱۱-آیت ۵۲) -

"اے شرع کے عالمون تم پر افسوس ہے کہ تمنے معرفت کی کنجی چہین لی - تم آپ ہی داخل نہ ہوے اور داخل ہونیوالونکو تمنے روکا -"

زمانہ حال کے ذی علم پادری کو اس امر کا مطلق علم نہین ہے کہ اس آیت سے کیا مطلب ہے - یقیناً وہ کسی کنجی کے بارہ مین کچہہ نہین جانتا ہے خاص کر معرفت کی کنجی کے بارہ مین تو وہ بالکل ہی ناواقف ہے اور نہ اوسنے کبھی ایسے کسی ہال یا مقام کا ذکر سنا ہے کہ جہان داخل ہونے سے شرع کے بدقسمت عالمون نے اپنے تئین اور اپنے پیرون کو اوسکی کنجی کے غائب کردینے سے محروم کر دیا ہو - اسکو ہر جگہ تاریخ ہی تاریخ نظر آتی ہے یعنے جیہوا کی منکر اور بت پرست بنی اسرائیل کے لئے از خود رفتہ محبت کی تاریخ - یا ایک نئے اعلان کئے گئے خدا کے بیٹے کی سوانح عمری کی تاریخ جو گناہ گارون کو نجات دینے کے لئے مجسم ہوا - انجیلونکو

زندگی کے کارنامے قرار دینے سے ممنوع ہین یسوع کی زندگی کے حالات کے متعلق انجیلون ہین جو اختلافات پائے جاتے ہین وہ ایسے بالارادہ اور رجان بوجھکر پیدا کئے ہوئے معلوم ہوتے ہین کہ ان ہین سے ایک بھی واقعی دنیا کا اصلی واقعہ نظر نہین آتا ہے - ایک طرف تو تمثیلون اور تشبیہون کے انبار لگے جاتے ہین اور دوسری طرف دل کو نہایت محظوظ کرنے والا ایک ارادہ پایا جاتا ہے جو واقعات کے قدرتی سلسلہ کو توڑنے - افسانون کے ایجاد کرنے - حالات کی تکذیب اور سنین کی تردید کرنے پر غرضیکہ ہر طور پر یہ ظاہر کرنے پر کہ تاریخ اولٹی پلٹی ہی ہونی چاہیے تیار ہے - نتیجہ صاف ہے لکھنے والون کو اس بات کی فکر تھی کہ کہین پڑھنے والے اونکی تصنیفون کو تاریخی طور سے نہ پڑھ لین اور انہون نے تاریخی مفہوم کی تردید کیلئے ہر قسم کی احتیاط کی - نئے عہد نامہ کی انجیلین اس طرح پر یسوع (= روح) کی روحانی ترقی کے حالات کا ذکر کرتی ہین نہ کہ ایک شخص یسوع کی سوانح عمری اور تعلیم کا کہ جنکو متعدد مصنفون نے لکھا ہو -

پس ہماری رائے یہ ہے کہ مثل ہندو شاسترون کے اختلافات کے انجیل کے اختلافات بھی یا تو اوسکی کتابون کے مصنفون نے بالارادہ پیدا کئے ہین یا بوجہ تشبیہی صنعت عبارت کے خود بخود پیدا ہو گئے ہین - ہم ابھی دیکھینگے کہ یہ رائے صرف ٹھیک ہی نہین ثابت ہوگی بلکہ انجیل کی تعلیم کو قدیم مذاہب اور ساتھہ ہی ساتھہ سچے علمی دہرم کی تعلیم سے بھی متفق کرا دیگی -

اب مین اسلام کی طرف متوجہ ہوتا ہون جسکو آپکو معلوم ہے کہ قریب تیرہ سو برس ہوئے ایک شخص محمد نامی نے جس کا بعد مین تاریخ سے بہت کچھہ تعلق ہو گیا قائم کیا تھا اسلام کا دہرم شاستر بھی تمثیلی عبارت مین تحریر ہے اسمین زیادہ تر انجیل کے پُرانے عہد نامہ کی تعلیم شامل ہے اور اسکے علاوہ کچھہ روایات و حدیث اور بھی ہین اوسکے بموجب

ایک قسمت کی لوح ہے جسکے اوپر اللہ نے دنیا کے شروع مین تقدیر کی قلم سے لکھا تہا جسکا
حال تاہم یہودیون اور عیسائیون کو نہین معلوم تہا - منجملہ دیگر دلچسپ امور کے ذوالقرنین کا قصہ
برادران یاجوج وماجوج کی تاریخ وشیطان کی نافرمانی کی روایت قرآن شریف مین
پائے جاتے ہین - اس امر مین کہ یہ سب صاف صاف محض روایاتی تمثیلین مثل آدم
کے گناہ کی کہانی کے ہین آج کل کوئی شبہہ نہین کر سکتا ہے - خود مسلمانون کا ایک فرقہ تہا
کہ جسنے دراصل اس بات کو تسلیم کیا تہا کہ قرآن شریف کے مضمون کا مفہوم صرف تمثیلی
تعبیر کے اصول پر سمجھ مین آسکتا ہے - جیسا ای - آر - ای (جلد ۹ صفحہ ۸۸۱) مین
آیا ہے -

" اسلامی فلسفہ کا ایک بڑا سوال یہ تہا کہ وہ اپنا تعلّق قرآن اور حدیث
مین بیان کئے گئے مذہب سے صاف طور سے قائم کرے - بہت
سے مسلمان فلاسفر جنہون نے اہل یونان سے مذہبی کتابون کی
تعبیر کی تمثیلی طریقہ کو حاصل کیا تھا اور جو اس اوپر والے سوال سے
کم وبیش آگاہی رکہتے تھے اِس کوشش مین مصروف تھے کہ شرع کے
مضمون کو روحانیت کے معنی پہنا دین جن لوگون نے اِس طریقہ کا
پورا پورا استعمال کیا وہ باطنی کہلاتے تھے (باطن = اندرونی) ...
انتہائی عارف عقلی فلاسفر اور آزاد خیال (Free Thinkers [illegible])
لوگ سب اِس طور پر ایک ہی نتیجہ پر پہونچے - ایک اور مسئلہ
جو ان سب کو قبول تہا یہ تہا کہ لفظ کا خفیہ مطلب یعنی حقیقت
صرف چند ہی آدمیون کو معلوم تہا خواہ وہ الہٰی الہام (معرفت) سے
ہو یا اپنی غور سے (فلسفہ) یا آزادی خیال سے "
یہ مزید اطلاع بھی ہمکو ملتی ہے کہ ارسطو کے مسلمان پیرؤن نے اِس رائے

عام طور پر اتفاق کیا ہے۔ مثال کے طور پر ابن رشد (Averroes) کی یہ رائے تھی کہ عقل اور ایمان میں کوئی وجہ مخالفت کی نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ ایمانی مسائل دراصل فلسفہ کے اصول ہی ہیں جو تمثیلی عبارت میں بیان کئے گئے ہیں (حوالہ سابق) فی الواقع وہ وقعت جو شروع کے اسلامی رہبروں کی نگاہ میں فلسفہ کے لئے تھی اس بات کی شہادت ہے کہ اون لوگوں کو اس کا یقین تھا کہ آیات حدیث اور سائنس میں ایک واقعی اندرونی مطابقت ہے۔ اس بات کا کچھ اثر اس نتیجہ پر نہیں پڑتا ہے کہ مسلمانوں کی بدتین بعد کی صدیوں میں علم کے غارت ہونیکا باعث ہوئیں۔ خود پیغمبر صاحب نے حدیث میں عقل کی بہت تعریف کی ہے اور کہا ہے: "وہ شخص نہیں مرتا ہے جو اپنی زندگی علم کے حصول میں صرف کرتا ہے" (Encyclopaedia of Religion) حضرت علی کے بارہ میں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایسا فرمایا ہے: "فلسفہ با ایمان آدمی کی گم شدہ بھیڑ اگر تمہیں اسکو کافر سے بھی حاصل کرنا پڑے تو بھی اسکو حاصل کرو" (ای۔ آر۔ ای جلد ۹ صفحہ ۸۷۸)۔ اسی ذریعہ سے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو کے معتقد مسلمان اس بات کو مانتے تھے کہ فلسفہ حقیقت کا اعلیٰ درجہ ہے جو انسان حاصل کر سکتا ہے بعد کے غور کرنے والوں میں سے سعدی شیرازی نے علم کے اوپر زیادہ سے زیادہ زور دیا ہے جب اسنے لکھا ہے کہ بے علم نتوان خدا را شناخت (بے علم انسان خدا کو نہیں پہچان سکتا ہے)۔

پس یہ ظاہر ہے کہ قرآن شریف کی عبارت کو بھی ہمکو الفاظ کے لفظی معنوں میں نہیں پڑھنا چاہیئے اور یہ کہ اس قسم کی روایات کا شمول جیسے لوح محفوظ ممنوع پھل کا کھانا وغیرہ اسلام کے دہرم شاستر کو بھی ایک دم اوسی قسم کی تحریر ثابت کرتا ہے جیسے وید اور نئے اور پرانے عہدنامہ انجیل کے ہیں۔

اب ہم چند مذہبی افسانوں کا مطلب خود بیان کرینگے۔ سب سے پہلے ہم گنیش جی کا ذکر کرینگے جو اس امر پر اصرار کرتے ہین کہ سب دیوتاؤن سے پہلے انکی پرستش کیجائے گنیش کے اوصاف حسب ذیل ہین۔

(۱) وہ چوہے پر سوار ہوتا ہے۔

(۲) اسکے جسم مین ہاتھی کی سونڈ انسان کے دہڑ سے جڑی ہوئی ہے۔

(۳) وہ دیوتاؤن مین سب سے چھوٹا ہے۔

(۴) مگر اور سب دیوتاؤن سے زیادہ کھوٹا ہے بالخصوص اسوقت جبکہ کسی کام کے شروع مین اسکا آدر نہ کیا جائے۔

(۵) اوسکی خوراک لڈو ہے۔ اور

(۶) اوسکا نام ایکدنت ہے کیونکہ اُسکی سونڈ مین بجائے دو دانتون کے ایک ہی دانت ہے۔

اس بالک دیوتا کا پتہ آج تک کسی محقق کو نہین لگا کیونکہ وہ سب دنیاوی چیزون مین ہی اوسکو ڈہونڈتے رہے اصلی بھید اوسکا اس زمانہ مین پہلے پہل کی اوف نولیج (The Key of Knowledge) مین دیا گیا تہا گنیش سے مراد عقل یا سمجھ سے ہے جیساکہ آپ ذیل کی مطابقت سے خود دیکھ سکتے ہین

(۱) چوہا جو چیزون کے کاٹ ڈالنے کی وجہ سے بہت زیادہ مشہور ہے علم تجزیہ (analysis) کی علامت ہے۔

(۲) گنیش جسکا جسم انسان کے دہڑ اور ہاتھی کی سونڈ سے جڑکر بنا ہے خود علم مرکبات ([illegible]) کی مورتی ہے۔

(۳) عقل دیوتاؤن (الٰہی اوصاف) مین سب سے کم عمر (بچہ) ہے کیونکہ وہ اداگون کے چکر مین ازل سے گھومنے والی روح کو جب وہ نجات پانیکے قریب ہوتی ہے

تب ہی حاصل ہوتی ہے۔

(۴) باوجود اسکے کہ عقل دیوتاؤن مین سب سے چھوٹی ہے وہ اس امر پر اصرار کرتی ہے کہ کسی کام کے شروع مین سب سے پہلے اسکی آدبھگت کیجائے۔ کیونکہ سوچ سمجھ کر کام نہ کرنے سے تباہی و بربادی لازمی ہین۔

(۵) لڈو سے مراد عقل کے پھل سے ہے کیونکہ عقلمند لوگ قدرتی طور سے آنند (خوشی) کی شیرینی کا حظ اٹھاتے ہین۔ اور

(۶) ایکدنت کا اشارہ آدویت مت کے اصول "ایکو برہم دوتیا ناستی" کیطرف ہے (برہم ایک ہے اور اسکے سوا دوسرا کوئی نہین ہے) جو بموجب آدویت فلسفہ کے عقل کا انتہائی نتیجہ ہے۔

یہ دلفریب مورتی گنیش جی کی ہے۔ یہ دلکش اور نیز سمجھ کے پڑھانیوالی ہی جیساکہ اس ملاقات کے کارڈ (Visiting Card) سے جو کٹے ہوئے مفقود دانت مین چھپا ہوا ہے ظاہر ہے اس اعلیٰ روپک ([illegible] تشبیہی استعارہ) کا مصنف ایک آدویت وادی تھا جسکی علمی واقفیت اتنی ہی ٹھیک پائی جاتی ہے جتنی وہ تعجب خیز ہے۔ پس گنیش جس سے ہم ابھی ملاقی ہوئے ہین کسی وحشی دماغ کی جو ہوا بادل یا بارش کو دیوی دیوتا ماننے پر تلا ہوا ہو گھڑنت نہین ہے بلکہ نجات کے حصول کے سب سے ضروری ذریعہ کی شاعرانہ خلقت یا مورتی ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ علم کے بغیر نجات نہین ملسکتی ہے جیساکہ وید مین آیا ہے "رتے گیانن نہ مکتی" (بغیر گیان کے مکتی نہین ہوسکتی ہے)۔

گیان کے دیو کو نمسکار کرنیکے بعد اب ہم ویدک دہرم کے دیوتاؤن کی اصلیت کی تفتیش مین مصروف ہونگے۔ جیساکہ ویدون کا نہایت مشہور و معروف تشریح کرنیوالا ساین کہتا ہے ویدک دیوتاؤن مین تین سب سے بڑے ہین اور

وہ تینون در اصل ایک ہی مین سما جاتے ہین - وہ تین سورج - اندر اور اگنی ہین جنکے بارہ مین حال کے زمانہ مین لوگون نے سخت غلطیان کی ہین - انکی ماہیت کے سمجھنے کے لئے ہمکو مذہبی سائنس کے وہ نتائج جو ہم ایک ماقبل کے لکچر مین نکال چکے ہین یاد رکھنے چاہئین - انکا خلاصہ مین بیان ایکدفعہ اور کہونگا تاکہ حوالہ دینے مین سہولیت ہو وہ اسطور پر ہے -

(۱) روح ایک جوہر (دربیہ) ہے جو ہمہ دانی کی قابلیت رکھتی ہے یعنے جو ہمہ دان ہوتی اگر وہ اس خارج ہونے والی ناپاکی سے جو اسکے ساتھ لگی ہوئی ہے پاک ہوتی -

(۲) ناپاک روح نت اندریون کے ذریعہ باہر کی دنیا سے بیوپار مین مصروف ہے اور آیوا گون مین مبتلا ہے -

(۳) تپشیا اور نفس کشی پرماتماپن اور پورنتا (کمال) کے حاصل کرنے کے ذرائع ہین دوسرے الفاظ مین ہر روح مین پرماتما ہو جانیکی قابلیت موجود ہے - تاہم وہ جب تک مادہ سے لپٹی ہوئی ہے اسوقت تک وہ سنساری جیو یا جیوآتما (ناپاک روح) ہی ہے اور مادہ سے چھٹکارا تپشیا سے مل سکتا ہے - پس تین باتین جو ہر متلاشی نجات کو جاننی ضروری ہین یہ ہین -

(۱) جیودربیہ (جوہر روح) کی ماہیت -

(۲) جیوآتما (ناپاک روح) کی حالت - اور

(۳) ناپاکی کے دور کرنے کی تدبیر -

(वेदमय) یہی تین باتین اب مین آپ کو بتاتا ہون وہ امور ہین جو ہندو دیوالی مین تین بڑے دیوتاؤن سورج، اندر اور اگنی کے سروپ مین ظاہر کئے گئے ہین -

(۱) سورج ہمہ دانی کی علامت ہے کیونکہ جسطرح آفتاب کے آسمان مین نمودار ہونے سے سب چیزین دکھائی پڑتی ہین اسی طرح جب ہمہ دانی کی صفت روح مین نمایان ہو جاتی ہے تو اوسکو تمام چیزون کا گیان ہو جاتا ہے -

(۲) اِندر سے مراد ناپاک یعنے سنساری جیو سے ہے جو اِندریون (حواس خمسہ) کے ذریعہ سے دنیا کے بیوپار مین مصروف ہوتا ہے۔
(۳) اُسکی بیشانی عورت ہے جو نجات کا باعث ہے۔
تفصیل کے ساتھہ اندر نے
(۱) اپنے گرو کی استری کے ساتھہ زنا کیا۔
(۲) جسکی علت مین اسکے جسم مین پھوڑے پھنسیان پھوٹ نکلین۔
(۳) یہ پھوڑے پھنسیان برہماجی کی مہربانی سے آنکھین بن گئین۔
(۴) علاوہ اسکے اِندر اپنے باپ کا باپ بھی ہے۔
اِن امور کی مطابقت حسب ذیل ہے۔
(۱) الف۔ زنا سے مراد نور روح کا مادہ مین گھسنا ہے جو ایک ممنوع فعل ہے کیونکہ نجات کے معنی ہی مادہ کی بغلگیری سے علیحدگی کے ہین۔
ب۔ حیات اور عقل روح کی دو صورتین ہین جن مین سے حیات برابر قائم رہتی ہے مگر عقل وقتاً فوقتاً نمایان اور غائب ہو جاتی ہے جیسے خواب مین اس کا غائب ہو جانا۔
ج۔ حیات کی تعلیم کا ذریعہ عقل ہے چونکہ باہری کتب یا اوستاد تو حصول علم مین محض سہکاری کارن (مددگار اسباب) ہی ہوتے ہین۔
د۔ عقل معمولاً مادہ سے تعلق رکھتی ہے اور شاذ و نادر ہی حیات کیطرف متوجہ ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر یوروپین عالمون کو دیکھئے کہ جن کی عقل کو ابھی تک روح کا پتہ نہین ملا ہے۔
اسلیے نور کے مادہ مین داخل ہونے کے خیال کی شاعرانہ عبارت مین ایک ممنوع فعل یعنے زناکاری سے اسکے ساتھہ جو حیات کے اوستاد عقل سے مخصوص تعلق رکھتی ہے (یعنے حیات کی اپنے گرو کی عورت سے زنا کرنے سے) تشبیہہ دیجا سکتی ہے۔ پس جیوا[illegible]

مادہ کے اختلاط کو ہم یون کہہ سکتے ہین کہ گو یا اندر دیوتا نے اپنے گرو کی استری سے زنا کیا۔

(۲) پہوڑے پہنسیان اگیانی جیو ہین جو روح اور مادہ کے اختلاط کے باعث اپنے اصلی سروپ سے ناواقف ہین۔ وہ ابتدا اندھے ہین۔

(۳) جب انکو برہم گیان یعنے اس امر کا گیان کہ آتما ہی برہم ہے ہو جاتا ہے تو گو یا انکی آنکہین کہل جاتی ہین — اسی امر کو پرار تہنا پر برہماجی کی مہربان ہو کر پہوڑے پہنسیون کو آنکہون مین مبدل کر دینے سے تشبیہہ دی گئی ہے۔

(۴) اندر اپنے باپ کے باپ ہین کیونکہ۔

(الف) لفظ باپ کا مفہوم تشبیہہ کی زبان مین اُپادان کارن ہے۔ اور

(ب) کیونکہ شُدھ (خالص یا پاک) جیو کا اوپادان کارن اشُدھ (ناپاک) جیو ہے جبکہ اشُدھ (ناپاک) جیو خود مادہ اور نور روح سے بنا ہے۔

اسلئے ایک دوسرے کا باپ (اوپادان کارن یعنی مادّی سبب) ہے۔

یہ مختصر طور سے اندر اور اسکی اپنی گرو کی عورت سے قابل ملامت آشنائی کی روایت ہے ہمارے پاس زیادہ تفصیل مین جانیکے لیئے وقت نہین ہے لیکن یہ بیان کیا جاسکتا ہے کہ اِس دیوتا کا دشمن تاریکی کا دیو ہے جس سے مفہوم اگیانتا سے ہے۔ اور بارش جو اِندر کے نام سے وابستہ ہے شانتی کی تسکین بخشنے والی بارش ہے جو جذبات اور کفر کی سخت تپش کے رفع ہو جانے پر ہوتی ہے۔ اِن بڑے دیوتاؤن کی تثلیث کا تیسرا ممبر اگنی ہے جو تپسیا کی تصویر ہے جیساکہ ہم پہلے کہہ چکے ہین۔ ہم دیکھہ چکے ہین کہ اِس دیوتا کو آگ یا روئی بنانیکی دو یا کار و پک ماننا کتنا لغو اور غیر متعلق ہے۔ لیکن تپ کا تعلق خود عیان ہے۔ لفظ اگنی ہی اپنے مفہوم مین تپسیا کے اظہار کے لئے نہایت موزون ہے کیونکہ تپسیا کے معنی دراصل ویراگ کی اگنی سے روح کو پاک

کرنے کے ہین۔ عیسائیون کی انجیل مقدس مین کہے ہوئے آگ کے بپتسمہ کا بہی یہی مطلب ہے۔ اگنی کی خاص علامات مفصلۂ ذیل ہین۔

(۱) اوسکے تین پاؤن۔

(۲) سات ہاتہہ۔

(۳) اور سات زبانین ہین۔

(۴) وہ دیوتاؤن کا پروہت ہے جو اوسکے بلانے سے آتے ہین۔

(۵) وہ بہکش اور ابہکش یعنے پاک اور ناپاک دونون کو کہا جاتا ہے اور۔

(۶) وہ دیوتاؤن کو طاقت بخشتا ہے یعنے جسقدر زیادہ بلدان (قربانی) اگنی کے اوپر چڑہایا جاوے اوتنی ہی دیوتاؤن کی طاقت بڑہتی ہے۔

ان نہایت خوبصورت خیالات کی تشریح اسطور پر ہے۔

(۱) تپ تین قسم کے ضبط سے ہوتا ہے یعنے تپشیا

(الف) من۔

(ب) جسم۔ اور

(ج) بچن۔

کو قابو مین لانے کا نام ہے۔ اگر ان مین سے صرف دوہی چیزون پر قابو ہوا تو تپ ادہورہ رہے گا اور کوئی چوتہی چیز قابو مین لانے کے لئے نہین ہے۔ اب چونکہ تپشیا ان تین قسم کے ضبطون پر قایم ہے اسلئے اوس کے تین پاؤن کہے گئے ہین

(۲) سات ہاتہون سے مراد سات قسم کی ردِّہیون سے ہے جو تپسیون کو حاصل ہوجاتی ہین۔ کمر کی ناڑی مین سات قسم کے جوگ کے چکر ہین جن مین سے ہر ایک مین ایک قسم کی رِدّہی (قوت) خفتہ ہے۔ تپشیا کرنے سے یہ قوتین بیدار ہوجاتی ہین چونکہ قوت کا استعمال عموماً ہاتہہ کے ذریعہ ہوتا ہے اسلئے ان سات قوتون کو اگنی کے

سات ہاتھہ مانا ہے -
(۳) سات زبانین اگنی کی پانچ حواس ہین - اور بدہی (عقل) ہین جو تپ کی اگنی
مین سواہا کئے جاتے ہین یعنے جلا دیئے جاتے ہین -
(۴) چونکہ تپشیا کرنے سے آتما کے الہی اوصاف ظہور مین آتے ہین اسلیئے اگنی کو
دیوتاؤن (= خدا ی یعنے الہی اوصاف) کا پروہت کہا گیا ہو جو اُسکے بلانے سے آتے ہین -
(۵) پن اور پاپ دونون بندہن یعنی آواگون کے کارن ہین جن مین سے پن سے خوشگوار
اور پاپ سے ناگوار جونین ملتی ہین - ان دونون کو موکش کے متلاشی کو چھوڑنا پڑتا ہے اسلیئے
اگنی کو پاک (پن) اور ناپاک (پاپ) دونون کا بھکشن کرنے والا کہا ہے -
(۶) اگنی کی خوراک خواہشات یعنی طبیعت کا مارنا ہے کیونکہ تپشیا سے مطلب ہی
ترک خواہشات سے ہے - خواہشات کے ناش کرنے سے آتما کے الہی اوصاف اور
خاصیتین ظاہر اور مضبوط ہوتی ہین - تشبیہہ کی زبان مین ان الہی اوصاف کو دیوتا کہتے ہین
اسلیئے اگنی پر بلدان (قربانی) چڑہانے سے دیوتاؤن کی طاقت بڑہتی ہے -
اگنی کا ایسا سروپ ہے جسکی آپ جانتے ہین کہ صرف ہندو ہی نہین بلکہ پارسی لوگ
بہی پرستش کرتے ہین انجام مین ویدک دیوتاؤن کی ترتیب مین مفصلہ ذیل امور
پائے جاتے ہین -
(۱) ہر متنفس روح اپنی ذات مین ایک خدا ہے یعنی جیو آتما ہی پرماتما ہے -
(۲) خالص روح پورن (مکمل) پرماتما ہے اور ہمہ دانی سے جو پرماتما کی صفت ہے
متصف ہے -
(۳) روح کا پرماتماپن اوسکے مادہ سے مخلوط ہونے کے باعث دبا ہوا ہے - اور
(۴) تپشیا وہ مارگ ہے جو پورنتا اور پرماتماپن کو پہونچاتا ہے -
پس ہم دیکھتے ہین کہ ویدون کے دیبی دیوتاؤن کے افسانون مین زندگی کے بعض

اہم اہم مسئلون کو شاعرانہ تشبیہ کی پوشاک پہنا کر پیش کیا گیا ہے - گو کہ یہ مضمون نہایت دلچسپ ہے لیکن مین اب اسپر زیادہ توقف نہین کر سکتا ہون - آپ اسکا تذکرہ میر ی تصنیف کردہ Practical Path مین زیادہ تفصیل کے ساتھ پائینگے Encyclopedia of Knowledge مین بھی جس مین مختلف قومون کے دیبی دیوتاؤنکے رموز کی تفتیش بغیر کسی قسم کی طرفداری کے کی گئی ہے - اس سلسلہ مین ایک اور کتاب جسکا مین حوالہ دینا چاہتا ہون گا وہ دی پریزنٹ ہسٹری اوف بھارت ورش ہے جسکا اس لکچر مین پہلے ہی کئی بار تذکرہ آچکا ہے - اس مین سیکڑون دیبی دیوتاؤن کے اصلی مفہوم کو شاسترون کا حوالہ دے دیکر ثابت کیا ہے گو کہ اونکے تشبیہی اوصاف کی مطابقت دریافت کرنیکی کوشش نہین کی گئی ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین ہندون کو اس قسم کے روپک النکارون کا خبط ہوگیا تہا اور وہ اپنے من کی خیالی مخلوق کو تشبیہی پوشاک اور زیور سے آراستہ کرنے مین دل وجان سے مشغول ہوگئے تھے - ایک لفظ بھی انکی مقدس تحریرون کا اسلئے تاریخی طور پر ٹہیک نہین ہے اور نہ مہابہارت اور رامائن کی نظمین ہی تاریخی افسانے ہین - اونکے زمانہ اور مقامات کے حوالہ سائنس کی نگاہ مین اوتنے ہی مصنوعی ہین جتنے کہ وہ اشخاص جو اون اوقات اور مقامات سے تعلق رکہتے ہین وسشٹ رشی انسان نہین ہین بلکہ شُرتی یعنی الہام کی علامت ہے جبکہ وشوامتر منس (عقلی غور وفکر) ہے - اونکے باہمی جہگڑون سے مراد الہام اور عقل کے تنازعہ سے ہے جو خفیہ رموز والے مذاہب مین بسا اوقات پایا جاتا ہے لیکن شُرتی انجام مین عقل پر غالب آتی ہے اور اسی لئیے ہم وسشٹ کو اپنے مخالف دشوامتر پر غالب پاتے ہین - چودہ لوک (طبقہ) روحانی ترقی کی چودہ منزلین ہین - دنیا کی اوہتپتی سے مراد من مین روحانی خیالات کے آباد کرنے سے ہے تحفظ سے مراد روحانی زندگی کی ترقی سے ہے اور ناش بُری خصلتون اور عادات کا ہے

اسطرح پر سرشٹی کا رچنے والا برہما روحانی بدہی ہے جو من کی تاریکی کو دور کرتا ہے
اور اوس مین پاک خیالات پیدا کرتا ہے - وشنو جو حفاظت کرنے والا ہے دہرم ہے جس سے
روحانیت کی ترقی ہوتی ہے - وہ برہما کی سرشٹی کی حفاظت کرتا ہے مگر کسی اور چیز کی
نہین - آخیر مین شیو یا مہیش سے مراد ویراگ سے ہے جو کرم اور بدی کا ناش کرنیوالا ہے
دوسرے طریقہ پر رشبھہ دہرم ہے - بہرت رشبھہ کا لڑکا بھگتی اور بیل دہرم کا چہنہ
یا علامت ہے - جمبو دیپ فانی انسان کے لئے بھگتی کی اقلیم ہے اور بہارت ورش
بھگتی کے طریقہ و معنی ہین - کورو چھیتر دونون بھون کے درمیان کا چکر ہے - پریاگ سے
مراد ہردی کمل (دل کے چکر) سے ہے متھرا ہزار پنکھڑی والا سہس رار ہے جو
کھوپری مین ہے اور گوبردہن من کو کہتے ہین - ہردوار شانتی کا مقام ہے - گنگا
جمنا اور سرستی - ایڑا - پنگلا اور سشمنا ناڑیان ہین اور جگ تپشیا کے درجہ ہین
جب کہ انسانی جسم ایک سال یا برس کے برابر ہے - اوتار سے مراد دہرم کے
مارگ کے مرحلون سے ہے جو کمال کی منزل مقصود تک پہونچاتے ہین -

مین خیال کرتا ہون کہ آپ کو ہندون کے دیوی دیوتاؤن کے افسانون کی
ماہیت کا گیان کرانے کے لئے اتنا ہی کہنا کافی ہوگا - اب مین "Fall"
(روحانی زوال) کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرونگا جو یہودیون اور عیسائیون
کے مذاہب کا ایک بہت ضروری رکن ہے -

سب سے پہلے آپ کو اپنے من مین سے یہ خیال نکالڈالنا چاہیئے کہ اس دنیا مین
یا آسمان پر کوئی ایسا مقام تہا جو عدن کہلاتا تہا جہان پر کہ ایک پرماتمانے کسی
وقت پر خوبصورت درختون کا کوئی باغ لگایا ہو - سینٹ اوریجن (Origen)
صاحب کی تحریر کے حوالہ سے دیکھہ لیا ہے کہ ایسا خیال کسقدر لغو ہے -
اور اگر آپ ان دو مشہور و معروف درختون کی طرف غور کرینگے جو زندگی اور

نیکی وبدی کے علم کے پیڑ کہے جاتے ہین تو باغ عدن کو ایک اصلی باغ ماننے کی لغویت اور بھی زیادہ بیہودہ ثابت ہوگی۔ پہر نیکی وبدی کا علم انسان کے لئے ممنوع کیون ہو۔ ؟ اور پہر صرف اسکے پہل کے ایک ٹکڑے کے کہانے کی سزا اسقدر سخت کہ اُسپر لعنت کیجاوے اُسکو باغ سے نکالدیا جاوے اور موت اس پر جاری بنادیجاوے اور اسکے لڑکے پوتے اور انکی اولاد ہمیشہ کے لئے آخری آدم تک پریشان اور سرگردان ہون۔ اور اگر سزا ہی دینا منظور تہا (اور ایک ہمہ دان خدا کو تو شروع ہی مین معلوم ہوگا کہ آدم نافرمانی کریگا) تو پہر بیہوداہ بار بار پیغمبرون کو انسانون کی رہبری کے لئے کیون بہیجتا ہے۔ کیا وہ ایک لفظ سے انکو پاک نہین بنا سکتا تہا جیسا کہ اسنے انکو لعنتی بنایا تہا ایسا کرنے سے اسکو افسوس کرنا اور پچہتانا بہی نہ پڑتا۔

اگر آپ ان سوالات پر اور ایسے ہی اور سوالات پر جو اس روایت کی لفظی تعبیرین پیدا ہوتے ہین غور کرین گے تو آپ اوریجن (Origen) سے اس امر پر اتفاق کرین گے کہ یہ تاریخی واقعات کے طور پر نہین سمجھی جاسکتی ہے۔ ویدک دیوتاؤن کے مطلب کیطرح اسکا مطلب بہی پوشیدہ ہے۔ مین اب آپ کے سامنے اس افسانہ کے اصلی راز کو پیش کرتا ہون۔

(۱) باغ عدن روح کے اوصاف کی تشبیہہ ہے یعنے اس مین روح کو باغ اور اُسکے اوصاف کو درختون سے مشابہت دی گئی ہے۔

(۲) ان مین زیست اور امتیاز نیک وبد دو بڑے اوصاف ہین۔ لہذا زندگی اور نیکی وبدی کے امتیاز کے درخت باغ کے بیچ مین پائے جاتے ہین۔

(۳) آدم سے مراد اس متنفس روح سے ہے جس نے انسانی جون پائی ہے۔ یعنے جسنے انسانی جامہ پایا ہے۔

(۴) حوا سے مراد عقل سے ہے جو آدم کے سوتے وقت اوسکی پسلی مین سے بنائی گئی ہے

جو ایک نہایت مناسب تشبیہ ہے کیونکہ بالآخر عقل تو روح ہی کی ایک شکل ہے جو نیند مین غائب ہو جاتی ہے اور سو اٹھنے پر ظاہر ہوتی ہے۔

(۵) سب جانداروں مین انسان ہی موکش پا سکتا ہے اور اس لئے وہ ہی دہرم کی تعلیم کا مستحق ہے جانور اپنی عقل کی کمی اور دیگر جسم دمن کے فرائض کی کوتاہیوں کی وجہ سے موکش نہین پا سکتے ہین سورگ اور نرک کے باشندے بھی اسوجہ سے کہ وہ تپسیا نہین کر سکتے ہین موکش نہین پا سکتے ہین۔ اسلئے خاصکر انسان ہی دہرم کی تعلیم کا مستحق گنا گیا ہے۔

(۶) زندگی کے درخت سے مراد زندگی سے ہے اور نیکی اور بدی کے امتیاز کے درخت سے مراد چیزون کی قیمت کا یعنے انکے ہمارے محظوظ کرنیکی قابلیت کا تخمینہ کرنے سے ہے۔

(۷) نیکی اور بدی کے امتیاز کا پہل (نتیجہ) راگ (اُنس یا محبت) اور دویش (نفرت) ہین کیونکہ انسان اس چیز کے حاصل کرنے اور تحفظ کی کوشش کرتا ہے جسکو وہ عمدہ سمجھتا ہے اور اسکو غارت کرنا چاہتا ہے جسکو وہ برا خیال کرتا ہے۔ اب اگر آپ نیکی اور بدی کی ماہیت پر غور کرینگے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ دراصل کوئی قدرتی شئے نہین ہین اور نہ ہمیشہ ایک صورت مین قیام پذیر ہی ہو سکتی ہین۔ وہ تو صرف نسبتی الفاظ ہین۔ پہلے کہی ہوئی بڈھے مالدار کے فرزند کی مثال مین اس کا بڈھا باپ اسکے پیدا ہونیکی خوشی مناتا ہے لیکن وہ قریبی وارث جو اُسکے باپ کے لاولد مرنیکا منتظر بیٹھا تھا غم اور ماتم مین ڈوب جاتا ہے۔ گو وہ بچہ جسکے باعث ایک شخص کو خوشی اور دوسری کو رنج ہوتا ہے اپنی ذات مین صرف ایک واقعہ ہے وہ اپنے والدین کے لیے بہبودی کی علامت اور مبارک ہے اور اس لئے نیک ہے۔ لیکن اُن کے لئے جو اس بڈھے دولتمند کے مرنے پر اسکی دولت پانے کے مشتاق بیٹھے تھے مایوسی اور مصیبتون کا باعث ہے۔ ایک کے سینہ مین وہ محبت اور الفت کے جذبون کو پیدا کرتا ہے یعنے راگ کو اور دوسرے کے دل مین نفرت اور غصہ یعنے دویش کو۔ اس طرح پر راگ (محبت) اور دویش (نفرت) نیکی اور بدی کے امتیاز کے درخت کے پہل ہین۔

(۸) محبت و نفرت (راگ دو-یش) خواہش کی دو عام قسمیں ہیں (اچھی شئے کے اپنانے کی خواہش = راگ اور بری شے کے غارت کرنیکی خواہش = دویش) اور خواہش کرم بندھن اور آواگون کا کارن ہے جیسا کہ پہلے ایک لکچر میں دکہایا گیا ہے - لہذا نیکی و بدی کے امتیاز کا پہل کہانا منع ہے -

(۹) روح اسوجہ سے کہ وہ غیر مرکب جوہر ہے لافانی ہے لیکن اسکے مجسم ہونیکی وجہ سے زندگی اور موت اسکے ساتھہ لگے ہوئے ہیں اسی وجہ سے انجیل میں آیا ہے - (دیکھو پیدائش کی کتاب باب ۲- آیت ۱۰) کہ

"جس روز تو اسکا پہل کہائیگا تو یقیناً مر جاویگا"

یہ یاد رکہنا چاہیئے کہ آدم اسی دن نہیں مر گیا جسدن اسنے نیکی و بدی کے امتیاز کے درخت کا پہل کہایا بلکہ اسکے بعد بہت برسوں تک زندہ رہا اور ۹۳۰ سال کی عمر میں مرا (کتاب پیدائش باب ۵- آیت ۵) پس پیدائش کی کتاب کے دوسرے باب کی سترہوین آیت کی اصلی تعبیر یہی ہو سکتی ہے کہ ممنوع پہل سے موت انسان پر حاوی ہو جاتی ہے -

(۱۰) سانپ سے مراد جسکے ذریعہ سے بدی کی ترغیب ہوئی خواہش سے ہے جو روح کو دہرم سے ہٹا کر ممنوع کاموں کی طرف کہینچ لیتی ہے -

(۱۱) دنیاوی لذات کے نیک و بد کا امتیاز میں پڑا ہوا متنفس روح سے بے خبر ہوتا ہے یعنے اس امر سے ناواقف ہوتا ہے کہ روح خود پرماتما ہے اور وہ بیرونی دیوتاؤں سے خوف کہاکر جیتا پہرتا ہے -

(۱۲) آدم گناہ کا الزام اپنی سمجھہ (حوّا) پر ڈالتا ہے اور حوّا (سمجھہ یا عقل) بیان کرتی ہے کہ وہ خواہشات (سانپ) کے بہکانے سے گمراہ اور مغلوب ہو گئی - یہ باتیں جان ([illegible]) عقل اور خواہش کی اندرونی ماہیت سے بالکل مطابقت رکہتی ہیں کیونکہ جان کا رہبر (معلّم) عقل ہے اور عقل خواہشات کے قابو میں ہے - چنانچہ اس امر کے طے کرنیکا حق کہ عقل کس بات کے بارہ مین

پورنتا کے آدرش ([illegible] = نمونہ) سے ہے پرا جیہ
جنم جی کا سرپ جگ بہی خواہشات کے غارت کرنیکی ایک اور عمدہ
تشبیہہ ہے - (دیکھو کے - این آئر صاحب کی مہابہارت صفحہ ۱۹۱ [illegible]
انجیل کی پیدایش کی کتاب کے بموجب سانپ کو یہی سراپ ملا ہے کہ وہ
اپنے پیٹ کے بل چلیگا (دیکھو باب ۳ - آیت ۱۴) - اسکی وجہ یہ ہے کہ شہوت
پرست متنفس کے لئے روحانی ترقی کا خیال ناممکن ہے کیونکہ اوسکو [illegible]
بہوگون (حواس خمسہ کی لذات) سے ایک لمحہ بہی اپنی طرف توجہ کرنے کی
فرصت نہین ملتی ہے -

(ب) حوا کا سراپ بہی عقل کی ماہیت سے پوری مطابقت رکہتا ہے اوسکی پریشانی
اور جننے کی طاقت بڑہا دی گئی ہین - جانور کو گذشتہ کا افسوس اور آئیندہ کا خوف
نہین ہے لیکن انسان کو جو صاحب عقل ہے دونون باتین پریشان کرتی ہین عقل کے
جننے کی طاقت کے بہت زیادہ بڑہائے جانیکا اشارہ عاقلون کی طرح طرح کی بیشمار من گہڑت
رایون کی طرف ہے جو وہ دنیا کی ابتدا وغیرہ کے بارہ مین لگا یا کرتے ہین "پریشانی مین
تو بچے جنیگی اور تیری خواہش تیرے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجہہ پر حکومت کریگا"
—— (دیکھو پیدائش کی کتاب باب ۳ - آیت ۱۶) عقل جان ([illegible])
کے تابع ہے جو تشبیہہ کی زبان مین اوسکا شوہر ہے اوسکے بچے وہ مختلف رائے
و فلسفانہ قیاسات ہین جو بڑی جہان بین کی مصیبت اور پریشانی کے بعد قائم ہوتے ہین
اور اوسکی ہستی کی وجہ بہی محض اوسکے شوہر یعنے جان ([illegible]) کی بیہودگی ہے

(ج) آدم کے سراپ مین بہی سنساری جیو کی حالت کا لحاظ ہے -
(i) "زمین تیرے سبب سے لعنتی ہے -
(ii) "تکلیف کے ساتہہ تو اپنی عمر بہر اوس سے کہائیگا -

(iii) "کانٹے اور اونٹ کٹارے وہ تیرے لئے اُگائیگی اور تو کہیت کی گہاس کہائیگا۔
(iiii) "اپنے چہرہ سے ٹپکتے ہوے پسینہ کے ساتہہ تو روٹی کہائیگا جب تک کہ تو زمین مین نہ ملجاے کیونکہ تو اوس سے نکالا گیا تہا اور اسلئے کہ تو خاک ہے اور پہر خاک مین جائیگا"
———(دیکہو پیدائش کی کتاب باب ۳ - آیات ۱۷ لغایت ۱۹)

ان اصطلاحات کا مطلب یہ کہ آفات - قحط لڑائیان اور مصیبتین جو دنیا مین لوگون پر آتی ہین وہ انسانون کی شہوتون - برائیون بدمعاشیون اور جعلسازیون کا نتیجہ ہین اور یہ کہ باوجود ہماری تمام کوششون کے کہ دنیا اور قوانین قدرت کو اپنا مطیع بنادین لالچی اور شہوت پرست آدمی کو سوائے کانٹون اور چبہنے والی چیزون کے اور کچہہ دستیاب نہین ہو سکتا ہے اور نیز یہ کہ ایک روح سے انکار کرنیوالے مادی فلسفہ مین دل کو تسکین بخشنے کی قوت نہین ہے جو صرف روحانی گیان سے آتی ہے -

آدم کے خاکی پن کا احوال یہ ہے کہ شخصیت تین قسم کی ہوتی ہین -
(i) باہر آتما (جسمانی شخصیت) -
(ii) انتر آتما (روح) - اور
(iii) پرم آتما (خدا)

بے وقوف آدمی اپنے تئین صرف جسمانی شخصیت ہی سمجہتا ہے جو مادہ سے مل کر بنا ہے اور فانی ہے - سمجہدار آدمی اپنے تئین روح جانتا ہے جو غیر فانی ہے اور جو شدھ (پاک) ہونے پر پرم آتما (خدا) ہو جاتی ہے - ان مین سے پہلی قسم کی شخصیت کا خیال یعنی گنہگار دنیا دار کی باہر آتما وہ شخصیت ہے جسکا اظہار انجیل مقدس کے سراپے مین ہے -

(۱۴) گناہ کے بعد ہابیل اور قائن آدم کے پیدا ہوتے ہین جن مین سے ہابیل بہیڑ و نکا چرواہا اور قائن زمین کا جوتنے والا ہے - یہ دونون اپنے اپنے پیشون کا ہدیہ خدا کے

سامنے لاتے ہین لیکن ہابیل کا ہدیہ قبول ہوتا ہے اور قائن کا نہین - قائن اسپر ہابیل کو
ارڈالتا ہے جسکے باعث خدا اسکو سراپ دیتا ہے - سیت (جسکے لفظی معنے تعینات
کیا گیا ہین) آدم کا تیسرا لڑکا ہے اور سیت کا لڑکا انوس ہے جس کے زمانہ مین انسان
" اپنے کو خدا کے نام سے پکارنے لگے " (دیکھو پیدائیش کی کتاب باب ۴ - آیت ۲۶
کے متعلق حاشیہ کی تشریح)

(۱۵) یہان پر ہابیل اعتقاد ہے جو زندگی کی طرف متوجہ ہے مگر قاین عقل ہے جو
مادّہ سے منسوب ہے اسوجہ سے ہابیل بھیڑون کا محافظ ہے جو زندگی کی علامت ہین
اور قائن زمین (= مادّہ) کا جوتنے والا ہے - ان ہیا ہیونکی قربانی یا ہدیہ سے مطلب
اونکے فرائض کا نتیجہ ہے - ہابیل کا ہدیہ زندگی کے محکمہ کے اعلیٰ ترین تحائف مثلاً بڑے
کے اوصاف (اوتّم مارڈو = اعلیٰ درجہ کی حلیمی) وغیرہ ہین اور قاین کا مادی سائنس
کی عمدہ ترین ایجادین (برقی روشنی - ہوائی جہاز وغیرہ وغیرہ) ہین ہابیل کی کارگزاری
خدا کو جو الٰہی کمال اور آنند کا آدرش (نمونہ ہے) ہے قدرتاً قبول ہوتی ہے
کیونکہ اوتّم ماردو (اعلیٰ درجہ کی حلیمی) وغیرہ واقعی مین نجات کے ذریعے ہین لیکن
عقل اور اعتقاد قدرتاً ایک دوسرے کے مخالف ہین کیونکہ ایک نکتہ چین ہے اور
دوسرا اندھے پن کی اطاعت کا خواستگار اسلیئے ہابیل قاین کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے -

(۱۶) قاین کا سراپ بھی عقل سے نسبت رکھتا ہے - کی اوف نولیج -
کے چوتھے باب مین اوسکی تشریح کی گئی ہے - یہان ہمارے پاس اوسکے بیان کرنے
کے لیئے وقت نہین ہے - لیکن سیت جسکا مطلب تعینات کئے گئے سے ہے وہ سچا
گیان ہے جو مقتول ہابیل (بلا دلیل کے اعتقاد) کی جگہ لیتا ہے - اور اس سچے
گیان کا فرزند انوس ہے جو اپنے آپ کو خدا کر کے پکارتا ہے یعنے جو اپنے کو خدا
جانتا ہے -

پانچوان لکچر

دیوی دیوتاؤن والے مذاہب

(ب)

نئے عہد نامہ انجیل پر جو پرانے عہد نامہ کا تکملہ کہا جاتا ہے غور کرنے سے انجیلون کی سب سے زیادہ توجہ کے قابل بات انکی تمثیلی تعلیم پائی جاتی ہے - جس معرفت کی کنجی کے کہو جانے پر حضرت عیسیٰ نے بنی اسرائیل کے عالمون کو سرزنش کی ہتی اسی کنجی کی مسیحائی کلام کے پوشیدہ معنی سمجھنے کے لئے ہی ضرورت ہے - بلاشبہ کہین کہین بیش بہا قیمتی جواہرات ہی سطح پر پڑے نظر آتے ہین - لیکن ٹہیک اسوجہ سے کہ وہ یون کہلے پڑے ہین اور کسی زیور مین مرصع نہین ہین وہ ہر قسم کے سامان مین بہائے اور جڑے جا سکتے ہین - نئے عہد نامہ پر غور کرنے سے اس مین دی ہوئی مسیحائی تعلیم کے مسائل حسب ذیل پائے جاتے ہین -

۱ - روح کا پرماتما ین وا اسکی کمالیت -

۱ - "جبکہ اسنے انہین خدا کہا" (یوحنا کی انجیل باب ۱ - آیت ۳۵)

۲ - "تم دنیا کے نور ہو - جو شہر پہاڑ پر بسا ہوا ہے وہ چہپ نہین سکتا ہے" (متی کی انجیل باب ۵ - آیت ۱۴) -

۳ - "تم زمین کے نمک ہو" (متی کی انجیل باب ۵ - آیت ۱۳) -

۴ - "عزیزو ہم اسوقت خدا کے فرزند ہین اور ابہی تک یہ ظاہر نہین ہوا کہ ہم کیا کچہہ ہونگے - ہم اتنا جانتے ہین کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو ہم بہی اسکے مانند ہونگے کیونکہ اسکو ویسا ہی دیکہینگے جیسا وہ ہے" (نیا عہد نامہ - ۱ - یوحنا - باب ۳ - آیت ۲) -

۵- اس قیدسے رہائی ریاضت اور دیگر نیموں پر عمل کرنے سے جو خواہشات سے قائل ہیں حاصل ہوتی ہے-

۱"کیونکہ اگر تم جسم کے مطابق زندگی گزاروگے تو ضرور مروگے اور اگر روح سے بدن کے کاموں کو نیست و نابود کروگے تو جیتے رہوگے" (رومیوں باب ۸- آیت ۱۳)
۲"جو کوئی اپنے جسم کے لیے بوتا ہے وہ جسم سے ہلاکت کی فصل کاٹیگا اور جو کوئی روح کے لئے بوتا ہے وہ روح سے ہمیشہ کی زندگی کی فصل کاٹیگا" (گلتیون باب ۶- آیت ۸)-

۳" پس اپنے ان اعضا کو مردہ کرو جو زمین پر ہیں" (کلسیون باب ۳- آیت ۵)-
۴" اور جسمانی نیت موت ہے مگر روحانی نیت زندگی اور اطمینان ہے" (رومیون باب ۸- آیت ۶)-

۵" تنگ دروازہ سے داخل ہو- کیونکہ وہ دروازہ چوڑا ہے اور وہ راستہ کشادہ ہے جو ہلاکت کو پہونچاتا ہے اور اس سے داخل ہونے والے بہت ہیں کیونکہ وہ دروازہ تنگ ہے اور راستہ سکڑا ہے جو زندگی کو پہونچاتا ہے اور اسکو پانے والے تھوڑے ہیں" (متی باب ۷- آیات ۱۳ و ۱۴)-

۶" افسوس ہے تم پر جو اب سیر ہو کیونکہ بھوکے ہوگے- افسوس ہے تم پر جو اب ہنستے ہو کیونکہ ماتم کروگے اور روؤگے- مبارک ہو تم جو بھوکے ہو کیونکہ آسودہ ہوگے- مبارک ہو تم جو اب روتے ہو کیونکہ ہنسوگے" (لوقا- باب ۶- آیت ۲۱)-
۷" اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے اور اپنی صلیب اٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے"- (متی- باب ۱۶- آیت ۲۴)-
۸" اور جو کوئی اپنی صلیب نہیں اٹھاتا ہے اور میرے پیچھے چلتا ہے وہ میرے لائق نہیں ہے" (متی- باب ۱۰- آیت ۳۸)-

۹ ؎ اگر کوئی میرے پاس آئے اور اپنے باپ اور ماں اور بیوی اور بچّون اور بہائیون اور بہنون بلکہ اپنی جان سے بہی دشمنی نہ کرے تو میرا شاگرد نہین ہو سکتا (لوقا - باب ۱۴ - آیت ۲۶) -

۱۰ ؎ جو کوئی اپنی جان بچانے کی کوشش کریگا وہ اوسے کہوئیگا - اور جو کوئی اوسے کہوئیگا وہ اوسکو زندہ رکہیگا" (لوقا باب ۱۷ - آیت ۳۳) -

۱۱ ؎ لومڑیون کے بہٹ ہوتے ہین اور ہوا کے پرندون کے گہونسلے مگر ابن آدم کے لیئے سر دہرنے کی بہی جگہ نہین" (متی - باب ۸ - آیت ۲۰) -

۱۲ ؎ محنت اور مشقت مین بار ہا بیداری کی حالت مین بہوک اور پیاس کی مصیبت مین بار ہا فاقہ کشی مین سردی اور ننگے پن کی حالت مین" (۲ کرنتہیون باب ۱۱ - آیت ۲۷) -

۱۳ ؎ ...... اور بعض خوجے ایسے ہین جنہون نے آسمان کی بادشاہت کے لئے اپنے آپ کو خوجہ بنایا ہے" (متی باب ۱۹ - آیت ۱۲) -

۱۴ ؎ بلکہ مین اپنے بدن کو مارتا کوٹتا اور اوسے قابو مین رکہتا ہون (ا - کرنتہیون باب ۹ - آیت ۲۷) -

۱۵ ؎ اور جو مسیح یسوع کے ہین اُنہون نے جسم کو اسکی رغبتون اور خواہشون سمیت صلیب پر کہینچ دیا ہے" (گلتیون باب ۵ - آیت ۲۴) -

۱۶ ؎ پس اے بہائیون مین خدا کی رحمتین یاد دلا کر تم سے التماس کرتا ہون کہ اپنے بدن زندہ اور پاک قربانی کے طور پہ نذر کرو جو خدا کو پسندیدہ ہے - یہی تمہاری معقول عبادت ہے" - (رومیون باب ۱۲ - آیت ۱) -

ایسی روشنی ہے جو یہ فلسفہ کے بیش بہا بکہرے ہوئے لعل و جواہرات ہمارے سوالات پہ ڈالتے ہین عیسائی رموز دان لوگ (Gnostics) بہی

اگنی کہلاتی ہے اور انہیں دنیادار آدمیون کو جو مادّہ و نفس کی اسیری سے آزاد ہو چکے ہین عشق سمجھتے تھے کیونکہ انکے مطابق مادّہ و گناہ [ایک دوسرے سے] جدا نہین ہو سکتے ہین۔ اس فرقے کے مطابق کمالیت صرف علم کے ذریعہ سے ہے اور علم رموز مین داخل ہونے (تعلیم پانے) سے حاصل ہو سکتا ہے۔ "وہ ایک اندرونی روحانی حالت ہے جو رموز دانی سے حاصل ہوتی ہے اور جس کا مسیح سے کوئی زندگی کا تعلق نہین ہے" (ای-آر-ای-جلد ۹ صفحہ ۲۳۷)-

رموز معرفت کے تعلق مین مصلوب ہونے پھر زندہ ہو جانے اور آسمان پر اوٹھ جانے کے مسئلون سے عیسائی لوگ ایسے ہی ناواقف ہین جیسے ہندو اگنی- اندر و سورج کے۔ عیسیٰ کی کل زندگی نازک خیالی کی تمثیلات کا ایک سلسلہ ہے جسمین روحانیت مین ترقی کرنیوالی آتما کا جلال دکہایا ہے- جب روح کے پرماتما پن کا خیال دل مین پیدا ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ یسوع یا کرشن کی پیدائش ہوئی- زندگی سے اوسکی بہت گہری آشنائی ہونیکی وجہ سے اوسکا تعلق پیدا ہونے کے وقت سے ہی گائیون سے پایا جاتا ہے- سنسکرت مین گائے سے مراد حواس خمسہ سے ہے اور انکو زیر کرنا اور اونپر فتح حاصل کرنا گائیون کی حفاظت کرنا ہے جسکو گورکشا کہتے ہین (دیکھو پی- ایچ بی جلد ۲ صفحہ ۵۱) کنواری مان مریم عقل ہے جو روح کی قدرت سے حاملہ ہوتی ہے- مسیح کا باپ ایک بڑہئی ہے جو ایک اور نازک تمثیل اوس ذہن کی ہے جسکا مظہر ہندون کا دیوتا گنیش ہے- کیونکہ بڑہئی چیزون کو کاٹتا ہے (علم تجزیہ = analysis) اور جوڑتا بھی (علم مرکبات = synthesis) مسیح کا حمل مین آنا بغیر گناہ کے یعنی پاک طور سے ہوتا ہے کیونکہ یہ حمل عقل کو ہوتا ہے مرد و عورت کے یکجا ہونے سے نہین بالکل مسیح پوشیدہ طور سے نشو و نما پاتا رہتا ہے جب تک کہ اوسکے دشمن غارت نہ ہو جائین جسکا مطلب یہ ہے کہ صحیح اعتقاد حاصل ہونے کے بعد درجہ مسیحائی اسوقت تک نہین

حاصل ہو سکتا ہے کہ جب تک اندرونی روحانی تحریک بری خصلتون - عادات اور خیالات کو
کافی طور سے غارت نہ کردے - پہر ریاضت کرنی پڑتی ہے جس سے بعض مخصوص
عجیب و غریب قوّتین روح کو حاصل ہو جاتی ہین - اب وہ وقت آجاتا ہے کہ جب شاگرد
تقدیر کے چوراہے پر اپنے تئین زندگی اور موت کی قوّتون کو ہاتہہ مین لئے ہوئے کہڑا پاتا
ہے کیونکہ ان غارت گر قوّتون کا دنیاوی عروج کے لئے استعمال کرنا ہی روحانی ترقی
کی جڑ کاٹتا ہے - یہی ترغیب ہے - اسکے بارہ مین انجیل مین کہا گیا ہے کہ شیطان نے
یسوع کو دنیا کی سلطنتین دکہائین جو اسکو سجدہ کرنے سے حاصل ہو سکتی تہین - لیکن
نجات کا خواہشمند درویش اسا، دہواب اپنے اس ارادہ سے کہ وہ اپنی شخصیت کو مغلوب
کرے نہین بدل سکتا ہے - پس وہ اپنی صلیب اپنے ساتہہ لئے پہرتا ہے اور گول گوتہا
کے مقام پر جس سے مراد کہوپری کی جگہ ہے مصلوب ہوتا ہے - کہوپری کا خاص مفہوم
یہ ہے کہ بہیجے مین جوگ کے ایک بڑے چکر کا مقام ہے جسپر آخر مین دہیان لگایا جاتا ہے
اس تشریح کی تائید مین انجیل کی ذیل کی آیات کا حوالہ دیا جاتا ہے -

۱ - "یسوع اب تک اپنے جلال کو نہ پہونچا تہا" (یوحنا کی انجیل باب ، آیت ۳۹)

۲ - "جس نے اوس خوشی کے لئے جو اسکے سامنے رکہی گئی تہی شرمندگی کی پرواہ
نہ کر کے صلیب کا دکہہ سہا" (انجیل - عبرانیون باب ۱۲ - آیت ۲) -

اصلی زندگی مین جو ایکدم کثیر اور جلیل ہے داخل ہونے کی غرض سے جو باہر آتما
(جسمانی شخصیت) کو مصلوب کیا جاتا ہے اسکا نتیجہ اس طور پر ظاہر ہوتا ہے -

(۱) چٹانون کا پہٹنا -
(۲) آفتاب کا تاریک ہو جانا -
(۳) ہیکل (مندر) کے پردہ کا اوپر سے نیچے تک پہٹ جانا - اور
(۴) قبرون کا کہل جانا اور مردون کا نمودار ہونا -

یہ سب تمثیلی رموز ہین جو اس زمانہ مین پہلی مرتبہ آپ کو بتائے جاتے ہین۔

(۱) چٹانون کے پھٹ جانے سے مراد کرمون کی سخت فولادکی سی بندشون کا کھلنا ہے جو روح کے اندر دنی جسم مین پڑی ہوئی ہین۔ آپ نے ہندوؤن اور جینیون کی پرانون مین پڑھا ہوگا کہ سادہون کی ریاضت سے اندر کا آسن ہلنے لگتا ہے اور بزرگ سادہون کی ہمہ دانی کے حاصل ہونے کے وقت دیو لوک کے مندرون کے گھنٹے خود بخود بجنے لگتے ہین ان عجیب وغریب واقعات کی اصلیت یہ ہے کہ دہیان کے یکسو ہونے سے جو کرمون کی بندشین ٹوٹتی ہین اون سے پیدا ہونے والی زبردست جنبشین ایک لطیف برقی مادہ کے بلا تار ([illegible]) کے وسیلہ سے اوس لطیف مادہ سے جسکے اندرون کے آسن اور دیو لوک کے گھنٹے بنے ہوتے ہین ٹکراتی ہین جس سے وہ ہلنے اور بجنے اور آواز دینے لگتے ہین۔ سورگون کے راجاؤن (اندرون) کے تختون کے ہلنے اور دیون (سورگون کے باشندون) کے محلون کے گھنٹون کے بجنے کی یہی وجہ ہے۔

(۲) آفتاب کے تاریک ہونے سے مطلب محدود من کے کارخانہ کے بند ہو جانے سے یعنی اندریون (حواس) وعقل کی شکستگی سے ہے ہمہ دانی کے طلوع ہونے پر یہ سب غارت ہو جاتے ہین اور پھر انکی ضرورت نہین رہتی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ہم حواس اور عقل کو بہت کار آمد پاتے ہین لیکن دراصل یہ روح کی اصلی وجامع ہمہ دانی کی روشنی کے روکنے والے ہین انکا غارت ہونا جب وہ ریاضت کی تکمیل کے وجہ سے ہو بڑی برکت ہے کیونکہ فوراً ہی ماضی۔ حال ومستقبل تینون زمانون کا پورا پورا علم انکی شکستگی پر حاصل ہو جاتا ہے گو کہ باقی اور سب موقعون پر انکا غارت ہونا واقعی ایک مصیبت ہے

ہار عالم سے اب تک پوشیدہ رہی ہین" (متی کی انجیل باب ۱۳ آیت ۳۵)۔

یوحنا کی انجیل کے آٹھوین باب کی بتیسوین آیت کا مضمون یہان پر بہت اہمیت رکھتا ہے۔ وہ کرموں کی قید ہے جس کا حوالہ یسوع کے تحت کے بیان مین ہے۔
"اور تم حقیقت سے واقف ہوگے اور حقیقت تمکو آزاد کریگی" (یوحنا کی انجیل باب ۸۔ آیت ۳۲)۔

وہ فرضی مناظرہ جسکا ذکر اس کے بعد کی آیتون مین درج ہے اوس قید کی ماہیت کے سمجہانے کے لئے جسکا حوالہ دیا گیا ہے عاقلان را اشارہ بس است کے طور پر گہڑا گیا تہا۔ ذیل مین اس سلسلہ کی ضروری آیات پیش کی جاتی ہین۔
"۳۳۔ اُنہون نے اوسے جواب دیا ہم ابراہیم کی نسل سے ہین اور کبہی کسیکی غلامی مین نہین رہے تو یہ کیونکر کہتا ہے کہ تم آزاد کئے جاؤگے۔"
"۳۴۔ یسوع نے اونہین جواب دیا مین تمسے سچ سچ کہتا ہون کہ جو کوئی گناہ کرتا ہے وہ گناہ کا غلام ہے۔"
"۳۵۔ اور غلام ابد تک گہر مین نہین رہتا لیکن بیٹا ابد تک رہتا ہے۔"
"۳۶۔ پس اگر بیٹا تمہین آزاد کریگا تو تم واقعی آزاد ہوگے۔"
اگر ہم ان آیات کی ٹہیک تعبیر کرنا چاہتے ہین تو ہمکو چاہیے کہ پہلے اون امور کو دریافت کرین جو ان مین الگ الگ طے کئے گئے ہین۔ احتیاط کے ساتہہ غور کرنے سے واضح ہوگا کہ چونتیسوین آیت مین اس سوال کا کہ آیا غلامی سے مراد قومی یا ملکی اطاعت سے ہے جو تینتیسوین مین اٹہایا گیا ہے جواب دیا گیا ہے۔ جواب صاف ہے۔ گناہ کی غلامی سے مطلب ہے نہ کہ قومی غلامی سے پینتیسوین آیت مین غلامی اور فرزندی کی حالتون مین امتیاز کیا گیا ہے جنمین سے پہلی کو ختم ہونیوالی اور دوسری کو ابدی قرار دیا ہے

انجام کار چھتیسوین مین یہ طے کیا گیا کہ قید سے واقعی آزادی (لفظ واقعی یہان قابل لحاظ ہے) صرف فرزندہی دے سکتا ہے جو ابد تک رہے گا - اب لفظ فرزند کے معنی یسوع کی زبانین اُس روح کے ہین جسنے خدا کے مرتبہ اور جلال کو حاصل کر لیا ہو - سنیٹ پال کہتے ہین "اسلیے کہ جتنے خدا کے کمال کو مدنظر رکھکر چلتے ہین وہی خدا کے بیٹے ہین - - - - - -

روح خود ہماری روح کے ساتھہ مل کر گواہی دیتا ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہین اور اگر فرزند ہین تو وارث بھی ہین یعنے خدا کے وارث اور مسیح کے ہم میراث بشرطیکہ ہم اوسکے ساتھہ دکھہ اوٹھائین تاکہ اسکے ساتھہ جلال بھی پائین" (انجیل کتاب رومیون باب ٨ آیات ١٤ و ١٦ و ١٧) - پس اگر ہم اپنے نتائج کو سلسلہ وار درج کرین تو حسب ذیل امور حاصل ہوتے ہین -

(١) لفظ غلامی کے معنی مذہب مین گناہ کی قید یا بندش کے ہین -

(٢) یہ قید دوامی نہین ہے مگر فرزندی کی حالت ابدی ہے - اور

(٣) روح اصلی آزادی کو اوسیوقت پاتی ہے جبکہ وہ فرزندی کا مرتبہ حاصل کرلیتی ہے -

یہ امور جین مت کی تعلیم سے بالکل متفق ہین اور دراصل سائنس مذہب ہی کے تین رکن ہین اون سے آواگون کے اصول کی علت غائی پورے طور سے ظاہر نہین ہوتی اور وہ سمجھہ دار آدمی کے لئے محض اشارہ کے طور پر ہین - اگر پڑھنے والا اب اپنے سے یہ سوال پوچھے کہ گناہ کیا چیز ہے تو وہ جلد اس بات کو دیکھہ لیگا کہ اس نام کا کوئی ذی روح یا شئے نہین ہوسکتی ہے - یہ تو ایک محض لفظ ہے اور اگر ہم آج سے قیامت کے دن تک اسکی تلاش کرتے رہین تو یہ یقینی ہے کہ یہ ہمیشہ ایک محض لفظ ہی پایا جائیگا - اصلیت یہ ہے کہ گناہ کا مفہوم ناروا افعال کا کرنا ہے کیونکہ گناہ کوئی واقعی ذی روح یا شئے قدرت مین نہین ہے -

اسلئے گناہ کی غلامی صاف طور سے افعال یعنی کرمون (کرم = فعل) کی بندش ہے جس سے رہائی پانے سے فرزندی کی حالت حاصل ہوتی ہے۔

اب اگر پڑہنے والا اس مضمون پر ادر غور کریگا اور یہ سوال اٹھائیگا کہ روح اپنے کرمون سے کیسی بندہتی ہے تو وہ جلد ادن نتیجون پر پہونچ جائیگا جو ہم آسرو اور بندھ کے سلسلہ مین پہلے نکال چکے ہین۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ کسی واقعی وجود رکہنے والے ذی روح یا شئے کو محض خیالی باتون یا قیاسات یا الفاظ سے باندہا جاسکے۔ اسکے لئے کسی باندہنے والی طاقت کی ضرورت ہے اور باندہنے والی طاقت کا کسی جوہر یا شئے کے وجود سے علیحدہ خیال مین آنا ناممکن ہے۔ یہان پر جین مت کی ٹہیک تعلیم بے حد کار آمد ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب کہ بعض مذاہب محض الفاظ جیسے وہم یا مایا وغیرہ سے روح کو باندھنا چاہتے ہین بعض مبہم طور پر خواہش کا تذکرہ کرتے ہین اور بعض اس قسم کے عام الفاظ کو استعمال کرتے ہین جیسے کرم، فعل۔ گناہ اور تقدیر۔ سائنس کی طرح کے ٹہیک ٹہیک علم کی ضرورت پر ہم پہلے زور دے چکے ہین اور یہ واضح ہے کہ مذاہب کے جہگڑے اور غلط فہمیان محض مبہم مسائل ہی پر مبنی ہین۔

یہ قرین قیاس نہین ہے کہ اب کوئی شخص ایسا ملیگا جو یوحنا کی انجیل کے آٹہوین باب کی چہتیسوین آیت مین آئے ہوئے لفظ فرزند کے معنی یسوع ناصری کے لگائے۔ لیکن اگر کوئی ایسا خیال کرے تو یہ یاد رکہنا چاہیئے کہ ایک روح دوسری روح کو روحانی ترقی کے معاملہ مین اس سے زیادہ مدد نہین دیسکتی ہے کہ ادسکو آواگون کی قید سے رہائی پانے کا راستہ بتادے اور یہ بہی نہین ہے کہ ہمارے ذاتی عقائد کا کچھہ اثر اس معاملہ پر پڑتا ہو کیونکہ قوانین قدرت انسانون یا ادن سے نیچے اور اونچے طبقہ کے جانداردن کی خواہشات پر موقوف نہین ہین

بلکہ اپنا آزاد نفاذ رکہتے ہین - اسلیئے جب بعض لوگ کہتے ہین کہ اونکو یہ خیال
بہت تسکین دہ معلوم ہوتا ہے کہ اونکو کوئی شخص اپنے فضل سے نجات دیدیگا
تو وہ جہوٹی حفاظت سے مطمئن ہو جاتے ہین اور اپنے تئین ایک ایسے ظاہر مین
بیجان نظر آنے والے آتش فشان پہاڑ کی چوٹی پر سُلا دیتے ہین جسکی ظاہری خاموشی
عنقریب ہی اچانک غارت گری کی یورش سے مبدّل ہوا چاہتی ہے - اُن قوانین
سے جو روح کے متعلق پہلے بیان کئے جاچکے ہین یہ صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ اوسکی
قید کو کوئی شخص اوسکے باہر سے کسی حالت مین نہین توڑ سکتا ہے - اوسکی وجہ
یہ ہے کہ ایک روح دوسری روح کی خواہشات پر قابو نہین رکہتی ہے جو اسوجہ سے
کہ وہ روح اور مادّہ کے اختلاط کا باعث ہین جب تک کہ وہ قایم ہین اپنا اثر ضرور
دکہاتی رہتی ہین -

مُردون کے جی اُٹہنے کے متعلّق عیسیٰ کی تعلیم جو عیسائیون کی آواگون کی
مخالفت کی آخری گڑہی ہے خود آواگون کو ثابت کر دیتی ہے اگر اوس پر فلسفہ
کے طریقہ سے غور کیجائے - یہ تعلیم بعض صدوقیون کے اس سوال کے جواب مین کہ قیامت
مین ایک خاص عورت کسکی زوجیت مین آئیگی جسنے اس دنیا مین سات بہائیون
سے اونکے یکے بعد دیگرے مرجانے پر شادی کی تہی دی گئی تہی - اور اسکا مضمون
لفظ بہ لفظ حسب ذیل ہے (دیکہو لوقا کی انجیل باب ۲۰ - آیات ۳۴ لغایت ۳۶)-

" اس جہان کے فرزندون مین تو بیاہ شادی ہوتی ہے لیکن جو
لوگ اس لائق قرار دیئے جاینگے کہ اوس جہان کو حاصل کرین
اور مُردون مین سے جی اوٹہین وہ شادی نہین کرتے اور نہ اونکی
شادی کرائی جاتی ہے اور نہ وہ پہر مر سکتے ہین کیونکہ وہ فرشتونکے
مانند ہین اور خدا کے فرزند ہین اس وجہ سے کہ وہ قیامت کے

فرزند ہین"

یہان یہ صاف طور سے بتایا گیا ہے۔
(۱) کہ قیامت ہر شخص کے لئے نہین ہے بلکہ صرف اُنہین کے لئے ہے جو اوس دنیا کے پانے کے اور مُردون سے جی اوٹھنے کے لائق قرار دیئے جاتے ہین۔
(۲) کہ اوس دنیا مین شادی کی قسم کی کوئی چیز نہین ہے۔ اور
(۳) جو لوگ مُردون سے جی اوٹھتے ہین وہ ابدی زندگی پاتے ہین اور بوجہہ قیامت کے فرزند ہونے کے خدا کے فرزند کہلاتے ہین۔

لیکن ان مین سے پہلا امر ہی قیامت کے مسئلہ کے متعلق عوام کے عقیدہ کا قائل ہے جس کے بموجب ہر شخص بلا لحاظ قابلیت کے زندہ کیا جائیگا۔ یسوع صاف طور سے کہتا ہے کہ وہ حالت صرف اُنہین کے لئے ہے جو اوسکے لائق سمجھے جائینگے

دوسرا امر عوام کے عقیدہ کے اور بہی خلاف ہے جس کے بموجب مرد اور عورت مادی جسمون کے ساتھہ جی اٹھینگے اور خاندان اکھٹے کئے جائینگے۔ اب اگر مُردون سے جی اوٹھے ہوئے انسانون مین مرد و زن کا امتیاز ہوگا تو اونکی حالت اُن بیواؤن کی سی ہوگی جنکو دوبارہ شادی کرنے کی اجازت نہین دی گئی ہے اور جنکے ساتھہ عیسائی لوگ اس وجہہ سے کہ جبراً اون پر عمر بہر کا رنڈاپا ڈال دینا بے دردی اور ناانصافی کا فعل ہے نہایت ہمدردی ظاہر کرتے ہین۔

ہم پوچھتے ہین کہ قیامت کے بعد کی دنیا کے اُن لوگون کی کیا حالت ہوگی جو مرد اور عورت تو ہونگے مگر جو شادی کی خوشی سے محروم رکہے جائینگے۔ کیا ابدی کا عطیہ جبکہ وہ اپنا کام نہ کر پاوے باعث ناقابل برداشت دکہہ کا نہ ہوگا۔ اور ایسی ہر روح سے جس نے کسی قسم کے قواعد اور قرینہ کی پابندی نہین کی ہے اور جو تپشیا کے تنگ دروازہ اور سکڑے راستہ مین سے نہین بلکہ کسی نجات دہندہ ک

فضل وکرم سے خدا کی بادشاہت مین داخل ہوئی ہے یہ امید کرنا کہ وہ مثل ایک جین
یا ہندو بیوہ کے سدا پرہیزگار بنی رہیگی امر موہوم ہے۔ ہان ایسی ہی دقتین ہین جن مین
بدعقلی پڑا کرتی ہے جب وہ واقعات کے خلاف رائے زنی پر آمادہ ہوتی ہے۔
تیسرا امر یعنے حیات ابدی کا زندہ شدہ متنفس کا پالینا بہی اتنا ہی تعجب خیز ہے۔
مجسم روح نور اور مادہ کا مرکب ہے اور مرکبات کی یہ صفت نہین ہے کہ وہ غیر فانی ہون
اور نہ حیات جاودانی کوئی ایسی شئے ہے کہ جو دوا کی پڑیون مین عطارون کے یہان
ل سکے۔ اصلیت یہ ہے کہ قیامت کا مسئلہ دراصل آواگون کا مسئلہ ہے گو کہ وہ خفیہ
رازدانی زبان مین چھپایا گیا ہے۔ یہودی لوگ اس سے ناواقف نہ تھے اور فریسی لوگ
علانیہ اسکو مانتے تھے۔ انکے پہلے یہ مصریون کو معلوم تہا جنہون نے غالباً اسکو اہل فارس سے
کسی طور پر حاصل کیا تہا۔ لیکن قیامت کے دن کے خدا کا ابتدائی پیشرو ہندون کا دیوتا جمراج
ہے جو جیون کے مرنے پر انکے پُن اور پاپ کا موازنہ کرتا ہے اور انکو انکے مناسب مقامات پر
بہیجدیتا ہے۔ یہ جمراج کرم کے قانون (قدرت) کی تصویر ہے جو بوجہ اس کے کہ وہ مختلف
جوہرون اور عناصر کی قدرتی صفات اور قوتون سے پیدا ہونے والا نتیجہ ہے قطعی خطا نہین
کرسکتا ہے مگر مُردونکا ایک مقررہ دن دنیا کے اختتام پر جی اوٹھنے کا خیال اس مسئلہ سے
کسی مذہب مین بہی تعلق نہین رکہتا تہا گو کہ بعض بعض شاسترون کا کلام بیرونی لفظی مفہوم
مین اس قسم کے معنی کو کہینچ تان کر قبول کرسکتا ہے۔ اصل مفہوم یہ تہا کہ ہر متنفس کے
مرنے پر اوسکی عاقبت کا تصفیہ کرم کے قانون سے جو موت کے دیوتا کی شکل مین باندہا
گیا ہے خود بخود ہوجاتا ہے اور وہ ایک نئی جون مین دوبارہ جنم کے لیئے قدرتی کشش
سے پہونچ جاتا ہے یہ سلسلہ جنم مرن کا نروان کے حاصل ہونے تک جسکے معنی موت پر
فتح پانا یعنی مُردون سے جی اوٹہنا ہین جاری رہتا ہے۔ مُردون سے مراد ان تمام
ارواح سے ہے جو روحانیت مین زندہ نہین ہین جیسا کہ انجیل کی مفصلہ ذیل آیت مین

آیا ہے (دیکھو متی کی انجیل باب ۸ آیت ۲۲)۔
"مردون کو اپنے مردے دفن کرنے دو"
انجیل کی کتاب مکاشفہ کا بھی ایسا ہی مفہوم ہے (دیکھو باب پہلا آیت ۱۸)
کہ جہان ایک شخص آدمی کے ہمشکل سو کہلایا گیا ہے کہ۔
"مین وہ ہون جو زندہ رہتا ہے اور مرگیا تھا اور دیکھہ مین ابدالاباد
زندہ رہونگا۔ آمین۔ اور موت اور دوزخ کی کنجیان میرے پاس ہین"
مُردون سے جی اُٹھنے یا قیامت کے معنی بس موت کے فتح کرنے کے ہین یعنے اوس
کمزوری کے دور کردینے کے جو روحانی زوال کے باعث سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ
کمزوری راگ اور دویش کے باعث سے ہے (جنکو شاعرانہ خیال مین نیکی اور بدی کا
پہل باندھا گیا ہے) اور افعال کو درست کرکے موت کو مغلوب کرنے سے رفع ہو جاتی ہے
جب کہ وہ اشخاص جو اُس دنیا کے پانے اور مُردون سے جی اوٹھنے کے قابل خیال
کیئے جاتے ہین پہر کبھی نہین مر سکتے (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۲۰ آیت ۳۶)۔ اسطرح پر
موت کی عملداری اُس علاقہ مین محدود ہے جہان راگ اور دُویش یعنی ذاتی محبت
اور نفرت پائے جاتے ہین۔ جیساکہ ہم سابق کے سائنس والے لکچر مین دیکھہ چکے ہین
راگ اور دویش کرمون کے بندھن اور آواگون کے اصلی کارن ہین۔ اون سے نور
روح اور مادہ کا اختلاط ہوتا ہے جس سے روح کی طاقت کمزور پڑتی ہے۔ یہ
وہی بات ہے جو عیسائی رموزدان عارفون نے خود بتائی ہے جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے
ہین گو کہ اونکو اس کل مضمون سے تفصیل کے ساتھہ واقفیت نہ تہی۔ یہودیون کے
پوشیدہ علم معرفت مین بہی جو اونکے مذہب کا سچا پہلو ہے جیساکہ اسوقت بالکل صاف
ہوگیا ہوگا (کیونکہ لفظی تعبیر مثل بے مغز کے پوست کے ہے) آواگون کو تسلیم کیا ہے
(دیکھو ای۔ آر۔ ای۔ جلد ۷ صفحہ ۶۲۶) پروفیسر میچنی کوف صاحب کا کلام ہے

(دیکھو دی نیچر اوف مین صفحات ۱۴۳ و ۱۴۴):-
"کبالہ (خفیہ معرفت) کے فلسفہ کے زمانہ مین یہودی آواگون کے
مسئلہ کو قبول کرتے تھے اور اس بات کو مانتے تھے کہ آدم کی روح نے
داؤد مین جنم لیا تھا اور آئندہ مسیح ہوگی"

سچ تو یون ہے کہ آواگون کا مسئلہ یہودیون کے مت کے پرانے ابتدائی اصولون
مین مفہوم ہے - لیکن اپنے مضمون کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے موت تو روح اور
مادہ کے اختلاط کا نتیجہ ہے اسوجہ سے کہ وہ ایک دوسرے سے آزادگی کی حالت مین
امر ہین - کیونکہ دونون خالص نور روح اور نیز مادہ کے ذرے غیر مرکب ہین اور اسلئے
غارت ہونے کے ناقابل ہین - پس جو کوئی حیات جاودانی کا طالب ہے اوسکو چاہیے
کہ وہ اسکو اپنی ہی ذات مین اپنی روح سے اوس بیرونی مادہ کے ایک ایک ذرہ کو
جو اوس سے لپٹا ہوا ہے علیحدہ کرکے ڈھونڈھے - یہ ایک ہی طرح سے ممکن ہے یعنی
صرف تپشیا سے - جب کوئی متنفس سب قسم کے راگ اور دویش سے مبرا ہو جاتا ہے
تب کہا جاتا ہے کہ اوسنے موت کو فتح کر لیا گو کہ وہ اس دنیا مین آدمیون کے درمیان زندہ
رہتا ہے جب تک کہ اوسکا جسم (یا زیادہ صحت کے ساتھ اجسام) بالکل اوس سے علیحدہ
نہین ہو جاتے - اس زمانہ مین وہ جیون مکت کہلاتا ہے - بالآخر جب وہ سب قسمون کے
مادی تعلقات سے چھٹکارا پاتا ہے تو وہ فوراً اس کل کائنات کے سب سے اونچے مقام
(سکھر) پر مثل خالص نور کے پہونچ جاتا ہے اور (The most High)
(اللہ تعالی) کہلاتا ہے - کیون اوس دنیا مین شادی نہین ہوتی ہے اور نہ کرائی جاتی
ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اوس دنیا مین تذکیر اور تانیث کا امتیاز ہی نہین ہے - تذکیر اور
تانیث کا تعلق جسم سے ہے نہ کہ روح سے - اسوجہ سے ایک ہی روح آواگون کے
سلسلہ مین کبھی مرد اور کبھی عورت کا جامہ پہنتی ہے - لیکن جب وہ اس سنسار ساگر کے

آیا ہے (دیکھو متی کی انجیل باب ۸ آیت ۲۲):-

"مردون کو اپنے مردے دفن کرنے دو"

انجیل کی کتاب مکاشفہ کا بہی ایسا ہی مفہوم ہے (دیکھو باب پہلا آیت ۱۸)
کہ جہان ایک کلن آتما کے مُنہ سے کہلایا گیا ہے کہ -

"مین وہ ہون جو زندہ رہتا ہے اور مرگیا تہا اور دیکہہ مین ابدالاباد
زندہ رہونگا - آمین - اور موت اور دوزخ کی کنجیان میرے پاس ہین"

مُردون سے جی اُٹہنے یا قیامت کے معنی پس موت کے فتح کرنے کے ہین یعنے اوس
کمزوری کے دور کردینے کے جو روحانی زوال کے باعث سے پیدا ہوتی ہے - یہ
کمزوری راگ اور دویش کے باعث سے ہے (جنکو شاعرانہ خیال مین نیکی اور بدی کا
پہل باندہا گیا ہے) اور افعال کو درست کرکے موت کو مغلوب کرنے سے رفع ہوجاتی ہے
جب کہ وہ اشخاص جو اُس دنیا کے پانے اور مُردون سے جی اوٹہنے کے قابل خیال
کیئے جاتے ہین پہر کہبی نہین مرسکتے (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۲۰ آیت ۳۶) - اسطرح پر
موت کی عملداری اُس علاقہ مین محدود ہے جہان راگ اور دویش یعنی ذاتی محبت
اور نفرت پائے جاتے ہین - جیسا کہ ہم سابق کے سائنس والے لکچر مین دیکہہ چکے ہین
راگ اور دویش کرمون کے بندھن اور آواگون کے اصلی کارن ہین - اون سے نور
روح اور مادہ کا اختلاط ہوتا ہے جس سے روح کی طاقت کمزور پڑتی ہے - یہ
وہی بات ہے جو عیسائی رموز دان عارفون نے خود بتائی ہے جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے
ہین گو کہ اونکو اس کل مضمون سے تفصیل کے ساتہہ واقفیت نہ تہی - یہودیون کے
پوشیدہ علم معرفت مین بہی جو اونکے مذہب کا سچا پہلو ہے جیسا کہ اسوقت بالکل صاف
ہوگیا ہوگا (کیونکہ لفظی تعبیر مثل بے مغز کے پوست کے ہے) آواگون کو تسلیم کیا ہے
(دیکھو ای - آر - ای - جلد ۷ صفحہ ۶۲۶) پروفیسر میچنی کوف صاحب کا کلام ہے

(دیکھو دی نیچر آف مین صفحات ۱۴۳ و ۱۴۴):-

"کبالہ (خفیہ معرفت) کے فلسفہ کے زمانہ مین یہودی آواگون کے
مسئلہ کو قبول کرتے تھے اور اس بات کو مانتے تھے کہ آدم کی روح نے
داؤد مین جنم لیا تھا اور آئندہ مسیح ہوگی"

سچ تو یون ہے کہ آواگون کا مسئلہ یہودیون کے مت کے پرانے ابتدائی اصولون
مین مفہوم ہے۔ لیکن اپنے مضمون کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے موت تو روح اور
مادہ کے اختلاط کا نتیجہ ہے اسوجہ سے کہ وہ ایک دوسرے سے آزادگی کی حالت مین
امر ہین۔ کیونکہ دونون خالص نور روح اور نیز مادہ کے ذرے غیر مرکب ہین اور ملنے
غارت ہونے کے ناقابل ہین۔ پس جو کوئی حیات جاودانی کا طالب ہے اوسکو چاہیے
کہ وہ اسکو اپنی ہی ذات مین اپنی روح سے اوس بیرونی مادہ کے ایک ایک ذرہ کو
جو اوس سے لپٹا ہوا ہے علیحدہ کرکے ڈہونڈھے۔ یہ ایک ہی طرح سے ممکن ہے یعنی
صرف تپلشیا سے۔ جب کوئی متنفس سب قسم کے راگ اور دویش سے مبرا ہوجاتا ہے
تب کہا جاتا ہے کہ اوسنے موت کو فتح کرلیا گو کہ وہ اس دنیا مین آدمیون کے درمیان زندہ
رہتا ہے جب تک کہ اوسکا جسم (یا زیادہ صحت کے ساتھ اجسام) بالکل اوس سے علیحدہ
نہین ہوجاتے۔ اس زمانہ مین وہ جیون مکت کہلاتا ہے۔ بالآخر جب وہ سب قسمون کے
مادی تعلقات سے چھٹکارا پاتا ہے تو وہ فوراً اس کل کائنات کے سب سے اونچے مقام
(سکھر) پر مثل خالص نور کے پہونچ جاتا ہے اور (The Most High)
(اللہ تعالیٰ) کہلاتا ہے۔ کیون اوس دنیا مین شادی نہین ہوتی ہے اور نہ کرائی جاتی
ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اوس دنیا مین تذکیر اور تانیث کا امتیاز ہی نہین ہے۔ تذکیر اور
تانیث کا تعلق جسم سے ہے نہ کہ روح سے۔ اسوجہ سے ایک ہی روح آواگون کے
سلسلہ مین کبھی مرد اور کبھی عورت کا جامہ پہنتی ہے۔ لیکن جب وہ اس سنسار ساگر کے

دوسرے کنارہ پر پہونچ جاتی ہے تو اوسکے شہوت کے خیالات اور نیز وہ مادّی جسم جو تذکیر اور تانیث کی اندریون کے لئے ضروری ہین دونون ہی تپ اور گیان کی اگنی سے جل جاتے ہین یہی وجہ ہے کہ نبروان مین جیو نہ شادی کرتے ہین اور نہ اونکی شادی کرائی جاتی ہے ۔

پس فرزندان خداوہ پاک اور کامل بزرگ ہین جنہون نے اپنے اعلیٰ آدرش (مقصد) کو حاصل کرلیا ہے اور جو خدا ہوگئے ہین ۔ اُنہون نے اپنے کرمون کی قید اور اُس سے پیدا ہونے والے بار بار کے جنم مرن کے سلسلہ کو توڑ ڈالا ہے ۔ اور اب عالم کے سکھر (چوٹی) پر جہالت اور اسکے بڑے دلی دوست موت کے فاتح کے طور پر زندہ ہین ۔ وہ فرزندان خدا کہلاتے ہین اسوجہ سے کہ انہون نے خدا کے کمال کو حاصل کیا ہے جو جیون کا انجام ہے گویا پرماتما پن یا خداوندی کو ورثہ مین پایا ہے ۔ خالص پورن خوشی یعنی کبھی نہ کم ہونے والا ہمیشہ کا پرم آنند موت کو مغلوب کرنے کی طاقت یعنی حیات جاودانی ۔ قدرت کاملہ ۔ غیر محدود گیان ۔ اور غیر محدود مشاہدہ جنکو جین مت کے شاسترون مین اننت چتشٹہ (چار قسم کی لامحدود فضلیتین) کہتے ہین اونکی نورانی آتماؤن کے گُن ہین ۔ وہ قوم انسان کے اصلی مرشد ہین اور معرفت یعنی مذہب کے اصلی مخرج ۔ اونکے خاص اوصاف جو لیسوع نے بتائے ہین (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۲۰ آیات ۳۴ لغایت ۳۶) حسب ذیل ہین ۔

(۱) روحانی قابلیت جس سے وہ اوس دنیا یعنی نروان کو پاتے ہین ۔
(۲) تذکیر اور تانیث سے مبرا ہونا یعنی سب قسم کے جسمون سے رہائی ۔
(۳) موت سے خلاصی ۔ اور
(۴) پرماتما پن کا حصول ۔

یہ ناممکن ہے کہ لوقا کی انجیل (باب ۲۰ آیت ۳۶) مین مسیح کے کہے ہوئے الفاظ پھر کبھی نہ

پر زیادہ زور دیا جائے - اگر ارواح صرف ایک ہی دفعہ پیدا ہوتے اور مرتے ہون تو یہ الفاظ بالکل بے معنی ٹھیرینگے - یہ امر کہ یہ بیان صرف اون ہی پرم آتماؤن کی نسبت کہ جو اوس دنیا کو پاتے ہین اور مردون سے جی اوٹھتے ہین کیا گیا تھا اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے کہ وہ تمام ارواح سے بلا امتیاز متعلق نہین ہے - پس جب کہ وہ تمام جاندار جنہون نے اپنی آتماؤن کو پوترنہین کر لیا ہے آواگون مین بار بار پیدا ہوتے اور مرتے ہین وہ ارواح جنہون نے روحانی کمال کو پورے طور سے حاصل کر لیا ہے آئیندہ مرنے سے خلاصی پاتے ہین (دیکھو کی اوف نولیج) -

اب ہم تحت کا مضمون آسانی سے سمجھ سکتے ہین -

"مبارک وے ہین جو حلیم ہین کیونکہ وہ دنیا کے وارث ہونگے"

(دیکھو متی کی انجیل باب ۵ آیت ۵) -

اُسکا صاف طور سے یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ اپنے آئیندہ جنمون مین بادشاہ اور انسانون کے حاکم بنینگے - قیامت کے مسئلہ کی مروجہ لفظی تعبیر سے اس آیت کا مطلب بالکل خبط ہو جاتا ہے کیونکہ اگر قیامت کے قبل دنیا کا خاتمہ ہو جاویگا تو حلیم کس چیز کو ورثہ مین پائینگے -

اسی طور پر یہ کہا گیا ہے (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۹ آیت ۲۹) :-

"اور جس کسی نے گھرون یا بھائیون یا بہنون یا باپ یا مان یا جورو یا لڑکون یا کھیتون کو میرے نام کی خاطر چھوڑ دیا ہے اوسکو سو گنا ملیگا اور وہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا"

یہ بالکل وہ ہی بات ہے جو جین مت مین کہی گئی ہے جیسا کہ رتن کرنڈ شراوکا چار کے ذیل کے مضمون سے جو گھرست دہرم پر ایک بڑا مستند شاستر ہے ظاہر ہوگا -

"جنکے دل سچے اعتقاد سے پاک ہو گئے ہین وہ تپسیا - پرتاپ - ودّیا
کیرتی - لچھمی - فتح اور فضیلت کے مالک ہوتے ہین - وہ اونچے
گہرانون مین پیدا ہوتے ہین اور دہرم - ارتھہ - کام و موکش
کے حاصل کرنے والے اور انسانون مین برتر ہوتے ہین -

"جس نے دہرم کا امرت پیا ہے وہ جیو سب قسم کے دکہون سے
آزاد ہوتا ہوا پار بے مثال اور سب سے عمدہ موکش کے پرم
آنند کے سمندر سے اپنی تسکین کرتا ہے -

"جو جیو تیاگ اور دہرم کے کڑے مارگ پر چلتے ہین وہ ہمیشہ
کے لئے مکتی کے پرم آنند (بے مثال سکہہ) کو بہوگتے ہین اور انمین
لامحدود گیان - اعتقاد قوت - شانتی - خوشی - ترپتی اور پورنتا
(فضیلت) پائی جاتی ہین - اور اگر کوئی ایسی آفت بہی آجاوے جو تینون
لوکون (تمام کائنات) کے غارت کرنیکو کافی ہے تو بہی سیکڑون کالونکے
گذرنے پر مکت جیون کی حالت مین ذرہ بہی کمی نہین ہوسکتی ہے"

اب ہم یسوع اور یوحنا بپتسمہ دینے والے کے باہمی تعلق کو سمجھنے کی کوشش کرینگے
جن مین سے آخر الذکر کی شخصیت انجیل مقدس مین نہایت پیچیدہ ہے - اول تو وہ مسیح
کا اوسکی مان کے رشتہ سے بہائی کے طور پر قریبی رشتہ دار ہے اور مسیح کی مان کی آواز
کو جب کہ مسیح اوسکے پیٹ مین تہا خود اپنی حاملہ مان کے پیٹ کے اندر رہی ہے سنکر
خوشی کے مارے اچہل پڑتا ہے (دیکہو لوقا کی انجیل باب ۱ - آیت ۴۱) - یہ بہی
لکہا ہے کہ یوحنا یردن ندی کے کنارہ عیسیٰ کو ملا اور جب عیسیٰ نے اوس سے
بپتسمہ لینا چاہا تو اوس نے حلیمی سے جواب دیا (دیکہو متی کی انجیل باب ۳
آیت ۱۴) :-

"مین آپ تجہہ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہون اور تو میرے پاس آتا ہے
(یعنی مجہہ سے بپتسمہ لینا چاہتا ہے)"

وہ اُسیوقت یسوع کو بپتسمہ دینے کو راضی ہوتا ہے کہ جب یسوع اسکو یقین دلاتا ہی کہ مسیح کے لئے اوّل اوس سے بپتسمہ پانا لازمی ہے (دیکہو متی کی انجیل باب ۳- آیت ۱۵)-

"یسوع نے جواب مین اوس سے کہا کہ تو اب ایسا ہونے ہی دے
کیونکہ ہمین اسیطرح ساری راستبازی پوری کرنی مناسب ہے"

اسکے بعد یوحنا نے دیکہا کہ آسمان کہل گیا اور خدا کی روح فاختہ کی شکل مین یسوع سے اوپر اوتری - اور اسکے بارہ مین یوحناؔ نے خود ایسا کہا ہے (دیکہو یوحناؔ کی انجیل باب ۱- آیت ۳۴):-

"چنانچہ مین نے دیکہا اور گواہی دیتا ہون کہ یہ خدا کا بیٹا ہے"

دوسرے روز یوحناؔ نے اپنے دو شاگردون کو یسوع کو جاتے ہوئے دکہایا اور کہا (دیکہو یوحناؔ کی انجیل باب ۱- آیت ۳۶):-

"دیکہو یہ خدا کا برّہ ہے"

اپنے آنے کا مطلب یوحناؔ نے اسطرح پر بتلایا (دیکہو یوحناؔ کی انجیل باب ۳- آیت ۲۸ لغایت ۳۱)-

"مین مسیح نہین ہون مگر مین اوسکے آگے بہیجا گیا ہون - جسکے پاس دلہن ہی وہی دولہہ ہے مگر دولہا کا دوست جو کہڑا ہوا اوسکی باتین سنتا ہو دولہا کی آواز سے بہت خوش ہوتا ہے - پس میری یہ خوشی پوری ہوگئی ضرور ہے کہ وہ بڑہے اور مین گہٹون - جو اوپر سے آتا ہے وہ سب سے اوپر ہے اور جو زمین کا ہے وہ زمین ہی سے ہے اور زمین ہی کی

کہتا ہے۔ جو آسمان سے آتا ہے وہ سب سے اوپر ہے"

اور یہ بھی کہا (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۳- آیت ۱۶)۔

"مین تو پانی سے تمہین بپتسمہ دیتا ہون لیکن میرے بعد ایک آنیوالا ہے
جو مجھہ سے بہت زیادہ زور آور ہے جسکے جوتہ کا تسمہ کہولنے کے لائق
مین نہین ہون وہ تمکو روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا"۔

یوحنا نے یہ سب کچھہ کہا تاہم چند مہینون کے بعد جب ہیرودس نے اسکو قید خانہ مین
ڈالدیا تو اوسنے واقعی اپنے شاگردون کو بہیجا کہ وہ جاکر یسوع سے دریافت کرین
کہ "آیا وہ وہی ہے جو آنے والا تہا" یا وہ کسی دوسرے کے منتظر رہین (دیکھو متی
کی انجیل باب ۱۱- آیات ۲ و ۳)۔

مین یوحنا کی اس عجیب قلابازی کے متعلق خود کچھہ نہین کہون گا بلکہ صرف
ایونسن (Evanson) صاحب کو جو بہت دنون تک عیسائی کلیسیا کے پادری
تھے اور جنہون نے بالاخر اپنے کو اوس کلیسا سے بوجہ اختلاف رائے کے علیحدہ کر لیا
تہا خود اپنی رائے آپ کے سامنے اس مضمون پر ظاہر کرنے دون گا:-

"اب یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا کو جو بچپن ہی سے یسوع سے
واقف تہا اور جو اوسکے بارہ مین وہ سب حال جانتا ہوگا جو اوسنے
اپنے اور اوسکے خاندانون سے معلوم کیا ہوگا اور جسنے معجزانہ طور پر
اپنی مان کے پیٹ ہی مین سے اپنی محبت اور تعظیم کا اظہار محض اوسکی
(یسوع کی) مان کی آواز کے سننے پر خوشی کے مارے اچھل پڑنے
سے کیا تہا کسی وقت یسوع کے مسیح ہونے مین شبہہ ہوا ہو"

History of New Testament Criticism صفحہ ۹۱

جس کتاب کا یہان پر حوالہ دیا گیا ہے اوسکے مصنف مسٹر ایف- سی- کونی بیر

کی انجیل کی متذکرہ بالا آیات کی نسبت زمانہ حال کی عالمانہ چہان بین کا نتیجہ ان پرمعنی الفاظ مین دیتے ہین (دیکھو حوالہ سابق صفحہ ۹۱):-

"سچی رائے فی الحقیقت یہ ہے کہ باوجود صحت کا دعویٰ کرنے کے
لوقا ایک بد احتیاط اور اناپ شناپ لکھنے والا مصنف تہا"

ایوین سن کی رائے مین لوقا کی انجیل کے پہلے دو باب

"دوسری صدی کے نوعیسایون مین سے بعض بے تکلف جعلسازونکی
بے باکانہ افسانہ گری ہین جنہون نے یہ قیاس کرکے کہ اونکے نئے مذہب
کے موجد کی اس مین عزت بڑہتی ہے اس امر کی کوشش کی کہ اُس کی
پیدائش تو کم از کم اتنی ہی عجیب وغریب ثابت ہو جتنی بُت پرستون
کے سورماؤن اور دیوتاؤن کی ہوتی ہے۔ اور جنہون نے بعد کی
یسوع پرستی کی یعنی یسوع کے خدا کی مانند مانے جانے کی بنیاد رکہی
جو کفر کی شدت کے لحاظ سے بت پرستون کی بیہودہ روایات سے
بہی بڑھ کر ہے"

(حوالہ سابق صفحہ ۹۲)-

بدقسمتی سے یہ بات نہ تو ایوین سن کو اور نہ کسی حال کے زمانہ کے محقق کو اور نہ خود پادری لوگون ہی کو سوجہی کہ نئے عہدنامہ کی کتابین تحریر کے الفاظ کے مفہوم مین نہین لکہی گئی ہین اور واقعات کے بیان کے طور نہین پڑہی جانی چاہئین - اگر یہ بات انکو سوجہ جاتی تو اونکی کیا رائے ہوتی مین نہین جانتا - لیکن اب مین یوحنا اور مسیح کا مفہوم آپکے سامنے حل کرونگا تاکہ آپ خود اسکی وقعت کا اندازہ کرسکین -

یسوع اور یوحنا خود روح ہی کی دو مختلف حالتین ہین جو اسوقت پیدا ہوتی ہین جب کہ تنفس کے ادراک مین روحانیت کا خیال جاگ اُٹہتا ہے - یسوع حیات فتحمند کی

تصویر ہے اور یوحنا لذات دنیادی سے چہپاکر دستکش ہونے والی عقل کی
چونکہ جوہر روح ایک ہی ہے جسکی یہ دو مختلف صورتین ہین اسلئے وہ آپس مین
رشتہ دار ٹہیرتے ہین - اس وجہ سے یسوع اور یوحنا آپس مین ماؤن کے
رشتہ سے بہائی ہین - یوحنا کی زندگی کی غرض مثل ایک بیابان مین رونے والیکی
آواز کے ہے اور اوسکے رونے کا مطلب انسانون کو توبہ کرنے کی ہدایت کرنا
اور خداوند کی آمد کے لئے راستون کو سیدہا کرنا ہے (دیکھو مرقس کی انجیل باب
۱ - آیات ۳ و ۴) - یہ اس من کی حالت ہوتی ہے جو صدق دل سے اپنی عاقبت
پر بچار کرنے لگا ہو - جب انسان دنیادی بہوگون سے عاجز اور خواہشات
نفسانی سے پریشان ہو جاتا ہے تب وہ اپنی عاقبت کا خیال کرتا ہے اور اسوقت
اسکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہ کوئی دوست واحباب نہ دولت نہ مرتبہ نہ جسمانی قوت
نہ کوئی اور دنیادی شئے اسکو موت کے پنجہ سے چہڑا سکتی ہے اور نہ عدم کی تاریکی کو
جو اسکے آگے آتی ہے ہٹا سکتی ہے - تب وہ اس دنیا کو مثل بیابان کے پاتا ہے
اور تنہائی کی دہشت سے چلاتا ہے - پہر وہ فانی انسان کے سکہون اور بہوگون سے
کہ جن مین اب تک اسکا دل پہنسا ہوا تہا رنجیدہ ہو کر آہستہ آہستہ یہ معلوم کرلیتا ہے
کہ تمام خوشی اور سرور اور ہمیشگی کا خزانہ خود اوسکا آتما ہی ہے - یہ حالت ہے کہ
جسکی تشبیہ ایک شخص کے بیابان مین رونے سے دی گئی ہے جو یہ کہتا ہے کہ "توبہ
کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت قریب ہے" اب چونکہ عقل کی کارگذاری محض جسمانی
پاکیزگی پر ختم ہو جاتی ہے اور چونکہ زندگی ( ) نہ کہ عقل اصلی ترقی
کا باعث ہے اسلئے یوحنا کا بپتسمہ پانی پر محدود ہے - عقل مادہ کی بنی ہوئی مادی
ہے - لیکن روح نور ہے اور نورانی ہے - اسلئے عقل سے کہلایا گیا ہے کہ وہ مسیح
کے جوتے کا تسمہ کہولنے کی قابلیت نہین رکہتی ہے - تاہم چونکہ عقل ہی سے

ذریعہ سے ہم اپنی روح کی اصلی مائیت سے واقف ہوسکتے ہین اس لئے عقل ہی آنے والے مسیح کا کہ جسکے حمل مین آنیسے وہ خود شکم مادر (بچپن یعنے ابتدا کی حالت) مین خوشی سے اُچھل پڑتی ہے ایکلی شاہد یا گواہ ہے۔ لیکن اس حد تک کہ جہان تک مسیح کی زندگی مین دانش ایک نہایت ضروری جزو ہے وہ اولاً بغیر عقل کے بپتسمہ کے کامیاب نہین ہوسکتا ہے۔ لہٰذا یسوع کے پُرمعنی الفاظ: "اب ایسا ہی ہونے دے کیونکہ ہمکو اسی طرح ساری راستبازی پوری کرنا چاہیئے" (دیکھو متی کی انجیل باب ۳ - آئیت ۱۵)۔

عقل سکھہ کی ہوگنے والی نہین ہے اسلئے وہ دولہا نہین ہے۔ لیکن یہ اسکے لئے قدرتی فعل ہے کہ وہ دولہا کی آواز سنکر خوش ہو کیونکہ اُسکے آتے ہی بیابان بہشت میں مبدّل ہوجاتا ہے۔ اور آخری بات یہ ہے کہ چونکہ نجات کے حاصل ہونے مین ہمہ دانی حاصل ہوتی ہے جو عقل و حافظہ وغیرہ کے غارت ہونے کے بعد حاصل ہوتی ہے اسلئے یوحنا (عقل) کہتا ہے کہ "ضروری ہے کہ وہ بڑھے لیکن مین گھٹون گا"۔

یوحنا کا اپنے شاگردون کو اس امر کے دریافت کرنے کے لئے بھیجنا کہ آیا یسوع (روح مسیح یعنے نجات دینے والا ہے باوجود اسکے کہ وہ اُسکی حاملہ ماں کی آواز سنکر خوشی سے اُچھل پڑا تہا عقل کی خاصیت کو ظاہر کرتا ہے جو ہمیشہ شبہ و شک مین پڑی رہتی ہے اور شاذو نادر ہی اپنے نتائج سے مطمئن ہوتی ہے۔ پس یہ ظاہر ہے کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کا خیال اُس انسانی عقل کی طرف اشارہ کرتا ہے جسکو آتما کے خدا ہونے کا پتہ لگ گیا ہے۔

روح القدس یا متبرک روح وہ پاک روحانی خیال ہے جو انسان کو متبرک یا کامل بناتا ہے۔ وہ پورنتا یا متبرک پن کا دینے والا ہے یعنے صاف الفاظ مین روح القدس ویراگیہ ہی کا دوسرا نام ہے جس کا مفہوم دنیاوی تعلقات سے غایت درجہ کا

قطع تعلق ہے - آگ سے مطلب تپشیا سے ہے جیسے روزہ وغیرہ - ویراگیہ اور تپ روح کے پاک کرنے کے دو ذریعہ ہین - اسلئے مسیح روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیتا ہے - روح القدس کو تسکین دینے والا بھی کہتے ہین کیونکہ گو کہ ریاضت شروع شروع مین نہایت سخت اور دشوار معلوم پڑتی ہے تاہم اونچے درجہ کے سادہون کو اتنی خوشی محسوس ہوتی ہے کہ جس کا ذکر الفاظ مین نہین کیا جا سکتا ہے - ریاضت سے ہمہ دانی کا ملنا بھی یسوع کے ذیل کے کلام سے عیان ہے (دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱۴ - آیت ۲۶ - اور باب ۱۶ - آیات ۱۲ و ۱۳) -

"لیکن تسکین دینے والا جو روح القدس ہے جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمہین سب باتین سکھائیگا اور جو کچھہ مین نے تمسے کہا ہے وہ سب تمہین یاد دلائیگا -

"مجھے تمسے اور بھی بہت سی باتین کہنا ہین لیکن اُن کو ابھی تم برداشت نہین کر سکتے ہو - البتہ جب وہ سچائی کا روح آویگا تب وہ تم کو سب باتین بتاویگا"

اب اس امر کے بارہ مین کہ یہ ہمہ دانی کہان سے پیدا ہوگی ہمکو یہ پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے کہ تعلیم کے معنے علم کے روح کے اندر ہی سے نکلنے کے ہین - انگریزی لفظ (education) کا بھی اصلی منشا یہی ہے جسکے استخراجی معنے e + duco باہر نکالنے کے ہین - متی کی انجیل مین بھی ایسا لکھا ہے (دیکھو باب ۵ - آیات ۱۴ و ۱۵) :-

"تم دنیا کے نور ہو جو شہر پہاڑ پر بسا ہوا ہے وہ چھپ نہین سکتا - اور چراغ جلاکر پیمانہ (سرپوش) کے نیچے نہین بلکہ چراغ دان پر رکھتے ہین تو اُس سے گھر کے سب لوگون کو روشنی پہونچتی ہے"

"ضروری ہے کہ وہ بڑہیگا اور مین گہٹون گا"

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے مسیح کا خیال ہندو مت مین بہی کرشن کی صورت مین پایا جاتا ہے جو گوپیون اور گاؤن کا ناتہہ ہے - یہان پر مین اس روپک کے بنیادی اصولون کا نہایت ہی اختصار کے ساتہہ بیان کر سکتا ہون بلحاظ اس امر کے کہ اوسکے چارتر نے پوری پورانون کو بہر دیا ہے - اور اس روپک کے حل کرنیکی کوئی خاص ضرورت بہی اسوقت محسوس نہین ہوتی ہے کیونکہ اب ایک مستند تشریح بہی کل مہابہارت کی گوڑہہ تعلیم کی جس مین کرشن کا جیون چرتر بہی شامل ہے موجود ہے یہ آئیر صاحب کی کتاب ہے جس کا حوالہ پی - ایچ - بی کے اختصار کے طریق پر ہم پیشتر دے چکے ہین - عام طور پر جبکہ نیک کرمون کے پہل کے باعث کوئی نفس اپنی آتما کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو آتما کے پرماتماپن کا خیال عقل مین محسوس ہوتا ہے اور سچے اعتقاد کے حاصل ہو جانے سے اوسکی آتما مین زندگی کی تحریک پیدا ہوتی ہے - پولس رسول نے اِسکو ذیل کے الفاظ مین خوب ادا کیا ہے (۱- کرنتہیون ۱۵/۴۵) :-

"پہلا آدمی یعنے آدم زندہ نفس (روح) تہا - پچہلا آدم زندہ نور ہو گیا"

نور کا اس طور سے زندہ ہونا ہی کرشن کی پیدائش ہے جو اصلی نجات دہندہ ہے کیونکہ جب وہ پورے طور سے جاگ اوٹہتی ہے تو خود روح ہی ایک پورن پرماتما ہو جاتی ہے - اسوجہ سے کرشن تمام صفات الٰہی کا مخزن ہے - وہ گوپیون اور گاؤن (بہجن و رسوم وغیرہ) کا سوامی ہے - بچپن ہی مین وہ کالی ناگ راج کو مطیع کرتا ہے جسکی تعبیر بمعنی خواہشات یا نفس امارہ کے مارنے کے ہم پہلے کر چکے ہین - جب اندر (ناپاک جیو) گاؤن کو چہرانا چاہتا ہے تو کرشن گوبردہن پہاڑ (خواہشات

کے من) کو اپنی چھوٹی انگلی پر اٹھا لیتا ہے اور اس طور پر انکی رکشا کرتا ہے اندھیری راتون مین گوپیون کو انکے شوہرون کے بسترون پر سے بلانا - جمنا کے کنارہ پر کے چاندنی رات کے مستانہ رقص - چوری چھپے کے بوس و کنار جو اخلاقی لحاظ سے نہایت برے افعال ہین اگر وہ کسی واقعی شخص سے سرزد ہون سب مسیح یا کرشن کے لئے نہایت ہی انسب ہین - کیونکہ کرشن گوپی (روح) کے لئے پرماتما پن کی پورنتا کا آدرش (نمونہ) ہے تاکہ وہ اس سے دل کھول کر محبت کرے - اسکے لئے لازم ہے کہ وہ رات کی تاریکی مین یعنے اپنے من سے دنیاداری کے خیالات علیحدہ کرکے شوہر کی محبت اور ہم نشینون کے طعنون (دنیاوی تعلقات) کا خیال دل سے نکال کر شانتی سے بہنے والی جمنا (چت یا من) کے کنارہ پر جا نکلے - جب وہ اپنے نجات دینے والے کے سامنے اپنے کپڑے اتار کر (دنیاوی مقبوضات و املاک کو چھوڑ کر) کھڑی ہو جاتی ہے جب وہ عورتونکی شرم کی آخری علامت کو بہو لجاتی ہے اور اپنی برہنگی اور سوسائٹی کے قاعدون کو خیال مین نہ لاکر سیدہی کھڑی ہوئی حالت مین اپنے ہاتھ اپنے سر کے اوپر اٹھا کر جوڑتی ہے تب طالب و مطلوب کی دوئی کا خیال دل سے نکلتا ہے اور محبت کے ثمر کا حظ آتا ہے محبت مین مبتلا گوپیون کی تمنائین اور خوف انکی گھر کے کاروبار سے بے خبری - انکی مطلوب سے ہمبغل ہونے کی پرجوش خواہش - یہ سب محض تشبیہین ہین جو اس امر کو ظاہر کرتی ہین کہ نورانی فضیلت کے حاصل کرنے کے لئے جو نجات دہندہ کرائسٹ یا کرشن کے روپ مین باندہا گیا ہے کیسے غایت درجہ کی بھگتی و سرگرمی کی ضرورت پڑتی ہے (کی اوف نولیج باب ہفتم -

کرشن کی پیدائش اس بڑی سے بڑی لڑائی (مہابھارت) کی ابتدا کی جو روح کو اپنی زندگی مین لڑنی پڑتی ہے علامت سے ہے - جنگ ہوا تو رحیب نہین رہ سکتا ہے - اسکو بہت کام کرنا ہے - عیسائیون کے شاشترون کی زبان مین اسکو باپ کے امور کو طے کرنا ہے لوقا کی انجیل مین لکھا ہے (باب ۳ - آیت ۵) :-

"ہر ایک گہاٹی بہر دیجائیگی - ہر ایک پہاڑ اور ٹیلہ نیچا کیا جائیگا
جو ٹیڑھا ہے سیدہا بنایا جائیگا - جو اونچا نیچا ہے وہ ہموار
کیا جائیگا"

لیکن یہ کام بغیر مخالفت کے نہین ہوسکتا ہے - تاریکی کے دیو مقابلہ کو طیار ہین پہلے اُن سے تصفیہ کرنا ضروری ہے - اب خاندانون اور قومون کی فراہمی ہوتی ہے سورما پیدا ہوتے ہین - بہادرون کو سپہ گری کی تعلیم دیجاتی ہے - فوجین اکہٹا ہوتی ہین - کرشن کی رہبری سے کمزور کم اعتقاد روح (ارجن) دشمن کی زبردست فوجون سے خونخوار جنگ کرتا ہے - انجام کار بدی مغلوب ہوتی ہے روح کی فتح ہوتی ہے اور قید سے رہائی ملتی ہے - پہر نروان ہے اور خوشی اور آنند جہان پہ نہ کوئی لڑائی لڑنے کو باقی رہتی ہے نہ کوئی دشمن خوف دلانے یا زیر کرنے کو -

مختصر طور سے یہ مہابہارت کا مطلب ہے - بعض اوقات یہ خونخوار جنگ دیون اور اسرون (شیاطین تاریکی و غضب) کی جنگ کہلاتی ہے دیون کی فوج کا سردار اندر ہے جسکی موجودگی مین دیوتا خوب بہادری سے لڑتے ہین - اس کی وجہ یہ ہے کہ دیوتا لوگ صرف روح کی مختلف قسم کی اصلی صفات ہین اور اس سے علیحدہ کوئی چیز نہین ہین - یہ دیوتا امر ہین گوکہ یہ جنگ مین اکثر شکست کہاتے ہین - لیکن شیاطین فانی ہین - اس کا مطلب یہ ہے کہ روح کی آلہی صفات دراصل روح کے جوہر کی خاصیتین ہین جو وقتاً فوقتاً محدود و بے اثر تو ہوسکتی ہین مگر قطعی غارت کبہی نہین ہوسکتین - برعکس اسکے جہالت اور غضب وہ قوتین ہین جو مادہ کے میل سے ناپاک روح مین پیدا ہوتی ہین اور مادہ کی علیحدگی پر بالکل جاتی رہتی ہین - بیشتر مذہبی افسانون مین روشنی کے دیوتاؤن اور تاریکی اور بدی کے شیاطین کے

یہ سب اوسکے ذاتی اقوال ہین گو کہ انکا محسوب کرنا اس امر کے دریافت کرنے کیلئے کہ اوسنے کہان تک اصلی روحانی ترقی کی تھی ضروری ہے۔

اسمین شبہہ نہین ہے کہ اسلام کی منشا شروع مین ضرور اون عیاشیون اور زرپرستی کے متعلق جو محمد کے زمانہ مین عربون مین پائی جاتی تھین ایک قسم کی ریفارم سے تھی لیکن تلوار نے جسکو محمد اپنی حفاظت مین کھینچنے کے لئے مجبور ہوا اس خیال کو پورا نہین ہونے دیا۔ میرا ایمان کوئی تعلق اسلام کے پولیٹکل پہلو سے نہین ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ انجیل اسلام مین سابق مذاہب کی وہ تعلیم جو سادہ ہو کو اعلیٰ درجہ کی حیا اور شانتی کی ہدایت کرتی ہے نہین پائی جاتی ہے اور نہ ممکن ہی تھی ضروریات وقت کے نتیجہ قرآن شریف مین یہ تعلیم نہ آسکتی تھی اور نہ واقعی آئی کہ اگر کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا اوسکے سامنے کر دیا جاوے۔ جہاد بیرونی علامت اسلام کی ٹھہرا گو کہ ہلال اب تک اوسکی اندرونی نشانی ہے۔ اسمین شبہہ ہے کہ آیا اسوقت کوئی زندہ مسلمان اس امر سے واقف ہے کہ یہ ہلال کہان سے آیا۔ غالباً ان مین سے بہت سے اپنے من مین اوسکو معجزہ شق القمر سے نسبت دیتے ہون گے لیکن اوس معجزہ کی اصلی تعبیر بالکل مختلف ہے جیسا کہ اوف تو لیبج مین دکھایا گیا ہے۔ اوس معجزہ سے مراد صرف ایک قسم کی روشن ضمیری سے ہے جسکو غالباً تھیوسوفی والے اسٹرل طبقہ کا مشاہدہ یا نظارہ کہتے ہین۔ یہ قیاس کیا گیا ہے کہ روشن ضمیری کو روکنے والے پردون مین سے پہلا پردہ ایک نہایت لطیف مادہ کا ہے جسکو اسٹرل مادہ کہتے ہین اور جسکا چاند کے ساتھہ ایک قسم کا مقناطیسی تعلق ہے اور اس معجزہ سے مطلب صرف اس مادی پردے کو پھوڑ کر نگاہ کا پار نکل جانا ہے۔ ہلال کی تشریح کے بارہ مین مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مین آپ کو قدیم جین مت کی علامت کا حوالہ دون

جس مین ایک ہلال سیتیے کی شکل کے اوپر مع ایک بندی کے جو اسکے اوپر ہے اور
مع تین بندیون کے جو نیچے ہین بنا ہے - یہ علامت ذیل کی شکل کی ہے -

卐

اسکی تشریح اسطور پر ہی کہ سیتیے یا کراسکی چار شاخین چار گتیونکو بتاتی ہین جنمین آدمی اگون کرنیوالا جیو بار بار جنم لیتا ہے وہ گتیان یہ ہین

(۱) دیو گتی - یعنے بہشتون کے باشندون کی حالت -
(۲) منش گتی - یعنے انسانی زندگی -
(۳) نرک گتی - یعنے دوزخ کے باشندون کی حالت - اور
(۴) باقی تمام زندگی کی حالتین جنکو تریچ گتی کہتے ہین - مثلاً پرندے درندے -
کیڑے - مکوڑے - نباتات - جمادات وغیرہ وغیرہ -

سیتیے کے اوپر کی تین بندیون کا مطلب سچّے اعتقاد سچّے علم اور سچّے عمل سے ہے
اور ہلال سے مراد جاگ اوٹھنے والے نور سے ہے جو روز بڑہتا اور افزون ہوتا
ہے جب تک کہ وہ بڑھ کر چاند کی طرح پورن نہ ہو جاوے - سب سے اوپر کی
بندی پرماتماپن اور پورنتا کو ظاہر کرتی ہے - ہلال کی یہ تشریح ہے جو خفیہ علم
معرفت بتاتا ہے -

جبرئیل فرشتہ کے بارہ مین سر سید احمد نے اوسکی ہستی کو تسلیم کرنے سے انکار
کیا اور کہا کہ جب کہ پیغمبر صاحب نے کہا کہ اونکے پاس ایک فرشتہ آیا تہا تو اونکا مطلب
صرف اتنا ہی تہا کہ اونکو ایک اجنبی شخص ملا تہا دیکہو خواجہ خان کی
Philosophy of Islam صفحہ ۵۴ - مگر اسکے اصل
مطلب کا پتہ اور ہی مقام سے لگتا ہے - شیو سنگہت نامی یوگ کی مشہور کتاب
مین ایسا لکہا ہے :-

"جب یوگی اپنی آنکہون کو اندر کی طرف اوٹہا کر پرم آتما کا

دہیان کرتا ہے اور اپنے من کو اپنی پیشانی میں لگا لیتا ہے تب وہ
پرم آتما کے جلال کو دیکھہ سکتا ہے۔ وہ دانا یوگی جو اسطرح ہمیشہ دہیان
کرتا رہتا ہے وہ اوس پرم آتما کا اظہار اپنی آتما میں کرتا ہے اور اوس سے
گفتگو بہی کرسکتا ہے"

باقی فرشتون مین سے دو وہ ہین جو انسان کا اعمال نامہ تیار کرنے کے لئے مقرر
ہین ایک اوسکے داہنی ہاتہہ اور دوسرا بائین بیٹہتا ہے وہ ایک لفظ بہی نہین کہہ پاتا ہے
لیکن اوسکے ساتہہ ایک نگہبان ہے جو فوراً اسکو لکہہ لیتا ہے"
(قرآن شریف باب ۵۰)۔ یہ صاف طور سے پران کی دو ناڑیان ہین جنکو ایڑا اور
پنگلا کہتے ہین جو ریڑھ کے چکرون کے سلسلے مین جن مین تنفس کے جسمانی حرکات
جذبات۔ عادات وخیالات کا خلاصہ محفوظ رہتا ہے گذرتی ہین۔ یہ مناسب
ہوگا کہ مین آپکو یہ بتادون کہ ایڑا بائین نتہنے سے اور پنگلا داہنے نتہنے سے
گذرتی ہے۔

اسلام کے اصلی اصولون کے بارہ مین اس مین شک نہین ہے کہ وہ ہی سب
اصول جو دیگر مذاہب مین پائے جاتے ہین اسلام مین بہی موجود ہین گو کہ بوجہ
نمایان کارآمد اور بے کار امور کا اجتماع قرآن شریف مین بہت زیادہ طبیعت
کا پریشان کرنے والا ہے۔ بیشمار موقعون پر قرآن شریف مین خدا کی تعریف
ان الفاظ مین کی گئی ہے کہ جو دیکھتا اور سنتا ہے۔ ہم جانتے ہین کہ دیکھنا اور سننا
ادراک یا زندگی کی صفت ہین کسی ایک تنفس یا روح کی ملکیت نہین ہین۔
سورۃ الحدید مین ایسا آیا ہے۔

"خدا تمہارے ساتہہ ہے جہان کہین تم ہو"
سورۃ الرحمان مین کہا گیا ہے کہ وہ اول ہے اور آخر ہے اور ظاہر اور باطن ہے

اور ہمہ دان ہے۔ سورۂ فاتح مین بتایا گیا ہے۔

"جو آدمی کہ تجھسے ہاتھہ ملاتے ہین وہ تجھسے ہاتھہ نہین ملاتے ہین بلکہ خدا
سے ہاتھہ ملاتے ہین"

ایک اور مقام پر یہ کہا ہے کہ خدا انسان کے زیادہ نزدیک ہے بہ نسبت اوسکے
اونٹ کی گردن کے سورۂ واکیا مین کہا ہے:۔

"ہم تمہاری نسبت انسان سے زیادہ نزدیک ہین مگر تم نہین سمجھتے ہو"

سورۂ ذریعت مین یہ لکھا ہے:۔

"مین انسان سے بہ نسبت اوسکے گلے کی رگ کے زیادہ نزدیک ہون"

اور آخر مین اسی سورۂ ذریعت مین علانیہ طور سے کہا ہے:۔

"مین تمہارے وجود مین موجود ہون مگر تم نہین سمجھتے ہو"

ان جملون کی مجھے تشریح کرنیکی ضرورت نہین ہے۔ جس وجہ سے کہ یہ فلسفہ کے اعلیٰ ترین اصول انسانون کو اس بھدّے ڈھنگ سے سکھائے گئے تھے وہ مختلف پیغمبرون کے زمانہ کے آدمیون اور سوسائٹی کے برتاؤ سے تعلق رکھتا ہے منصور انا الحق (مین خدا ہون) کہنے پر جیسا آپ جانتے ہین سُولی پر چڑھایا گیا تھا۔ اور بہی بہتیرے ایسے انسان ہوئے ہین کہ جنکو دیوانی خلقت نے مذہبی افسانون کے لفظی خداؤن کے نام پر اسی طور پر مار ڈالا جسکی وجہ سے تمثیلون مین دھرم اپدیش دینے کا رواج چل پڑا (دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱۶ - آیت ۲۵ و متی کی انجیل باب ۷ - آیت ۶) - ان تمثیلون کا اصلی مفہوم ان لوگون پر جو اصلی حقیقت اور رموزات عارفون کے طرز اپدیش سے واقف ہین صاف ظاہر ہے ورنہ شاعرانہ مبالغہ اور عبادت آرائی مین کھپ جاتا ہے۔

مسلمان عارفون نے ان مضامین کو کیونکر سمجھا وہ حضرت علی کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ جس نے اپنے معتقدون کو اس امر کی ہدایت کی تھی کہ اگر ضروری ہو تو انکو فلسفہ کافرون سے

بہی حاصل کرنا چاہیئے۔ خود پیغمبر صاحب نے کہا ہے:۔

"اے انسان تو اپنے کو پہچان"

عارفون مین سے ہم الحلاج کا جسکو عام طور سے لوگ منصور کہتے ہین اور جسکا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے حوالہ دے سکتے ہین۔ شمس تبریز بہی انہین مین ہوا ہے جسنے کہا ہے:۔

عجب من شمس تبریزم کہ گشتم شیفتہ بر خود
چون خود را خود نظر کردم ندیدم جز خدا در خود

اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

مین کیا عجیب شمس تبریز ہون کہ اپنے ہی اوپر عاشق ہو گیا ہون۔
جب مین نے اپنے کو غور سے دیکہا تو مین نے سوائے خدا کے اپنی ذات مین اور کسیکو نہین پایا

مولانا روم کہتے ہین "اے میری روح مین نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تلاش کیا۔ مین نے تجہہ مین سوائے مطلوب کے اور کسیکو نہین پایا۔ اے میری روح تجکو کافر مت کہہ اگر مین کہون کہ تو ہی مطلوب ہے۔ اے تم لوگون جو خدا کی تلاش کر رہے ہو تم کو تلاش کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ خدا تم ہی ہو خدا تم ہی ہو"

فریدالدین عطار کے ساتہہ تصوف کا خیال کمال کے درجہ تک پہونچا ہے جسنے کہا ہے:۔

تا تو ہستی خدا ئے در خواب است
تو نمانی چون او شود بیدار

اسکا اردو ترجمہ نظم ہی مین اسطور پر ہے۔

تیری ہستی ہے باعث ایک خدا کے خواب غفلت کی
رہے جب تو نہ عالم مین تو وہ بیدار ہو جاوے

کیا اس مضمون مین پُرانے ہندوستانی اعتقاد کے سوا جو بتاتا ہے کہ روح خود خدا ہے کوئی اور بات ہے یا یہ مسیح کے کلام سے مطابق نہین ہے جو کہتا ہے (دیکہو متی کی انجیل باب ۱۰-آیت ۳۹):-

"جو کوئی اپنی جان بچاتا ہے اوسے کہویگا اور جو کوئی میرے لئے اپنی جان کہوتا ہے اوسے پائیگا"

اب مین تصوف کے چند بیش بہا جواہرات آپ کے سامنے پیش کرتا ہون -

(۱) مقام روح بر من حیرت آمد -
نشان از وے بگفتن غیرت آمد -

(۲) توئی عاشق بظاہر در طریقت -
توئی معشوق باطن در حقیقت -

(۳) گر بکنہ خود ترا باشد رہے -
از خدا و خلق بیشک آگہے -

(۴) ہم ازین گفت است در بحر صفا -
نیست اندر جُبّہ ام غیرے خدا -

(۵) عین آبے آب مے جوئی عجب -
نقد خود ز انسان مے گوئی عجب -

(۶) پادشاہی از چہ میمانی گدا -
گنجہا داری چرا ئی بے نوا -

(۷) یار پنہانست در زیر نقاب -
ہم چو دریا کو نہان شد در حباب -

(۸) پردہ بردار و جمال یار بین -

دیدہ وا کن چہرۂ اسرار بین۔

(۹) کشف در معنی بود رفع حجاب۔
بود تو آمد بروئے تو نقاب۔

ان کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

(۱) روح کا مقام میرے لئے بہت تعجب خیز تھا۔
مین شرمندہ ہون کہ مین اوسکی تعریف کرنے مین قاصر ہون۔

(۲) تو ہی ظاہری عاشق طریقہ کے بموجب ہے۔
اور تو ہی دراصل خود معشوق بہی ہے۔

(۳) اگر تو اپنے راز کو پالے۔
تو خدا اور خلق کے راز سے بیشک آگاہ ہو جاوے۔

(۴) اسیوجہ سے بحر صفا مین کہا ہے۔
کہ میرے جبّہ مین سوائے خدا کے دوسرا نہین ہے۔

(۵) تو تو خود آب (پانی) ہے اور پانی کو ڈہونڈ تا ہے۔
اپنی پونجی کو بہول گیا ہے اور اب کہتا ہے تعجب ہے۔

(۶) تو بادشاہ ہے بہکاری کسلئے بنتا ہے۔
سب خزانے تیری ملکیت ہین پہر تو مفلس کیون ہے۔

(۷) معشوق نقاب کے اندر چہپا ہوا ہے۔
مثل دریا کے کہ حباب سے ڈہکا ہو۔

(۸) نقاب دور کر اور یار کا جمال دیکہہ۔
آنکہین کہول اور اسرار کو سمجہہ۔

(۹) حجاب معنی کے سمجہنے سے جاتا رہتا ہے۔

تیری ہی ہستی تیرے چہرہ پر نقاب کیطرح حائل ہوئی ہے۔
یہ سب پیغمبر کے اوس مختصر بیان کی تشریحین ہین جو ذیل مین دیا ہوا ہے:-
"جو اپنے آپ کو جانتا ہے وہ خدا کو جانتا ہے"
—— (دیکہو Sayings of Muhammad)

اسلام کے بموجب روح کی ایسی ماہیت ہے جو اوپر دکہائی گئی ہے۔ اور مجکو اس امر کو معلوم کرکے کہ قرآن شریف مین حیوانون کی جان کو انسان کے برابر درجہ کا مانا ہے بہت خوشی ہوتی ہے (دیکہو قرآن شریف باب ۶)۔
"دنیا مین کوئی کسی قسم کا چوپایا نہین ہے نہ کوئی مرغ جو پرون سے اوڑتا ہو لیکن یہ سب تمہاری طرح جاندار ہین۔ ہمنے اپنے احکام کی کتاب مین کسی چیز کو نہین چھوڑا ہے۔ تب وہ سب اپنے خداوند پر واپس پہونچینگے"

قرآن شریف مین ایسی آیتون کو پاکر بہی کہ جن مین اس امر اقبال ہے کہ اسکے پیشتر اور قومون اور ملکون مین سچے مذہب مروج تہا دل کو فرحت ہوتی ہے۔ فی الحقیقت یہ امر قرآن شریف کی تعلیم کا ایک جزو ہے کہ شروع مین انسان صرف ایک ہی مذہب کے معتقد تہے لیکن بعد کو اونمین تفرقین ہوگئین (دیکہو Sale's Quran صفحہ ۱۵۱)

آواگون کے بارہ مین تقدیر کا مسئلہ کہ جسکی وجہ سے اسلام پر fatalism (تدبیر کے منکر ہونے) کا الزام لگایا گیا ہے خود روحون کے بار بار جنم مرن کو ثابت کرتا ہے اگر اوس کو فلسفانہ نگاہ سے دیکہا جاوے۔ ٹی۔ پی۔ ہیوجیز صاحب Dictionary of Islam مین لکہتے ہین:-
"تقدیر یا نیکی و بدی کی نہ ٹلنے والی ڈگری اسلام کا چہٹا رکن ہے۔ اور مسلمان لوگون کا عقیدہ ہے کہ جو کچہہ نیک و بد ابتک اس دنیا مین

ہوا ہے یا آئندہ ہوگا وہ کلیتاً خدا کی مرضی سے ہوا ہے اور وہ سب
ہمیشہ کے لئے محفوظ تختی پر تقدیر کی قلم سے کندہ ہے اور کبھی
نہیں بدل سکتا ہے "

یہ محفوظ تختی خدا کے احکام کی کتاب ہے جو عربی مین لوح محفوظ کہلاتی ہے
اور اس مین وہ سب درج ہے جو گذشتہ زمانہ مین ہو چکا ہے اور نیز وہ بھی
جو آئندہ ہونے والا ہے -

"جسکی عمر بڑہائی جاتی ہے اُس کی عمر مین کچھہ بڑہایا نہین جاتا
نہ کسی کی عمر مین کچھہ گہٹایا جاتا ہے لیکن وہ ہی جو خدا کی ڈگریونکی
کتاب مین درج ہے " (سورۃ ۳۵)

سورہ یٰسین مین یہ بتایا گیا ہے کہ

"درحقیقت وہ ہم ہین جو مُردون کو متحرک کرینگے اور اُن کامون کو
لکھینگے جو انہون نے اپنے پہلے بھیجے ہین اور ان علامات کو جو وہ اپنے
پیچھے چھوڑ جائینگے - اور ہر چیز ہمنے اپنی ڈگریون کی واضح کتاب
مین لکھدی ہے "

انسانون کے افعال اس ڈگریون کی کتاب کے موافق سرزد ہوتے ہین اور یہ
ہی حال باقی سب جاندارون کی نسبت بھی صحیح ہے کیونکہ

"سب چیزین مقررہ ڈگریون کے مطابق ہی بنائی گئی ہین "
——— (سورہ ۵۴ - آیت ۴۹)

مفصلہ ذیل آیات کا مطلب بھی ایسا ہی ہے -

"کوئی مر نہین سکتا ہے اِلّا خدا کی مرضی سے اُس کتاب کے مطابق جس
عمر کی میعاد قایم کیگئی ہے - "

——— (سورہ ۳ - آیت ۱۳۹) -

"خدا نے سب چیزون کو بنایا اور وزن کیا ہے اور اُنکی تقدیر قائم کی ہے اور انکی رہبری کرتا ہے"

——— (سورہ ۸۷ - آیت ۲) -

"کسی طور سے بہی ہم پر کوئی بات نہین ہوسکتی لیکن وہی جو خدا نے ہمارے لئے مقرر کر دی ہے"

——— (سورہ ۹ - آیت ۵۱) -

کتاب واضح کی ایسی ماہیت ہے لیکن جو سوال یہان پر اوٹہتا ہے وہ یہ ہے کہ تقدیر کی کتاب کے احکام انسانون کی دنیا مین کیونکر نافذ ہوتے ہین - آسمانی محافظ خانہ مین ممکن ہے کہ ایک کتاب یا پورا کتب خانہ موجود ہو لیکن جب تک کوئی طاقت یا قوّت ایسی نہ ہو کہ جو انسانون کو اُن افعال سے جو انسے سرزد ہونگے باندھ سکے اسوقت تک یہ قیاس کے باہر ہے کہ تقدیر کے احکام کی اس تختی کی قیمت ہے جس پر وہ کندہ ہین کسی طرح سے زیادہ وقعت ہوسکے اگر ہمارے مسلمان دوست احکام تقدیر اور انسانون اور باقی تینون لوکون کے جاندارون کے افعال کے تعلّق کے معمّہ کو حل کرنے کی تکلیف گوارہ کرینگے تو وہ اس امر کے جاننے مین قاصر نہین رہینگے کہ وہ قوّت جو احکام تقدیر کی پابندی کرا سکتی ہے وہ صرف کرم کی قوّت ہے اور یہ کہ کتاب واضح یعنے لوح محفوظ سے مراد دراصل کرمون کے خود بخود لکہے جانے والے بہی کہاتہ سے ہے جس مین وہ سب باتین درج ہین جو سابق مین ہوچکی ہین اور نیز وہ بہی جو آئیندہ ہونے والی ہین - یا قرآن شریف کی عبارت مین تمام انسانی افعال جن مین شامل ہین وہ افعال بہی جو اُنہون نے اپنے پہلے سے بہیجے ہین اور وہ علامتین بہی جو اپنے پیچہے چہوڑینگے - کتاب تقدیر کی ماہیت اور رادس کارروائی کا حال

جو خود بخود انسانون کے اعمال اور اونکے قرارداده پہل کو درج کرتی رہتی ہے جین بدھ مت کی کرم فلاسفی مین صاف اور واضح طور سے دکہائی گئی ہین - پس یہ کل مسئلہ کرم کے فلسفہ کا نہایت مختصر اور گہٹا ہوا خلاصہ ہے -

یہ مضمون کہ

"اے میرے لوگون یہ کیا بات ہے کہ مین تمکو نجات کی طرف بلاتا ہون (نجات کی ہدایت کرتا ہون) لیکن تم مجکو آگ کی طرف بلاتے ہو (جہنم کے حوالہ کرتے ہو)"

جو چالیسوین سورۃ مین آیا ہے قرآن کے مسائل پر بہت بڑی روشنی ڈالتا ہے

---

۱ ذیل کی آیت قرآن کی اس سلسلہ مین قابل غور ہے (دیکھو قرآن شریف مترجمہ ابوالفضل - جلد ۲ - صفحہ ۳۸۶) :-

"یقیناً خدا نہین بدلتا ہے اوسکو جو آدمیون کے پاس ہے جبتک کہ وہ جو اونکے اندر ہے نہین بدلتے ہین"

اسی آیت کا ترجمہ سیل صاحب نے ذیل کے پُر معنی الفاظ مین کیا ہے (دیکھو Sale's Quran صفحہ ۱۸۲) :-

"یقیناً الہہ اپنے فضل کو جو انسانون مین ہے نہین بدلیگا جب تک کہ وہ اپنی روح کی (اندرونی) طبیعت کو گناہون سے نہ بدل دین"

جن الفاظ کے نیچے لکیر کہینچی گئی ہے وہ سیل صاحب کے ترجمہ مین مفہوم کو صاف کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہین جو یون بہی کافی طور سے واضح ہے - یہان صاف طور سے مطلب اوس چیز کی بُرے افعال کے ذریعہ تبدیلی کرنے سے ہے جو آدمیونکے اندر ہے - دیگر الفاظ مین طبیعت کے افعال سے بدل جانے سے - یہ یقیناً حقیقت کے مطابق ہے جیسا کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہین -

اور آواگون کے مسئلہ کے مطابق ہی سمجھہ مین آسکتا ہے - کیونکہ عربی لفظ نجات جو اس مضمون مین آیا ہے بے معنی ہوگا سوائے اوس صورت کے کہ جب وہ کسی قید یا بندش سے رہائی پانیکا اظہار کرے - اور اسکی صحیح تعبیر اوسی طرح کی ہوگی جیسے انجیل مقدس کے اوس مشہور اور معروف مضمون کی جو یوحنا کی انجیل کے آٹھوین باب کی بتیسوین آیت مین ذیل کے الفاظ مین درج ہے -

" اور تم حقیقت کو جان لوگے اور حقیقت کا علم تمکو آزاد کریگا "

یہ سب اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ قرآن شریف اور انجیل مقدس دونون مین آواگون کا اصول خفیہ طور سے سکہایا گیا ہے -

" اب ہم اون ذرایعہ پر غور کرینگے جو اسلام مین نجات پانیکے لئے قرار دیئے گئے ہین - انمین

(۱) قربانی -

(۲) دعا -

(۳) روزہ -

(۴) حج - اور

(۵) عام اصول راست بازی -

شامل ہین - ہم انمین سے پہلے دو کا تذکرہ کسی بعد کے لکچر مین کرینگے مگر حج (جاترا) ہر مذہب مین بتائی گئی ہے کیونکہ وہ اعتقاد بڑہانیکا ایک زبردست ذریعہ ہے اور روزہ اور عام اصول راست بازی کے بارہ مین اس مقام پر کوئی خاص تذکرہ کرنیکی ضرورت نہین ہے - ان سب کی منشا یہی تہی کہ خواہش کے زہریلے درخت کو جو تمام مصیبتون کی جڑ ہے اُکہاڑ کر پہنکدیا جاوے - اور اسلام مین بہت بڑے درویش ہوئے ہین جنہون نے ان ہدایات کو اسی معنی مین سمجھا ہے -

مین شمس تبریز اور فرید الدین عطار کی تصانیف مین سے ذیل کے چند اشعار اپنے اس بیان کی تائید مین پیش کرتا ہون -

(۱) ز دنیا ترک گیر از بہر دین تو	توکل بر خدا کن بالیقین تو
(۲) قلم اندر بصورت خویش درزن	حصار نفس را از بیخ بر کن
(۳) حواس خمسہ راچون دزد بر بند	چو بستن دزد ایمن باش میخند
(۴) چو باید رفتنت زین دار دنیا	چرا بندی تو دل در کار دنیا
(۵) بغفلتہاے دنیا خلق مغرور	بکردہ یاد مرگ از دل ہمہ دور
(۶) علایقہاے دنیا قطع گردان	حزین دل باش در دے چون غریبان
(۷) زبس مشغلت کہ مارا کور کرداست	کہ یاد مرگ از دل دور کرداست
(۸) تا نہ گردد نفس تابع روح را	کے دوا یابی دل مجروح را
(۹) مقام فقر بس عالیمقام است	منی و ما در آنجا بس حرام است
(۱۰) دران منزل بود کشف و کرامات	وے باید گزشتن زان مقامات
(۱۱) اگر دنیا و عقبیٰ پیش آید	نظر کردن دران ہرگز نشاید
(۱۲) اگر گردی تو در توحید فانی	بحق یابی بقاے زندگانی

ان کا اردو مین ترجمہ اس طور پر ہے -

(۱) تو دین کے واسطے دنیا کو چھوڑ دے + تو خدا پر یقیناً بھروسہ کر -
(۲) خودی کی صورت مین تو قلم مار دے + تو نفس کے حصار کو بنیاد سے اکھاڑ کر پھینک دے
(۳) اندریون کو تو چور کی طرح سے قید کر لے + جب چور پکڑ لیا تو تو امن سے خوشی منا
(۴) جب تجھے اس دنیا سے جانا ہے + تو پھر اپنے دلکو دنیا کے کاروبار مین کیون لگاتا ہے
(۵) دنیا کے نشون مین خلقت مغرور ہے + سبھون نے موت کا خیال دل سے بہلا دیا ہے
(۶) دنیا کے تعلقات کو قطع کر دے + تو اوسین مسافرون کی طرح سے اوداس چیت سے رہ

(۷) کیا غفلت ہے کہ ہمکو اندھا کر دیا ہے + کہ موت کا خیال دل سے نکال دیا ہے -
(۸) جب تک نفس روح کا مطیع نہین ہو جاتا + دل مجروح کا علاج کیسے ممکن ہے -
(۹) فقیری کا مقام عالیمقام ہے، مین اور میرے کا گذر اسمین نہین ہے -
(۱۰) اُس منزل مین کشف و کرامات ہوتے ہین + لیکن وہانسے گذر جانا چاہیئے -
(۱۱) اگر دنیا و عقبیٰ فقیر کے سامنے آجادین + تو بہی پر نظر نہین ڈالنی چاہیئے -
(۱۲) اگر تو توحید مین فانی ہو جاوے + تو حقیقت مین ابدی زندگانی پاوے -

قرآن شریف کی ذیل کی آیات مین ترقی کرنیکے ذرائیعون مین علم پر اصرار پایا جاتا ہے - حوالہ سیل (Sale) صاحب کے انگریزی ترجمہ کے صفحون کا ہے -

(۱) "برداشت کو عمل مین لا اور عادلانہ ہدایت کر اور جاہل سے دور ہٹ جا" (صفحہ ۱۲۵) -

(۲) "...... کہ وہ اپنے تئین مذہب مین اسکو سمجھ کر تعلیم دے سکین" (صفحہ ۱۴۹) -

(۳) "کتنے آدمی ان باتون پر اپنے من مین بچار کرتے ہین" (صفحہ ۳۵۲) -

(۴) "یہ ایک انسان کے لیئے زیبا نہین ہے کہ خدا اسکو ایک الہامی کتاب دے اور دانش دے اور پیشین گوئی کرنے کی قابلیت عطا کرے - اور وہ آدمیون سے کہے کہ تم خدا کے علاوہ میری پرستش کرو - لیکن اسکو یہ کہنا چاہیئے کہ تمکو علم اور عمل مین کامل ہونا چاہیئے - کیونکہ تم شاستروں کے جاننے والے ہو اور تمکو اُن پر چلنا چاہیئے" (صفحہ ۴۱) -

آخری حوالہ اِس امر کو صاف طور سے ثابت کرتا ہے کہ نجات پانیکے
لئے نیک اعمال کی ضرورت ہے - اب مین آج یہین پر رک جاؤنگا
اور کل اور پرسون دیوی دیوتاؤن والے مذاہب کی تفتیش
جاری رکھون گا -

زمانہ تک یہ خیال پختہ ہو گیا تھا کہ ہر فرعون کی زندگی آدسائیرس کی سوانح عمری کی تقلید تھی۔ بالاخر صاف ہوتے ہوتے لوگون کا یقین یہ ہو گیا کہ ہر شخص جو ضروری علم رکھتا ہے مرنے کے بعد اوسائیرس بن سکتا ہے پھر زندہ کیا جاسکتا ہے اور دیوتاؤن کے سامنے نیردوش (بے عیب) قرار پاکر ہمیشہ کی خوشی کو حاصل کر سکتا ہے۔ یہ اعتقاد قریب قریب مصر کے کل باشندون کا قدیم سے قدیم زمانہ سے تھا کہ چونکہ اوسائیرس پھر زندہ ہوا اور نیردوش ٹھیراے جانیکے بعد پھر ہمیشہ کے لئے امر ہو گیا اسلئے اسکے ماننے والے بھی ویسے ہی ہو سکتے ہین۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ اعتقاد تمام تاریخی زمانہ مین بلا کسی خاص تفاوت کے برابر جاری رہا۔"

دی بک آف دی ڈیڈ (The Book of the Dead) کے باب ۱۵۴ مین یہ آیا ہے کہ

"اے میرے الٰہی باپ اوسائیرس تجکو بندگی ہو تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نہین سڑا ۔ ۔ ۔ ۔ تو بھرشٹ نہین ہوا مین نہین سڑونگا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مین بھرشٹ نہین ہونگا۔ میرا وجود رہیگا۔ مین زندہ رہونگا۔ مین بڑہونگا۔ مین امن مین بیدار ہونگا"

ہیروڈوٹس (Herodotus) نے ان رموز کا حسب ذیل تذکرہ کیا ہے (دیکھو ای۔ آر۔ ای جلد ۹ صفحہ ۷۴):-

"سیس (Sais) مین ایک بزرگ کا مزار ہے جسکا نام لینے مین مجھے تامل ہوتا ہے۔ مقبرہ کی جھیل پر مصری لوگ رات مین اسکی برداشت کی ہوئی مصیبتون کا ناٹک کرتے ہین۔ اور اس ناٹک کو وہ رموز کہتے ہین۔ ان رموز کی سب رسومات مجھے

بخوبی معلوم ہین لیکن میرے ہونٹ اون کا تعظیماً اظہار کرنیسے
باز رہینگے "

اور پلوٹرک (Plutarch) اتنا اور کہتا ہے کہ

" آئیسس (Isis) نہین چاہتی کہ خود اسکے مصائب اور
غم آلودہ سفرنامے اور اوسائیرس کی دانش اور بہادری کے
کارنامے بہول اور خاموشی مین ڈالدیے جاوین - اس لئے اسنے
پاک متبرک رموز قایم کیے ہین جو اوسائیرس کے مصائب کی
ناٹک کے پیرایے مین نقل کرتے ہین تاکہ وہ اُن مرد وزن کے لئے
جو ویسی ہی مصیبتون مین گرفتار ہین ایک مذہبی تعلیم اور تشفّی دہ
امید کے طور پر کار آمد ہون "

۔۔۔۔۔۔۔۔ دیکھو پلوٹرک کی آئیسس و اوسائیرس - ۲۷

ایک مصری روایت کے بموجب اوسائیرس کو اسکے بہائی سیتہہ (Seth)
نے جس کے نام کا مفہوم تند طوفان ہے قتل کر ڈالا تہا اور اسکی نعش تابوت مین
بند کرکے دریاے نیل مین بہادی گئی تہی - وہ وہان سے بہہ کر ایک ایسے مقام پر پہنچی
کہ جہان آئیسس نے اوس کا پتہ لگالیا - اور وہان سے اسکو وہ مصر لیگئی - یہان پر
سیتہہ کو وہ نعش ملگئی جس نے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے دریاے نیل مین ڈالدیے
آئیسس نے اس نعش کی پہر تلاش شروع کی اور جہان جہان اسکو کوئی ٹکڑہ اس کا
ملا وہان وہان اُسنے ایک قبر بنادی - اس کے بعد ہورس (Horus)
ابن اوسائیرس اور اسکے دوست تہوتہہ (Thoth) اور انوبس
(Anubis) اوسائیرس کا بدلہ لینے کے واسطے آئیسس کے مددگار
ہوئے - اُنہون نے دیوتاؤن کے دربار مین اوسکو بے گناہ ثابت کیا اور اوسکی

مردون نعش کو زندہ کیا اور امر کردیا - اس طور پر اوسائیرس نے اپنا ملک اپنے لڑکے ہورس کے حوالہ کردیا جو مصر کے فرعون کا مورث اور مربی ہوا

(دیکھو ای-آر-ای جلد ۹ صفحہ ۴۷)-

اوسائیرس کے رموز کی ترتیب جو ایک پُرانی تحریر سے جسکی تاریخ ۳۰۰۰ قبل مسیح ہے از سر نو قایم کیگئی ہے حسب ذیل ہے - (۱) آئیسس اور نیفتھیس (Nephthys) اوسائیرس کی نعش کو تلاش کرکے دریائے نیڈِٹ (Nedit) پر ڈہونڈھ نکالتے ہین اور وہان پر نگاہ رونا پیٹنا ہوتا ہے -

(۲) واویلا کو سنکر دیوتا فوراً آتے ہین - ہورس اور انوبس اور تہوتہہ جادو کے آئے اور تازہ پانی سے بہرے ہوئے طشت لیکر آتے ہین - اوسائیرس کے جسم سے پانی کی چار دہارون اور دہونیون کے ذریعہ سب دہبے دہو ڈالے جاتے ہین -

(۳) متبرک منترون کے اثر سے متعدد معجزے ہوتے ہین - (الف) اوسائیرس کی نعش کے سب ٹکڑے جڑ جاتے ہین (ب) تیلون اور لیپون کے استعمال سے اور انوبس کے لبولہ کی مدد سے موہنہ آنکہہ اور کان اوسائیرس کے جسم مین کہولے جاتے ہین - (ج) سب اعضاء متحرک کئے جاتے ہین اور ہر عضو مین جان ڈالی جاتی ہے - (د) اوسائیرس کے جسم مین دوبارہ جان ڈالنے کے لئے اور طریقے استعمال کئے جاتے ہین - وہ زمین مین دفن کیا جاتا ہے - (ہ) حیوانی جسم کے بہانہ بہی اوسائیرس مین جان ڈالی جاتی ہے - وہ پوجاری جو انوبس کا پارٹ کرتا ہے ایک قربان شدہ جانور کی کہال اوڑہکر اسطرح لیٹتا ہے جیسے بچہ مان کے حمل مین - یہ اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ اوسائیرس

اور وارڈان کے لئے حسب ذیل قابل غور الفاظ مین ہدایت تہی:-

"اپنے دل مین اس بات کو سب سے زیادہ خیال رکھو اور اسے یاد رکہو کہ تمہاری بقیہ زندگی اس دنیا مین تجہے نذر ہو چکی ہے اور تم اپنی ہستی کے لئے میرے مقروض ہو" (ای - آر - ای جلد ۹ صفحہ ۲۰۲) -

تعلیم کے لحاظ سے وہ ہی پورا مضمون ایک خدا کی موت اور اوسکے بعد کو جی اوہٹنے کا ان سب رموز مین پایا جاتا ہے - ان خفیہ عبادت خانون مین سے ایک کا دلچسپ حال ای - آر - ای مین حسب ذیل الفاظ مین دیا ہوا ہے -

"ڈایونی سس (Dionysus) کی عبادت...... کی خاص صورت زیگری اس (Zagreus) کے نام سے تعلق رکہتی ہے جو ڈایونی سس...... کا ہی نام تہا - وہ روایات جو زیگری اس کی پیدائش وفات اور مر کر جی اوٹہنے کے بارہ مین مشہور ہین طبیعت مین خاص کر نفرت پیدا کرنے والی قسم کی ہین......... زیگری اس زی اس (Zeus) اور پرسیفونی (Persephone) کے ناجائز تعلق کا نتیجہ تہا - بچپن ہی مین ٹائیٹر (Titans) نے اوسکو کہلونے وغیرہ دیکر بہلالیا تہا - اور زبر کرکے اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کرکے اوسکو کہا گئے تہے - صرف دل باقی رہگیا تہا جسکو اتہینی (Athena) نے چہین کر زی اس کو دیدیا جسنے اوسکے قاتلون کو اپنے بجر سے مار ڈالا اور اوس دل سے ایک اور زیگری اس پیدا کردیا"

اس روایت کا مطلب اورفیس (Orpheus) کے سکول کے
معلم اس طور پر بتایا کرتے تھے :-

"ہم سب مین ایک الہی عنصر ہے جو بدی سے جسکی ٹائیٹنز (Titans) کی
علامت ہین بالکل مغلوب نہین ہوگیا ہے - اپنے ساتھہ لگی ہوئی ناپاکی
کی وجہ سے انسان جنم مرن کے چکر مین پڑتے ہین جس سے صرف
پاکیزگی اور رموز کی تعلیم سے بچ سکتے ہین اور پرماتماؤن کی صحبت
مین بیٹھنے کے قابل بن سکتے ہین" (دیکھو ای - آر - ای جلد ۹
صفحہ ۸۰) -

مین نہین خیال کرتا ہون کہ مجھے اسکی مزید تشریح مین ایک لفظ بہی اور لکھنے کی
ضرورت ہے کیونکہ اب آپ کو یہ بخوبی معلوم ہو گیا ہوگا کہ ان رموز مین مرکزی
اوہینکا مسئلہ خود روح کے پرماتماین پر حول ہے جسکو کہ ٹائیٹنز (Titans)
یعنے کرمون اور آواگون مین پہانسنے اور پہنسائے رکھنے والی قوتون سے چھڑانا
اور امر کرنا ہے اور جسکے کل اعضا اور قوتون (= اصلی روحانی اوصاف) کو بہم
قایم کرنا ہے - اسکی مطابقت ہندو پرانون کی ذیل کی عبارت سے پورے پر
ہوتی ہے جو ہم اپنے پہلے لیکچر مین دے چکے ہین -

"تمام کوتاہیون کو چھوڑ -
اپنی پراچین (اصلی) صورت ایکمرتبہ پہر اختیار کر -
مع اون تمام اعضا اور اوصاف کے جو پہلے تیرے تھے -
ہر قسم کے (مادّی) میل سے پاک ہو کر"

اب مین چین کے ملک کے اس پرانے مذہب کی تعلیم کو مختصر طور پر بیان کرونگا
جو تاوازم (Taoism) کے نام سے مروّج ہے - اسکو از سرنو ایک

چینی عارف نے جو لاؤ ٹزے (Lao-Tsze) کے نام سے مشہور تہا چھٹی صدی قبل مسیح کے قریب قایم کیا تہا۔ لاؤ ٹزے کے خیالات بہت کچہہ ہندوستانی خیالات سے ملتے جلتے ہین اور اصل مطلب کے لحاظ سے جین مت کی تعلیم کا ہی خلاصہ ہین۔ لفظ تاؤ (Tao) کے معنے جس نے انگریزی مترجمون کو بہت پریشان کیا ہے (دیکہو ایس۔ بی۔ای جلد ۳۹ دیباچہ صفحات ۱۵-۱۲) حیات کے ہین اور بوجہ اون مختلف صورتون کے جن مین حیات اپنا ظہور کرتی ہے اوس نے انسانی خیال کو بہت چکر مین ڈالدیا ہے بعض لوگ اوسکے معنے راستہ یا مارگ کے لگاتے ہین بعضون کا یہ خیال ہے کہ وہ قدرت کے لئے استعمال ہوا ہے۔ دوسرون کا یہ خیال ہے کہ وہ سمجہہ کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن اوس کا اصلی مفہوم حیات سے ہے جسکی بہت ہی مختلف صورتین ہین اور جو خاص کر بطور "راہ۔ حق و زندگی" کے ہے (دیکہو یوحنا کی انجیل۔ باب ۱۴۔ آیت ۶)۔ چنانچہ لاؤ ٹزے اپنے تاؤ کی تعریف بطور آخری اصلیت یا ہستی کے کرتا ہے جو آسمان سے پہلے کی اور اوس سے برتر ہے اور جو زمانہ کی ابتدا اور ظہور مین آئے ہوئے خدا کے ماقبل ہے۔ واقعی حیات ابدی ہے اور جوہر حیات اپنے تئین ایک کامل خدا کے طور پر ظاہر کرنے کے قبل سے ہے (یعنے جوہر حیات دوامی ہے گو کہ وہ پرماتماپن کے کمال کو ناپاکی سے پاک ہونے پر ہی حاصل کرتا ہے)۔ لفظی اقتباس (عام صفت) کے طور پر اوس مین شخصیت نہین ہے اور نہ انسانی اوصاف ہی جن مین عقل بہی شامل ہے اوس صورت مین اوسمین پائے جاتے ہین۔ اوسکا فعل لازمی اور کُل کے پرزون کے فعل کی مانند ہوتا ہے اور وہ امور مُنک ہے یعنے وہ حواس کے ذریعہ نہین محسوس ہو سکتی ہے۔ ہستی کا آخری مخزن وہ کل کائنات مین

موجود ہے اور سب چیزون پر اپنا رنگ جماتی ہے اور اُن مین مطابقت پیدا کرتی ہے - اور اسکا چپ چاپ کام پورے طور سے اثر پذیر ہونے والا طرز عمل انسانی افعال کے لئے ایک نمونہ یا مثال ہے جسکا ہر بات مین دخل دینے والے بڑپن اور کھلبلی پیدا کرنے والی خود آرائی سے جو عام طور سے انسانون مین پائی جاتی ہین امتیاز کرنا چاہیئے - تاؤ فی الحقیقت انسان کا قدرتی ورثہ ہے لیکن بہت سے حالات مین وہ وراثت دوسری قسم کی دلبستگیون کے لئے طبیعت سے بہلا دی گئی ہے - تاؤ کے حصول مین ضرور ہمکو کوشان ہونا چاہیئے اگر ہم اوس امن اور کامل قناعت کو حاصل کرنا چاہتے ہین جو دنیا دار کو کبھی نصیب نہین ہو سکتے ہین - کیونکہ تاؤ ہی وہ منزل ہی ہے جسکی طرف سب چیزین رجوع ہوتی ہین - منزل مقصود پر پہونچنے کے ذرائع عام طور سے ہر شخص کو حاصل ہین کیونکہ اُسکے لئے صرف خودی کو پورے طور سے چھوڑنا ہوتا ہے شیخی کے لہجہ مین اپنا اعلان کرنے والی عالمانہ دانش سے بچنا - دل سے پورے طور سے خود غرضی کو علیحدہ کر دینا اور تاؤ کی آمد کے لئے من اور احساس کے سب راستون کو کھولدینا اوس آخری انجام پر پہونچنے یعنے تاؤ پر بازگشت کرنے کے لئے ضروری سیڑہیان ہین - ترشنا (خواہش) عیش و عشرت - دولت اور لذات حواس خمسہ تاؤ کے مرید کو اپنی زندگی مین سے نکال ڈالنے چاہین - اوسکو صرف شانتی کے حصول کے لئے کوشان رہنا چاہیئے کسی اور چیز کے لئے نہین - نیکی کی ترقی کے لئے بھی نہین اور نہ اپنے مذہب کو پھیلانے کے لئے ہی تاؤ کا معتقد مصنوعی (ظاہری) نیکی کو بمقابلہ اوس اندرونی نیکی کے جو تاؤ کا قدرتی پرکاش ہے بہت بے وقعت جانتا ہے - پس ہر طور سے تاؤ کو حاصل کرنا چاہیئے - پھول اوسی وقت کھل سکتے ہین جبکہ جڑ موجود ہو - ذرایعون مین سب سے اوّل ذریعہ یا سیڑہی دل کی صفائی ہے - صرف وہی شخص جس نے ہمیشہ کے لئے

دنیاوی جذبات سے آزادی حاصل کرلی ہے تاؤ تک پہونچ سکتا ہے - دوسری
سیڑہی عقل کی روشنی ہے جب اودا سیتا عادت مین داخل ہو جاتی ہے -
تیسرے وحدانیت کا حصول ہے جبکہ بغیر گہر سے باہر نکلنے کے عارف
کل دنیا کا حال معلوم کرلیتا ہے" مگر اسکا طریقہ عمل بہت طول طویل اور سخت ہے
بندی (شاگرد) کو اولاً کسی اوستاد کے قدمون مین راز حقیقت کو حاصل کرنا
چاہیئے - بعد ازان اوسکو اپنے کو شانتی کے اصول مین قائم کرنا چاہیئے
اور اپنا کل فالتو وقت اپنی ہی آتما کے جاننے مین صرف کرنا چاہیئے - پہر اوسکو
مادی اشیاء اور دنیاوی تعلقات کے لئے اپنے دل مین پوری حقارت پیدا کرنی
چاہیئے - تب ہی وہ تاؤ یعنی ہمیشہ کی زندگی مین داخل ہونے کا مستحق ہوگا -
مذکورۂ بالا احوال جو ای - آر - ای کے چینی تصوف کے مضمون سے لیا گیا ہے
دراصل سچے مذہب کی تعلیم کا خلاصہ ہے اور اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ قدیم
زمانہ مین اوسکے اصول کسقدر دور دراز فاصلہ تک پہیلے ہوے تہے - ایک
فرانسیسی کتاب موسومہ به Histoire des Religions کی تیسری جلد
مین جس کا حوالہ میچنی کاف (Metchnikoff) صاحب نے اپنی
نیچر اوف مین (The Nature of man) نامی کتاب مین دیا ہے
لکہا ہے کہ

"تاؤ مت کے خاص خاص دعون مین سے ایک دعوے موت
کے دفعیہ کے متعلق تہا........ اور تاؤ مت کے بعض مرشد
جیسے چینگ تاؤ لِنگ ایک پہاڑ کی اونچی چوٹی سے آسمان
پر چڑہکر غائب ہو گئے اور بہشت مین زندہ جا داخل ہوے.
اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے لاؤ تسیو (Lao-tse ؟

نے محض روح کے متواتر جنموں میں یکے بعد دیگرے آواگون کرنیکے خیال کو جس سے
وہ پہلے سے واقف تہا وسعت دیکر انسانوں پر عاید کیا۔ گناہوں سے پاک
...... ہوتے ہوئے وہ شخص ہی جو ایک جنم میں ریاضت کے کمال کو
نہیں پہونچ سکتا تہا متواتر جنموں میں خوبی کو حاصل کرتے ہوئے
دیوتاؤں اور حکمت جیون کی ابدیئیت کو پاسکتا تہا۔"

میں خیال کرتا ہوں کہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک جنم میں ہمیشہ کی
زندگی کو آواگون کے اسباب کے ناش ہونیکے پہلے موت کے وقوع میں آجانیکی وجہ سے
حاصل کرنے سے قاصر رہا ہو تو اوسکی محنت کا ثمر ضایع نہیں ہوگا بلکہ دوسرے جنم میں
اُسکے ساتہہ رہیگا حتی کہ مستعدی کے ساتہہ برابر کوشش کرنے سے چند ہی جنموں میں
نردان حاصل ہو سکتا ہے۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ اس چہوٹے سے مسئلہ نے محققین حال کو پریشانی
میں ڈالدیا ہے کیونکہ ابتک اون کو سچے سدہانت کے علمی اصولوں سے واقفیت
نہیں ہوئی ہے۔ جو کچہہ اونہوں نے ابتک پڑہا ہے وہ اصلی مذہب کا علمی فلسفہ
نہیں ہے بلکہ خفیہ رموز یا قصّے کہانیوں والے مذاہب کے بلا سلسلہ عقاید ہیں جو
مذہب کے نام سے مروّج ہیں۔

چینگ تاولنگ کا آکاش میں غائب ہو جانا اسطور پر ایس۔بی۔ای جلد ۳۹ کے
دیباچہ صفحہ ۴۲ میں بیان کیا گیا ہے:۔

"ہماری پہلی صدی میں لیانگ ([illegible]) کی اولاد
میں سے ایک شخص چینگ تاولنگ گذرا ہے جسنے ریاست کی
ملازمت کو پسند نہ کرکے علم کیمیا کے حصول میں اپنے من کو لگایا
یہ آخر کار آب حیات یا دوامی زندگی کی گولی کے بنانے میں کامیاب

ہوا - اور ۱۲۳ برس کی عمر میں فانی جسم کے پہندون سے آزاد
ہوکر حیات جاودانی کے آنند مین داخل ہوا"

میرے خیال مین یہ زیادہ تر ایک پوشیدہ تعلیم ہے۔ بہ نسبت کسی واقعہ یا واقعات کے لفظی بیان کے - اور اس تعلیم کی علامتی اہمیت کا ایک زبردست اشارہ اوس جزو مین پایا جاتا ہے جسمین جسم کے پہندون سے رہائی پانیکا ذکر ہے جو درحقیقت یزدان کی علامت ہے اور جسمانی ہستی کو کیمیائی مرکبات یا چوب سے ہمیشہ قائم رکہنے کے خلاف ہے۔

تاو مت کی مخفی کتاب تاو تہ چنگ (Tao Teh Ching) مین لکہا ہے کہ

"جتنا ہی زیادہ دور کوئی شخص اپنی ذات سے باہر جاتا ہے اوتنا ہی کم وہ اپنے کو جانتا ہے" (ایس - بی - ای جلد ۳۹ صفحہ ۸۹)

اور حسب ذیل عبارت اوسی کتاب کی

"وہ شخص جسکی ذات مین تاو کے اوصاف بہ افراط ہین مثل ایک بچہ کے ہوتا ہے - زہریلے کیڑے اوسکو ڈنک نہین مارتے خونخوار جانور اوسکو نہین پکڑتے - شکاری چڑیان اوسکو نہین کہاتین"

(حوالہ سابق صفحہ ۹۹) -

اوسی لہجہ مین ہے جیسا کہ مرقس کی انجیل کے سولہوین باب کے آخر مین کہی ہوئی پیشنگوئی اور ہندو مت کی تعلیم (دیکہو یوگ وششٹ) - پرماتما کو جاننے کے لئے اپنی آتما کا گیان ضروری بتایا گیا ہے -

"انسان اپنی دماغی قوتون کو پورے طور سے کام مین لانے سے اپنی ماہیت کو سمجہ جاتا ہے - اور جب وہ اپنی ماہیت کو سمجہ جاتا ہے

تو وہ خدا کو سمجھ جاتا ہے" (دیکھو گائیلز صاحب کی Religions of Ancient China صفحہ ۴۲)-

شاؤ ینگ (سنہ ۱۰۱۱ء) خدا کے مسکن کے بارہ مین کہتا ہے کہ
"آسمان خاموش ہین - کوئی آواز نہین آتی ہے تب خدا کہان ملیگا - ؟ دور دراز آسمانون مین اسکو تلاش نہ کرو - وہ خود انسان کے دل مین موجود ہے" (حوالہ سابق صفحہ ۵۸) -

آخری انجام ہی خدا ہے (حوالہ سابق صفحہ ۵۰) -

ہر شخص جو بیرونی اشیا پر زیادہ زور دیتا ہے (یعنے اون سے محبت رکہتا ہے) وہ باطنی طور پر مفلس ہوتا ہے (دیکھو The Musings of a Chinese Mystic صفحہ ۱۰۰) - پورنتا (اپنی فضیلت) نہین بنتی ہے

"...... فیاضی اور اپنے پڑوسی کے ساتھ مناسب برتاؤ کرنے سے وہ تاؤ کے حاصل کرنے مین پائی جاتی ہے - سماعت کا کمال دوسرونکو سننے سے نہین ہوتا بلکہ اپنے کو سننے سے .... بصارت کا کمال دوسرون کو دیکھنے سے نہین ہوتا بلکہ خود اپنے کو دیکھنے سے کیونکہ وہ شخص جو اپنے کو نہین دیکھتا بلکہ غیرون کو دیکھتا ہے اپنے کو نہین پکڑتا ہے بلکہ اورون کو اور اسطور پر وہ اوس چیز کو پکڑتا ہے جو اورون کو پکڑنی چاہیئے نہ کہ اوس چیز کو جسکو اوسے خود پکڑنا چاہیئے اپنی ذات مین قائم ہونیکی بجائے وہ فی الواقع کوئی دیگر شخص ہو جاتا ہے" (حوالہ سابق صفحہ ۹۷) -

علم کے کمال سے نیکی و بدی نابود ہو جاتی ہین - ایک چینی عارف کا قول ہے :-
"سوال یہ ہے کہ من کو شانتی کی حالت مین کیسے لادین جسمین بچارنا

عقلی کارگذاری باقی نہ رہے ہونٹون کو کیسے خاموش رکھین تاکہ صرف قدرتی سانس ہی اندر جاسکے اور باہر آسکے۔ اگر تم من کی فضیلت کے حصول مین مصروف ہوجاؤ تو راست اور باطل معدوم ہوجاوین۔ اگر زبان اپنے قدرتی قانون کے تابع ہوجاوے تو اوس کو نفع اور نقصان یکسان محسوس ہوگا۔"

(Taoist Teachings صفحہ ۱۴)۔

اسی ذریعہ سے ہمکو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ

"جسم سے رہائی پانے کے لئے صرف ایک ہی راہ ہے یعنی جذبات کا نکال ڈالنا" (حوالہ سابق صفحہ ۴۲)۔

من مبارک تاثیرون کی نشست گاہ ہے۔

"اوس روزن کو دیکھو۔ اوسکے ذریعہ سے خالی کمرہ مین روشنی آتی ہے مبارک تاثیرین (من مین جسکی یہان پر تشبیہہ دی گئی ہے) اسطرح پر رہتی ہین جیسے کوئی اپنی خاص آرام گاہ مین رہے" (ایس۔ بی۔ ای جلد ۳۹ صفحہ ۲۱۰)۔

اصلی انسان یعنی تاؤ کا مرشد یا روح کی مانند انسان کی تعریف "بطور پہاڑی خلوت نشین کے ہے جسکی جسمانی ہیئت بدل گئی ہے اور جو آسمان پر چڑھ جاتا ہے" (حوالہ سابق صفحہ ۲۳۳)۔ "دانا آدمی" فاتح اعظم ہے" (حوالہ سابق صفحہ ۳۸۵)۔ "وہ انسان جنمین اعلیٰ۔ جہ کی صفات پائی جاتی ہین روشنی پر پرواز کرکے اوپر چڑھ جاتے ہین اور جسم کی قیدین غارت ہوجاتی ہین" (حوالہ سابق صفحہ ۳۲۴)۔ انسانی روح یہ کہا جاتا ہے (حوالہ سابق صفحہ ۳۶۷) کل چیزون کی صورت تبدیل کردیتی ہے اور اونکی پرورش کرتی ہے۔ کسی مخصوص صورت سے اوسکا

جیسا کہ اب ہم کو معلوم ہو چکا ہے -

یہان پر ہم انجیل مقدس کی اوس آیت کے ٹہیک ٹہیک مفہوم کو دریافت کرنیکے لئے رکہینگے جسکا مضمون "مین راہ حق اور زندگی ہون" (یوحنّا کی انجیل باب ۱۴ - آیت ۶) ہے -

یہ فی الحقیقت دوسرے الفاظ مین اظہار یعنے واقعی لفظی ترجمہ سچے اعتقاد سچے علم اور سچے چارتر (عمل) کے رتن ترے (سہ جواہرات) کا ہے جو ملکہ جینمت کے بموجب مُکتی (نجات) کا مارگ ہین -

راہ = سچّا مناسب یا صحیح اعتقاد -
حق = سچّا مناسب یا صحیح علم -
زندگی = سچّا مناسب یا صحیح چارتر (عمل)

سب سے پہلا ہی سوتر جینیون کے مقدس شاستر کا جسکو تتوارتہہ سوتر کہتے ہین ہمکو سکہاتا ہے کہ

सम्यग्दर्शनज्ञानचारित्राणि मोक्ष मार्गः॥

اس کا مطلب یہ ہے کہ سچّا اعتقاد سچّا گیان اور سچّا عمل (چارتر) تینون ملکر مکتی کا مارگ ہین - اور دربیہ سنگرہ کے ستائیسوین شلوک مین یہ بتایا گیا ہے (دیکہو ایس - بی جے - جلد ا صفحہ ۱۰۱ م) :-

"کیونکہ قاعدہ کے مطابق دانشمند آدمی نجات کے دونون کارنون (اسباب) کو دہیان سے حاصل کرلیتا ہے اسلئے احتیاط کے ساتہ دہیان کرو"

مُکتی کے دونون محولہ کارن نشچے اور بیوہار کہلاتے ہین - ادنکا امتیاز اس امر پر مبنی ہے کہ کس پہلو سے اُن پر غور کیا جاوے - بیوہار ظاہرا درشٹی ہے مگر نشچے واقعی یا اصل

پہلو ہے۔ بیوہار کے بموجب ترتھنکرون کے کہے ہوئے اصولون پر ایمان لانا سچا
اعتقاد ہے۔ تتّون کا گیان جیسا جین شاسترون مین بتایا گیا ہے سچا علم ہے۔ اور اون اصولون پر
عمل کرنا جو جین مت مین گرہست اور سادہو کے لئے بنائے گئے ہین سچا چارتر یا عمل ہے
لیکن چونکہ روح خود دراصل پرماتما ہے اسلئے وہ خود ہی سچے اعتقاد سچے گیان اور
سچے چارتر کی مجسم مورتی ہے۔ دربیہ سنگرہ کی تفسیر مین جسکا ابہی حوالہ دیا گیا ہے
مسٹر ایس۔ سی۔ گہوشال صاحب لکھتے ہین:۔

"پورن (سچا) اعتقاد سچا علم اور سچا چارتر معمولی طور سے موکش
کے باعث ہین حالانکہ دراصل ان تینون گنون سے متصف آتما ہی
خود نجات کا کارن ہے" (دیکہو ایس۔ بی۔ جے جلد ا صفحہ ۱۱۰)۔

یہی وجہ ہے کہ اپنی ماہیت کو جاننے والا آتما اپنے بارہ مین یہ کہنے کا مجاز ہے کہ
"مین راہ حق اور زندگی ہون"

وہ سلسلہ یہی جس مین ان تینون صفات کا ذکر آیا ہے بڑا بامعنی ہے کیونکہ یہ اسی ہی
سلسلہ مین ہمیشہ جین شاسترون مین پائی جاتی ہین۔ یہ سلسلہ مسٹر جے۔ ایل جینی
صاحب کے تتوارتھ سوتر کے ترجمہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے جو ایس۔ بی۔ جے
کی دوسری جلد ہے۔

"ان مین سے سچا اعتقاد بنیاد ہے جسپر باقی دونون امور قائم ہین
سچے علم کے پہلے اسکا حاصل ہونا ضروری ہے۔ وہ علت ہے اور سچا
علم معلول ہے۔ سچے گیان مین سچا اعتقاد ہمیشہ شامل ہے اسی طرح پر
سچا چارتر سچے گیان سے ہوتا ہے جو اسکے پیشتر ہوتا ہے اور سچے
چارتر مین سچا گیان اور سچا اعتقاد شامل ہین۔ اسوجہ سے ہم سوتر مین
پہلے سچا اعتقاد پہر سچا گیان اور سب سے آخر مین سچا چارتر دیا ہوا پاتے ہین"۔

اب مین متھرائی مت (Mithraism) کی طرف متوجہ ہوتا ہون
جو ایک زمانہ مین ایشیا کے تمام مغربی حصہ مین ہندوستان کی سرحد سے لیکر روم
(Rome) تک پھیلا ہوا تھا - یہ کم از کم اصلیت مین تو ضرور ہی تھا خواہ نام مین
کہین کہین نہ ہی ہو - یہ عام طور سے قیاس کیا گیا ہے کہ متھرا ویدون کے متر کا معکوس ہے
اُن کتبون کے بموجب جو ایچ ونکلر صاحب کو بمقام بوغاز کیوی سنہ ۱۹۰۷ء مین دستیاب
ہوئے تھے اور بالخصوص اسکے بموجب جس مین شاہ سببی لولیوما اور متی اُوازہ ابن تسرتا
شاہ متنی کے صلحنامہ کا ذکر ہے متر - ورون اندر اور ہردو اشونی کماروں کی
پرستش متنی کے ضلع مین چودہوین صدی قبل مسیح کے دور دراز زمانہ مین ہوتی تھی
یہ امر اس بات کی زبردست شہادت ہے کہ اوس قدیم زمانہ مین ہندوستانی آریہ
لوگ ایشیا کوچک تک حکمران تھے - مین مولٹن صاحب کی اِس رائے سے اتفاق
کرنے پر راغب ہون کہ اِس امر سے غالباً بجز اسکے اور کوئی نتیجہ نہین نکلتا ہے کہ
آریا لوگ بادشاہ تھے مگر رعیت وہین کے اصلی باشندے تھے جنپر آریاؤن نے
فتح پائی تھی - اس سے یہ بھی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ کچھ آریا لوگ تاریخی زمانہ سے
بیشتر مغرب کی طرف چلے گئے تھے جیسا کہ بعض عالمون کا خیال ہے -

ایران کے پارسی بلاشک ہندوستانی آریاؤن کی ایک شاخ معلوم ہوتے ہین
جو کہ بہت قدیم زمانہ مین فارس مین جا کر بسے تھے اور ہندوستانی آریاؤن کے خیالات
و رسومات اپنے ساتھ لیگئے تھے جیسا کہ بابو گنگا پرشاد صاحب نے جنکی
رائے اِس معاملہ مین یورپین محققین کی رائے سے متفق معلوم پڑتی ہے
اپنی کتاب موسومہ بہ Fountainhead of Religion مین
پورے طور سے ثابت کر دیا ہے - اسیریا کے بادشاہ اسربنی پال (۶۲۶-۶۶۸
قبل مسیح) کے کتب خانہ کی ایک تختی ملی ہے جسکی تحریر سے متھرا اور شمس کا ایک

اور تارے جو رات کو آسمان مین نظر آتے ہین دن مین چھپ جاتے ہین
ہوا مین اُڑنے والی چڑیان اور کبھی نہ سونے والے دریا ورنا کی
طاقت اور غضب کو نہین جان سکتے ہین لیکن وہ آسمان مین پر
اُڑان کو بہت دور دراز سفر کرنیوالی ہوا کے رُخ کو اور سمندر مین
جہازون کے راستون کو جانتا ہے اور تمام پوشیدہ باتون کو
جو آج تک ہوئی ہین یا آئیندہ ہونگی دیکھتا ہے۔ وہ انسانون کو
جھوٹ اور سچ کا شاہد ہے
" اوسکے جاسوس آسمان سے اوتر کر تمام دنیا مین چارونطرف
گھومتے ہین۔
" اونکی ہزارون آنکھین دور سے دور مقامون تک زمین
مین دیکھتی ہین۔
" جو کچھ بہشت مین اور زمین پر ہے اور جو آسمان کے باہر ہے۔
" وہ سب ورُون بادشاہ کے سامنے صاف صاف موجود ہے
" ہر ایک ذی روح کی آنکھون کی پوشیدہ جنبشون کو وہ گنتا ہے
" وہ اس دنیا کے ڈھانچہ کو اسطور پر سادھے ہوئے ہے جیسے کوئی پاسہ
پھینکنے والا پاسہ پھینکے۔
" وہ گرہ دار پھندے - اے خدا - جو تو پھینکتا ہے۔
" ادن مین سب جھوٹون کو پھنس جانے دے لیکن سب سچ بولنے والے بچ جائیں

(Hindu Mythology. Muir)

ورُون کی ہمہ دانی بلاشک شاعرانہ خیال مین نیچر (قدرت) کی ہمہ دانی ہے جسکی
خلاف ورزی نہین ہوسکتی نہ جسکو دہوکہ دیا جاسکتا ہے اور نہ جسکے ساتھ دغا ممکن ہے

اشا ( ) ارتا ( ) کے مطابق نہین ہے بلکہ ارمتی راستبازی تو عا، برابر ہے ارمیتی راستبازی دانش کے کشتر ورون کی بادشاہت ہے جیسے کشتہر ادیر یا مزدہ کی اقلیم ہے سوروتات یعنے دیانتداری ہوروتات کے برابر ہے جبکہ پوتریمن (دوہومناہ) کا خیال گو ویدین اس کا ذکر نہین آیا ہر (تاہم وہ) قدیم ہندوستانیون کی اخلاقی لغت مین معلوم ہوتا ہے پایا جاتا تھا کیونکہ وید کے پوجاریون مین سے ایک سومنس یعنے پاک من والا کہلاتا تھا۔

راست سے ورون کے تعلق کی مطابقت بھی پارسی مذہب مین پائی جاتی ہے۔ "وہ جب اہورا مزدہ جسنے ارواح کا بنایا ہوا جامہ جو ستارون سے مزین ہے پہن لیا ہے متھرا اور رشنو اور پاک آرمیتی کے ہمراہ جس کا نہ شروع ہے اور نہ انجام ہے وہان سے" (یشت ۱۳-۲ ای-آر-ای جلد ۹ صفحہ ۵۶۸)۔

عالم کے اودر سیئر ( ) کے طور پر ورون کی تشبیہ چاند سے دیجا سکتی ہے جو رات کا بادشاہ ہے۔ ایسیریا اور بے بی لونیا کے دیوتاؤن مین چندر ما دیوتا کہا جاتا ہے بڑے اونچے درجہ کا دیوتا تھا (ای-آر-ای جلد ۹ صفحہ ۵۶۹)۔ زردشت کے مذہب مین بھی چاند کو بڑے مقرب فرشتون کے رہنے کا مقام بتایا ہے "وہ بار بار تو یعنے مرشد یا مربی و اشا (انصاف) کہا گیا ہے" (ای-آر-ای جلد ۹ صفحہ ۵۶۸ بحوالہ یشت ۷-۴)۔

دنیا کی ابتدا کے متعلق بھی ایرانی خیال کا خفیہ پہلو ہر مقام پر نمایان ہے ایل ایچ ملز صاحب کے بموجب (دیکھو ایس-بی-ای جلد ۳۱ صفحہ ۲۶):-

"اس سے انکار نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ سخت اقتباسی ہے
اور ٹھیک اُس حد تک کہ جہاں تک اس مین رنگ اور افسانہ نہین
پائے جاتے ہین اسکی گمبھیرتا ظاہر ہے"۔

مگر اصلیت یہ ہے کہ وہ خیالی اقتباس اور افسانہ سازی دونون کے پہلو لئے ہوئے ہے۔ اُسکا کوئی جزو تاریخی طور سے پڑھنے کے لئے نہین لکھا گیا نہ وہ جزو جسمین صدیون مدتون سلطنتون اور برسون کا ذکر ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ہم آج ہر ایک ایکٹر کے راز کو جسنے زندگی کے اس مقدس ناٹک مین حصہ لیا ہے نہ سمجھ پائین۔ مگر تسپر بھی ہمارا علم اسقدر کم نہین ہے کہ ہم اوسکی پلاٹ کا اطمینان اور یقین کے ساتھ خاکہ نہ کھینچ سکین۔

اہور امزدہ سے مراد حیات کے اُس پہلو سے ہے جسے دہرم کہتے ہین یعنے دہرم مارگ سے۔ لفظ اہورا سنسکرت اسُر کے برابر ہے جسکے معنی ایشور یا پربھو کے ہین اور مزدہ کی مطابقت میدھس سے ہے جس کا مفہوم سنسکرت مین سائنس کا ہے اس لئے اہور امزدہ الہی دہرم گیان یعنے حیات جاودانی کے سائنس کا روپک ہے۔ اور مزد جو پہلوی ادہرمزد کی جسکو عام طور سے اہورا مزدہ (۵۴۵) کہتے ہین فارسی شکل ہے کبھی نہ ختم ہونے والی دوامی روشنی مین رہتا ہے کیونکہ دہرم کا اصلی وجود نور خالص مین ہی ممکن ہے جو کبھی نہ ختم ہونے والی دائمی روشنی ہے۔

دشمن بدی یعنے تاریکی ہے جو اسقدر گہری ہے کہ تم اُسے ہاتھ سے پکڑ سکتے ہو (ای-آر-ای جلد ۹ صفحہ ۵۶۷)۔ یہ پوری علامت مادہ کی ہے جس مین بدی کا نواس سستھان (قیام) ہے۔

ارواح کے بہشت کرنے والے کی ہستی شکند گومانیک وجار کے مصنف نے حسب ذیل دلیل سے ثابت کی ہے:-

"...... روح کی حفاظت کی ضرورت سے روح کی ناپاکی
وگمراہی ثابت ہیں - اور روح کی ناپاکی اور گمراہی سے انسان کو
خیالات الفاظ اور افعال کے گندہ اور بھرشٹ کرنے والے کا
وجود ثابت ہوتا ہے - پس سب باتوں پر لحاظ کرنے سے یہ ظاہر
کہ روحوں کا کوئی گمراہ کرنے والا ہے"

مصنف موصوف بلا غلطی کئے ہوئے اتنا اور کہہ سکتا تھا کہ ایک جوہر
ہستی کے گندہ کرنے کے لئے گندہ کرنے والا ہی ضرور کوئی جوہر ہونا چاہیے
اس ناپاکی کا نتیجہ دیناے بیوگ خرد (ایس - بی - ای جلد ۲۴ صفحہ ۳۰۲) میں
اسطرح بدرج ہے :-

" اور اہرمن شیطان نے زرتشتوں اور جینیوں کو اور مابقی
شیاطین کو اپنے ناجائز دخول (اختلاط) سے پیدا کیا"

یہ شیاطین خواہش نفسانی لالچ - غصہ و روح کی دیگر قسم کی بری صفات و
جذبات ہیں جو اوسمیں مادہ کے اختلاط سے پیدا ہو جاتے ہیں - لیکن یہ تو دراصل
جینیوں کے آسرو اور بندھ کے اصول ہیں جنکا ذکر ہم مذہبی سائنس کے
بین کر چکے ہیں - یہ امر زادسپیرم (باب ۲ - ۹) سے ہی ظاہر ہوتا ہے :-

"...... کل روے زمین پر سانپ بچھو اور بہت اقسام
اندر ارسان حشرات العرض تھے اور اسواسطے دیگر اقسام کے
چوپائے رینگنے والے کیڑوں میں کھڑے تھے - زمین کسی جگہ پر
ان مخلوقات سے خالی نہ تھی یہانتک کہ سوئی کی نوک کے
برابر بھی جگہ نہیں بچی تھی جسمیں یہ کیڑے نہ بھر گئے ہوں"

زادسپیرم کے چوتھے باب کی دسویں آیت میں اہرمن کے بارہ میں یہ

کہا گیا ہے کہ وہ اہورامزدہ کے مخلوقات کی صورت کو بگاڑ ڈالتا ہے جس سے بجی ایک مادی جوہر کا وجود مفہوم ہوتا ہے۔

اس بد صورتی کی تشریح شِکند گمانِک وِجار (باب ۲-۶-۹) مین حسب ذیل کی گئی ہے:-

"ضرر پہونچا یا پہونچانا خواہ وہ کسی طرح سے کیون نہ ہون واقع نہین ہوتے بجز اختلاف ماہیت کے اور بجز اسکے کہ وہ ایسی اشیا کے مابین ہون جنکی خاصیت ایک دوسرے کے مخالف ہے کیونکہ ایک ہی خاصیت والون مین مرضی اور اتفاق ایک دوسرے کے ساتھہ یکسان ہوتے ہین اور وہان نہ ضرر پہونچانا ہوتا ہے اور نہ ضرر پہونچنا۔ اور وہ جو مخالف خاصیت کے ہین وہ اپنی طبعی مخالفت کی وجہ سے ایک دوسرے کے غارتگر اور ضرر رسان ہوتے ہین چاہے جس طرح پر اونکا اختلاط ہو۔ یکسان خاصیت والے اپنے اتفاق اور طبیعت کی یگانگت کی وجہ سے زندہ دل کارگذار اور ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہین جب وہ آپس مین ملتے ہین"

(ایس-بی-ای جلد ۲۴ صفحہ ۱۲۳)۔

تب اہورامزدہ کی قدرت کلی کی کیا وقعت ہے اگر وہ اہرمن کو نہین روک سکتا ہے۔ جواب یہ ہے (حوالہ سابق صفحات ۱۲۴ و ۱۲۵):-

"........اہرمن کے برے افعال اوسکی بری خاصیت اور بری طبیعت کی وجہ سے ہوتے ہین جو بحیثیت خبیث کے اوس کے دائمی اوصاف ہین۔ اہورامزدہ کی قدرت کلی وہ ہے جو سب ممکنات پر ہے اور اوس سے محدود ہے........اگر ہم یہ کہون کہ خالق

اہورامزدہ اہرمن کو بدی سے جو اوسکی دائمی خصلت ہے روک سکتا ہی تو اوسکا مطلب یہ ہوگا کہ خبیث کو دیوتا اور دیوتا کو خبیث بنانا ممکن ہے اور تاریک کو روشن اور روشن کو تاریک بنانا ہی امکان میں ہوگا واہ کیا خوب کہا ہے۔ بیشک قدرت کُلی مین ناممکن کو وجود مین لانا شامل نہین ہے چنانچہ اینگرامینیو ذیل کے قابل غور الفاظ مین اپنے انا شنی ہونیکی شیخی مارتا ہے:-

"تمام دیوتا ہی مل کر مجھے نہ مار سکے برخلاف میری ذات کے ادھرمن زردشت کی رسائی مجھ تک ہوسکتی ہے برخلاف میری ذات کے وہ مجھے اہوناویریا سے جو پتھر جیسا مضبوط اور مکان جیسا بڑا آلہ ہے مارتا ہے۔ وہ مجھے اشاوہشت سے جلاتا ہے گویا وہ پگھلا ہوا پیتل ہے۔ وہ ثابت کردیتا ہے کہ میرے لیے اس دنیا کو چھوڑ دینا اچھا ہوگا۔ وہ سپیتم زردشت صرف ایک ہی شخص ہے جس سے مین ڈرتا ہون" (ایس۔ بی۔ ای جلد ۲۴ صفحات ۲۷۴ و ۲۷۵)۔

اہوناویریا پارسیون کی دعا ہے اور اشاوہشت اونکا ایک پاک منتر ہے پس مطلب یہ ہے کہ جس دشمن کو تمام دیوتا غارت نہین کرسکتے ہین اوسکو ایک بزرگ سادہو جس نے اپنے تئین دہرم اور ویراگ مین کامل بنالیا ہے جیت سکتا ہے۔ اِن دونون مخالف قوتون کا ملنا اِنکے درمیانی علاقہ مین ہوتا ہے جو ایک قسم کا لاوارث مقام ہے جس مین بالآخر اِنکی آخری جنگ ہی ہوتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ نہ تو روح کی اصلی ماہیت (دہرم گیان کی اقلیم) اور نہ مادہ کی اصلی ماہیت (اہرمن یعنے بیدہرمی کے علاقہ) مین ایک دوسرے کا دخل کسی طرح ممکن ہے حتی کہ جو چیز اونکے ملنے سے مؤثر ہوسکتی ہے وہ محض اوصاف کا اظہار ہے

اسلئے اہورامزدہ اور اہرمن کے بارہ مین یہ کہا جاتا ہے کہ "اُنکے درمیان خالی خلا رہتی یعنی جسکو ہوا کہتے ہین جس مین اب اُنکا ارتباط ہے" (بندہشن باب ۱ - آیت ۴ ویس - بی - ای جلد ۵ صفحہ ۴) -

مخالفین روشنی کے فرشتے اور تاریکی کی اولاد یعنی شیاطین ہین - اول الذکر کا بادشاہ اہورامزدہ ہے جو ہمہ دان ہے لیکن شیاطین کا افسر اندہا اور جاہل ہے (بندہشن باب ۱ - آیت ۱۹) اور اپنی آیندہ پیش آنیوالی تباہی کو نہین دیکھہ سکتا ہے - (دِنکرد - ڈی - آر - ای جلد ۱ صفحہ ۲۳۷) - چنانچہ اہورامزدہ بدی کے شیطان سے کہتا ہے: "اَے بری روح تو ہمہ دان اور قادر مطلق نہین ہے اسلئے تو مجکو غارت نہین کرسکتی ہے اور میرے مخلوق کو میری طرف آنے سے نہین روک سکتی ہے" (بندہشن باب ۱ - آیت ۱۶) - اہرمن کی آخری شکست انسان کے ہاتہہ ہے (ای - آر - ای جلد ۱ صفحہ ۲۳۷) -

دہرم گیان (اہورامزدہ) اسلئے اپنے اندہے اور جاہل دشمن سے مہلت حاصل کر لیتا ہے جسمین وہ لڑنے والے بہرتے رہین" (بندہشن باب ۱ - آیت ۱۸) کیونکہ اسکی وجہ سے کہ بدی کی پوری شکست حق پرست آدمی کے پیدا ہونے تک ناممکن تہی اسلئے اہورامزدہ جو غیر ممکن کو ممکن نہین کرسکتا ہے اپنے برے مخالف پر فتحیاب نہین ہو سکتا ہے - یہ زمانہ لڑنے والون کے بہرتے رہنے کا ہے جس مین روح مادیات نباتات - حیوانات اور نیچے درجہ کی انسانی جونون مین آواگون کرتی رہتی ہے - مقرب فرشتے حسب ذیل ہین:-

(۱) وہومناہ = پاک خیال -

(۲) اشاوہشت = کامل راستبازی -

(۳) شترویریا = مطلوبہ بادشاہت -

(۴) اسپنتا آرمیتی = دینداری -
(۵) ہوروتات = محفوظ رکھنے والی سلامتی -
(۶) امیرے تات = دوامی زندگی -

یہ چھہ بڑے فرشتے ہین - خبیث انکے مخالف ہین - خبیثون کا سردار اہرمن ہے جسکا مقام غلاظت ہے اور جو اہورامزدہ کے مخلوق کا تن سے من سے اور بجی بدخواہ ہے (بندا ہش باب ۲۸ آیات ۱ و ۲) مالبقی ہین سے آکومن کا یہ کام ہے کہ وہ بڑے خیالات اور جہگڑے پیدا کرتا ہے - تروَمت نافرمانبرداری کا پیدا کرنے والا ہے - میتوخت دروغ گو ہے - ازسک بغض ہے - آکتاش دیٹے معنی لگانیوالا ہے - اَز لالچ ہے - آایشم غصہ ہے اور نس ناپاکی اور گندگی پیدا کرتا ہے اور "ان ہین سے ہر ایک کے ساتہہ بہت سے شیاطین اور خبیث کارپردار ہین ..... برسات دُکہہ اور بڑہاپے کے پلید ہین ...... بدبو سڑن اور گندگی کے لانے والے ہین جو بہت ہین بے شمار ہین اور جو بدی ہین مشہور ہین اور اون سب کے جزو انسانونکے جسمون ہین ملے ہوئے ہین اور اونکے اوصاف انسانون ہین صاف نظر آتے ہین ..... بہت سے نئے خبیث مخلوق کے نئے گناہون سے پیدا ہوتے ہین" (حوالہ سابق باب ۲۸) کیونکہ بڑے خیالات بڑے الفاظ اور بڑے اعمال سے شیاطین پیدا ہوتے ہین اور اونسے اونکو قوت پہونچتی ہے اسلئے یہ کہا گیا ہے:- "نفس پرستی نہ کر تاکہ تیرے ہی کرمون سے تجکو نقصان اور افسوس حاصل ہو" (دینائے مینوگ خرد باب ۲ - ۲۳ و ۲۴) - یہی خیال تخت کی تحریرون مین بھی پایا جاتا ہے:-

"...... خبیث پرستی تونے کی تہی اور شیاطین اور خبیثون کی خدمت کی تہی [حوالہ سابق باب ۲ - ۲ ۷ ۱ و ۳ ۷] ....

اور جو پوجا وہ آتش کدہ مین کرتے ہین جب کہ وہ ٹھیک ہی نہین ہوتی ہے
تو وہ شیاطین تک نہین پہونچتی مگر وہ پوجا جو دوسرے مقامات پر کیجاتی ہو
جب کہ اوسے لوگ ٹھیک طور پر نہین کرتے خبیثون تک پہونچتی ہے کیونکہ
پوجا مین کوئی درمیانی حالت نہین ہے - یا تو وہ فرشتون تک یا شیاطین
تک پہونچتی ہے" (شایست لاشایست باب ۹-۵) -

فرشتے ہمارے افعال سے پیدا نہین ہوتے کیونکہ وہ تو پہلے ہی سے روح کی بُری
خصلتون کے مخالفین کے طور پر موجود ہین - پس روح کی شیطانی حرکات کے ناش کرنے
ہی سے اونکا ظہور ہوتا ہے لیکن وہ اسطور سے پیدا نہین ہوتے ہین - اسوجہ سے وہ
دہرم گیان (اہورا مزدہ) کی مخلوق تصور کئے جاتے ہین جسکے مدہی جلال سے
وہ پیدا ہوتے ہین - انکے بارہ مین کہا جاتا ہے کہ وہ انسان کو برکتین اور نعمتین دیتے ہین
کیونکہ بہبودی ایسی نیک صفات کا صلہ ہے جیسے پاک خیالات - روحانی پاکیزگی
وغیرہ - فرشتے روشنی کی اقلیم مین دہرم گیان کے جلال مین رہتے ہین جنکی حفاظت
کے لئے سمجھ کی فصیل قائم ہے (زادسپرم باب ۵-۱ جسکو مرتی روح اہورا مزدہ نے بنایا ہے -
خلقت کے دیگر اقسام مین ہر چیز کسی نہ کسی صفت کو ظاہر کرتی ہے جو مذہب یا اوسکے
مخالف بے دینی سے تعلق رکھتی ہو - موت روحانیت کے معدوم ہونے کو کہتے ہین بہر شتا
بد اعتقادی کی غلاظت کو اودگاے روحانی راستبازی کو - ایرانی لوگون سے مراد
اہورا مزدہ کے پاک معتقدون سے ہے - اَرمیتی اعلیٰ راستبازی ہے آدرگایون کی
روح زاہدون کی آتما ہے جو مسیح (نجات دہندہ) کی آمد کے لئے رو رہی ہے - خلقت
کے تمام دیگر محکمون مین بہی اسی قسم کے روپک پائے جاتے ہین - اس امر کا بیان بہت
صاف طور سے بندیش کے اونیسوین باب مین کیا گیا ہے جس مین سے مین حسب ذیل
قابل غور خلاصہ پیش کرونگا :-

[illegible]

کسی ذہنی ... [illegible] ... شیطانی

اور جادو گردن [illegible] پیدا کیا گیا ہے جسکا اندوکھا دکھایا گیا ہے

جیساکہ شاستر مین لکھا ہے کہ دنیا کی مخلوقات مین سے وہ شیاطین کو

غارت کرنے مین سروش کی مدد کرتے ہین وہ مرغ اور کتا ہین ......

سگ ایسے خبیث کا غارت کرنے والا ہے جیسے انسانون اور جانورونکی

طمع [آیات ۲۰-۳۲ و ۳۴] .... کتے بہیڑیون کی قوم کے

دشمن اور بہیڑون کی حفاظت کے لئے پیدا کئے گئے ہین [آیت ۲۷]۔

...... اہورامزدہ نے کوئی چیز بیکار نہین بنائی کیونکہ سب چیزین

کارآمد بنائی گئی ہین - جب کوئی انکی اصلیت نہین سمجھتا ہے تو اوسکو

چاہیئے کہ دستور [ہیربد] سے دریافت کرے کیونکہ اوسکی پانچ ترکیبین

اس ترکیب سے بنائی گئی ہین کہ وہ برابر خبیثون کو غارت کرتا رہے

(آیت ۳۶) -

مین نہین خیال کرتا ہون کہ آج کل کے زمانہ مین کوئی دستور ایسا ہے جو اہورمزد

کی خلقت کا مفہوم سمجھتا ہو معلوم ہوتا ہے کہ اون سب نے لفظی تعبیر کا زہر خوب پیا ہے

اونکو بجز فیٹش ایبل علی خالق پرستی کے (دیکھو ایس اے کیا ڈیا کی ٹیچنگ اوف

زردوسٹ - Teaching of Zoroaster صفحہ ۱۲)

اپنی مقدس کتابون کے ہر صفحہ وسطر مین اور کچھہ نظر نہین آتا ہے - بندہش کے پڑہنے

کے بعد مجھے کوئی شبہہ اس امر مین باقی نہین رہا ہے کہ وہ یہودیون عیسائیون اور

مسلمانون کے عجیب و غریب افسانون کی کنجی ہے - اور یہ بات غیر اغلب نہین ہے

کہ اور دیگر بہت سے مذہبی افسانہ بہی اوسکے سانچہ پر بنائے گئے ہون جو ایران کے

مغربی و شمال مغربی ملکون مین گذشتہ زمانہ مین مروّج تھے۔

مین امید کرتا ہون کہ پارسی لوگ اب اطمینان سے خاموش نہین بیٹھنگے جب تک کہ وہ اس کل معمہ کو حل نہ کرلین جو قدرتاً اون کے لئے بمقابلہ ایک بالکل اجنبی شخص کے جو اونکے دستور و رواج اور بالخصوص اونکی زبان اور روایات سے ناواقف ہے زیادہ آسان ہوگا۔ مین نے سمت تفتیش کو بتانے کے لئے یہان پر کافی کہا ہے اور میرے خیال مین پارسیون کی ایک کارپرداز اور قابل سرگرم جماعت کے لیئے ایک تھوڑے ہی عرصہ مین اپنے دھرم کے پاک و اونچے مندر کو از سر نو ساخت کرنے مین کوئی دقت نہ ہوگی۔ مگر اون کو اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے کہ اونکی مقدس کتابون کے بموجب الہام "بےمثل اہورامزدہ کی نیکی اور ہمہ دانی" ہے (ینبدیس باب ۱۔ آیت ۲) اور اوسکا تعلق "دونون جوہرون کے اختلاط کی تشریح" سے ہے (حوالہ سابق آیت ۳) اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ شاستر کا تشبیہی مضمون صرف سائنس مذہب کے اصولون کو جسکی بیشمار صورتین بطور فرشتون انسانون وغیرہ کے باندہی گئی ہین مدنظر رکھہ کے سمجھہ مین آسکتا ہے۔ اسلئے ٹہیک علم (یا سائنس) ہی رموز مذاہب کے انکشاف اور خفیہ روایات کے زنگ آلودہ تالون کو کہولنے کے لئے اصلی کنجی ہے۔

خلقت کی ترتیب کے اختتام پر غور کرتے ہوئے یہ امر قابل لحاظ ہے کہ خود قیامت کا ٹہیک وہی علمی مفہوم ہے جو نجات یا نروان کا ہے کیونکہ یہ کہا گیا ہے (یاسنا ۱۹-۹):-

"اور اون دونون جوہرون مین سے زیادہ فیاض (اہورامزدہ) نے جہہ [زردشت] کو پاکیزگی کی کل خلقت بتلادی جواب موجود ہے اور جو وجود مین آرہی ہے اور جو آیندہ وجود مین آویگی ایسی زندگی کے جرتر اور حصول مدعا کے لحاظ سے جو اہورامزدہ کی یگانگی مین غرق ہو"

عالمون کے لئے یہ بطور ایک اشارہ کے ہے (حوالہ سابق آیت ۱۱)۔ تیئسوین یسنا مین اس مسئلہ کے بارہ مین یہ زیادہ صاف طور سے دکہلایا گیا ہے کہ اسکا تعلق فرداً فرداً انسانون سے ہے۔ دیکہو دوسری آیت جو حسب ذیل ہے:۔

"تب تم اپنے کانون سے سنو اور عمدہ من کی نگاہ سے چمکدار شعلہ کو دیکہو۔ یہ مذہب کے بارہ مین ہر انسان کے لئے فرداً فرداً تجویز کرنا ہے۔ مدعا کے حاصل کرنے کی بڑی کوشش کے پہلے تم سب ہماری تعلیم کو سمجھو"!

پہر تیسری آیت مین ہدایت کی ہے کہ انسان اپنے امتیاز کو بدی کرنیوالون کے طور پر عمل مین لاوین:۔

"اسطور پہ ابتدائی جوہر قدیم سے مشہور ہین جو جوڑے کے طور پر اپنے مختلف میلانون کے ساتھہ ایک دوسرے سے مخلوط ہین۔ اور تاہم ہر ایک ادنین سے اپنی ذات مین آزاد ہے۔ ان دونون مین سے خیال تقریر اور فعل کے لحاظ سے ایک عمدہ اور ایک ناقص ہے۔ ان مین سمجہہ کر کام کرنے والے کو غور سے انتخاب کرنا چاہیے نہ کے بدی کرنے والے کے طور پر"

بالآخر زادسپیرم مین یہ کہا ہے (باب ۵۔ آیت ۴):۔

"شاستر مین اسطور پہ لکہا ہے پس یہ دونون جوہر (روح) ہی پہلی خلقت مین ایک دوسرے سے مل گئے یعنے دونون گایومرد کے جسم مین حلول کر گئے۔ جو کچھہ زندگی مین ہے اہورا مزدہ کے اس مطلب سے ہے کہ مین اسکو زندہ رکہون۔ جو کچھہ موت مین ہے وہ بدی کے شیطان کے اس مطلب سے ہے کہ مین اوسکو

بالکل غارت کردون اور جو کچھ اسطور پر ہے وہ دنیا مین آخری ذی روح
تک ہے حتی کہ وہ (دونون جوہر) لقیہ انسانون مین ہی حلول کرتے ہین
اور بدون کے بالکل بد ہونے کی وجہ سے اونکا ناش پورے طور پر جانا
ہوا ہے - اور اسی طور پر اوس شخص کا کامل دہیان (تصور) ہو راستباز
ہے اور نار مزد کی ہمیشگی کی امید ہے" (ایس بی-ای جلد ۵ صفحہ ۱۶۸)-
زردشت اسلئے دنیا کا نجات دینے والا نہین ہے بلکہ اوسی قسم کی خیالی صورت ہے
جیسے مختلف مذاہب کے مسیح مثلاً کرشن - یسوع - تمذ وغیرہ -

قیامت مین چیزون کے از سر نو ترتیب پانے سے صرف جوہر روح کی پاکیزگی کو
مراد ہے جسکو شاعرانہ خیال مین دنیا کی نو ترتیبی باندہا ہے کیونکہ جوہر روح کو اوسمین
سے مادہ کے سب ذرون کو نیکی اور بدی کے ترک سے علیحدہ کرکے پاک کرنا ہے -
پرماتما مین نیکی اور بدی دونون سے اوپر ہے اور اپنی ہی ذات کے خالص تصور کا نام ہے
لیکن نیکی آواگون کی اوتنی ہی باعث ہوتی ہے جتنی بدی - دونون مین فرق صرف اسقدر
ہے کہ نیکی سے پیدا ہونے والی قید کم ناگوار اور زیادہ تر خوشگوار ہوتی ہے اور بدی
سے پیدا ہونے والی بہت تکلیف دہ اور ناقابل برداشت -

قیامت کی آخری نو ترتیبی کے متعلق یہ صاف طور سے کہا گیا ہے کہ وہ کسی بالکل
ہی نئی چیز کی خلقت نہین ہوگی کہ جسکا کوئی وجود پہلے نہ تہا یعنی اون اوصاف کی طرح
نہ ہوگی جو روح اور مادہ کے ملنے سے پیدا ہوتے ہین جو نہ تو خالص روح اور نہ خالص
مادہ ہی مین پائے جاتے ہین بلکہ جنکی پیدائش کہنا چاہیئے کہ معجزہ کے طور پر نیستی سے
ہوتی ہے - اسلئے یہ کہا گیا ہے:-

"دیکہو جبکہ وہ پیدا کر دیا گیا جسکا وجود نہ تہا تو اوسکا جو پہلے تہا از سر نو
پیدا ہونا کیون ناممکن ہے - کیونکہ اوسوقت پر تہو ہی کی روح سے

بدتی مانگی جائیگی۔ جل سے خون پودہون سے بال اور اگنی سے زندگی
چونکہ ابتدائی خلقت مین یہ اونکے سپرد کیئے گئے تھے" (بندہشن باب
۳۰-آیت ۶)۔

اشیا متذکرہ روح کے چند اوصاف ہین جو مادّہ کے اختلاط سے زایل
ہو جاتے ہین اور جنکا کرتب (قدرتی فعل یا اظہار) ناپاکی کی حالت مین
بند رہتا ہے۔

یم کے باڑہ کی روایت اس مسئلہ کو پورے طور پر واضح کرتی ہے وہ روایت
یہ ہے: دنیا مین ایک بڑی آفت آنیوالی تھی اہورامزدہ نے بہشت کے
بادشاہ یم کو ایک احاطہ بنانے کی ہدایت کی جسمین مویشی بوجھ لادنے والے چوپائے
کارآمد جانور مرد اور عورتین سب سے عمدہ اور بہت ہی خوبصورت اقسام کی
چڑیون جلتی ہوئی آگ کے ڈہیرون اور تمام اقسام کے بیجون کے جن مین ہر قسم کے
جوڑے ہون اور جو بدی کے جوہر کی علامت سے پاک ہون آسکین۔ یہ باڑہ
اب زمین کے نیچے چھپا ہوا ہے لیکن ہوشیدر کے ہزار سال کے دور مین پھر نمودار
ہوگا جب اسمین سے انسان اور حیوانات برآمد ہونگے اور پھر دنیا کی
ترتیب از سر نو کرینگے اور خوشحالی اور بہبودی کا زمانہ ہوگا۔
(Teaching of Zoroaster صفحہ ۳۰ وای-آر-ای جلد
۱-صفحہ ۲۰۷)۔

اسکا مطلب یہ ہے کہ روح کی اعلیٰ ترین صفات اب مادّہ کی غلاظت
کے نیچے دبی پڑی ہین اور اپنا طبعی فعل نہین کر سکتی ہین لیکن جب نراستباز نجات
دینے والا پیدا ہوگا جو اپنی روح سے ناپاکیون کو دور کریگا تو وہ سب اعلےٰ
صفات جو اسوقت بیکار دبی پڑی ہین نمایان ہو جاوینگی اور خالص جوہر نمودار ہونگے

گرشتہ تھا ایک ہمہ دان یہ دانما کے طور پر جو اپنی ذات میں کمپورن اور کامل ہے حاصل ہو جاویگی ۔

دنیا کی نو ترتیبی کا آخری سلسلہ بندہشن میں ذیل کے طریقہ پر بیان کیا گیا ہو (دیکھو تیسوان باب) :-

"بعد ازاں آگ اور ایرمن شترویر کی دہاتون کو پہاڑیون اور پہاڑون میں گلادینگے اور وہ مثل ایک دریا کے اس دنیا میں رہیگا۔ تب سب آدمی اوس پگھلی ہوئی دہات میں گذر کر پاک ہونگے .... سوشیانس مع اپنے مددگارون کے مُردون کو آراستہ کرنے کا ایک جشن کرے گا اور اوس جشن میں ہداؤس نامی بیل کو ذبح کرینگے = اوس بیل کی چربی اور سفید ہوم سے وہ ہُش تیار کرتے ہیں اور تمام انسانون کو دیتے ہیں اور سب آدمی ہمیشہ کے لئے امر ہو جاتے ہیں .... پس وہ دنیا میں زندگی بسر کرتے ہیں لیکن اولاد پیدا نہیں ہوتی .... اسکے بعد اہورمزدہ بدی کے شیطان کو دبالیتا ہے وہومن اکومن کو اشاوہشت اندر کو شترویر ساؤر کو سپندرمد ترومت کو جو نونگہاز ہے ہوروتات اور امیرے داد تیرب اور ترشیچ کو راست گوئی بدگوئی کو سروش ایشم کو۔ پہر دو خبیث اہرمن اور آز رہ جاتے ہیں اہورمزدہ خود زوتا۔ سروش راسپی بن کر دنیا میں آتا ہے اور کُشتی کو ہاتھ میں لیتا ہے۔ کُشتی کے منتر سے شکست کہا کر بدی کے شیطان اور آز کی قوت زایل ہو جاتی ہے اور جس راستے سے شیطان آسمان میں آیا تھا اوسی راستہ سے وہ تاریکی اور ظلمات میں جاگرتا ہے۔ گوچہر سانپ اوس گلی ہوئی

دیات مین جلا دیتا ہے اور جہنم کی بدبو اور غلاظت اوس دیات مین
جل جاتی ہین اور جہنم بالکل پاک ہو جاتا ہے - اہورا مزدہ اوس
منڈل کو جس مین سے بدی کا شیطان بھاگ گیا ہے اوسی دیات مین
ڈال دیتا ہے - وہ جہنم کی زمین کو دنیا کی افزونی کے لیے پھر واپس
لاتا ہے - دنیا کی نو ترتیبی اوسکی مرضی سے پھر شروع ہو جاتی ہے اور
دنیا ہمیشہ کے لئے لافانی اور دوامی ہو جاتی ہے . . . . . یہ دنیا
برف اور نشیبون سے بری ہوتی ہے - اور وہ پہاڑ جسکی چوٹی پر چنود
نامی پل قایم ہے وہ بھی نیچے دب جاتا ہے اور اوسکا وجود
نہین رہتا"

یہ خوبصورت تشبیہی بیان اون واقعات کا ہے جو شدھ آتما کے تجربہ مین آونگے
جب جب ایک سنساری جیو موکش کو پاتا ہے تب تب یہ ناٹک ہر مرتبہ ہوتا ہے -
اوسوقت سب قسم کے میلان خاطر اور خاصیتین اور خیالات اور عادات جڑ سے
اوکھاڑ کر دیہ آگ کی گھریا مین ڈال دیئے جاتے ہین جہان وہ تمام لوازمہ جو آتما ہین
سب کا سب تپ کی آگ سے غارت ہو جاتا ہے - وہ روزن جس سے بدی کا شیطان
اہورا مزدہ کی مخلوق پر دوڑتا ہے اب ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتا ہے اور اوسپر
اکانکشا (خواہش سے بریت) کا گنبد قایم کر دیا جاتا ہے جو پرماتما پن یعنی ہمہ دانی
قدرت کلی پرم آنند - پورنتا اور امرپن کی علامت اور گارنٹی ہے - جو روحین نروان
حاصل کرتی ہین وہ واقعی نہ تو شادی کرتی ہین اور نہ اونکی شادی کرائی جاتی ہے
وہ کپڑے نہین پہنتی ہین اور نہ کھانا کھاتی ہین اور نہ اونکا سایہ پڑتا ہے -
ہماری تفتیش پارسی مت کے بارہ مین اب ختم ہو گئی ہے اور وہ ہمکو اس کہنے کی مجاز
ٹھیراتی ہے کہ اس مذہب کی اصلی تعلیم مین کوئی ایسی بات نہین ہے جسکی وجہ سے

اسکو دانش کی اوس بڑی مجلس مین جہان مذاہب کی کانفرنس پر امتیاز صدر نشین سے
جگہ نہ مل سکے۔ میرا یہ خیال ہوتا ہے کہ پارسی مت کی اعلیٰ تشبیہات ہی وہ بنیاد ہین جنکے اوپر
اوسکے قرب وجوار کے بعض بعض دینون نے اپنے دیو آسے (مذہبی افسانون کے سلسلے)
قایم کئیے ہین۔ دنیا کی پیدائش اور طوفان (پرے) منجملہ دیگر مسائل کے مختلف مذاہب مین
تعجب خیز مشابہت رکہتے ہین۔ اونکی تشریح بہی اوس طریقہ پر کرنی چاہیئے جو ہم پہلے بتا چکے ہین
نہ کہ تاریخی مفہوم مین۔ شاید وہ دن بہت زیادہ دور نہین ہے جب ان تمام مذہبی روایات کا
مطلب دریافت ہو جاویگا۔ اس اثنا مین ہمارا موجودہ علم ہمکو پورے طور سے یہ یقین دلاتا ہے
کہ اونکا مفہوم ہرگز دنیا کی پیدائش سے جیسا کہ عام لوگ خیال کرتے ہین نہین ہے۔ اصلیت
یہ ہے کہ ان مذہبی روایات کے رموز اتنے گہرے اور نازک تہے کہ معمولی آدمی کی سمجھ کے
باہر تہے اور کم از کم یہودیون نے تو انکے مطالعہ کو جب تک وہ غلطی سے بچنے کے لئے
پوری احتیاط کے ساتھہ نہ پڑہے جاوین قطعی منع کر دیا تہا۔ مشنا کی تعلیم ہے: "پیدائش کی
روایت دو آدمی کی جماعت کو مطالعہ نہ کرنا چاہیئے اور فلسفہ کو تنہائی مین بہی نہین پڑھنا
چاہیئے سواے اوس حالت کے کہ جب طالب علم ذہین ہے اور ٹہیک نتائج نکالنے کی قابلیت
رکہتا ہے" (ای۔ آر۔ ای جلد ۴ صفحہ ۲۴۵)۔ ہندون نے بہی شودرون (رموز سے
بے بہرہ لوگون) کو ویدون کا پڑہنا منع کیا ہے۔ پارسی مت مین بہی یہ لکہا ہے:۔

"مقدس ذات کا سمجھنا پوری طاقت و سمجھہ سرگرم تمیز اور مستعد دانش
کے ذریعہ سے ممکن ہے" (شکند گمانیک وجار باب ۵۔ آیت ۹۵ ایس

بی۔ ای جلد ۲۴ صفحہ ۱۴)۔

مقدس ذات کے سمجھنے کے بارہ مین ہیرآوسی کتاب مین ایسا لکہا ہے (باب ۱۰
آیات ۲۷۔ ۳۳):

"ہر سمجھہ دار آدمی کے لئے اتنا جاننا ضروری ہے کہ ہمین کس سے بہاگنا

اور بچا چاہیئے اور کس کے ساتھہ امید ہے اور کون ہماری حفاظت کر سکتا ہے
ایکے حصول کا طریقہ ذات پاک کے سمجھنے کے سوا اور کچھہ نہیں ہے کیونکہ
...... صرف اوسکی ہستی ہی کا جان لینا کافی نہیں ہے بلکہ اوس کی
ماہیت اور مرضی کا سمجھنا بھی ضروری ہے "

اب مین اِس لکچر کے اختتام کے قبل پارسی مت کے اصلی اصولون کی اس مختصر تفتیش
کو ختم کرونگا - یہ امر کہ اوس کے اصولون مین آواگون شامل ہے اوسکی عام تعلیم سے جس کا
تذکرہ مین اوپر کر چکا ہون صاف ظاہر ہے - روح کے لافانی ہونیکا ثبوت بھی پارسیون کے
شاستر ون مین پایا جاتا ہے -

دادستان دینیک (باب ۱۷-۴) مین تحریر ہے: "جسم کی روح اسوجہ سے کہ جسم مین
دل کے لئے روحانی زندگی ہے ابناشی ہے اور اسیطرح سے قوت ارادی یا ادراک (مثلاً ذہن)
بھی ہے جو اُس کے اندر رہتی ہے - اوسوقت مین بھی جبکہ اوسکو جسم سے رہائی دیدی
جاوے "

شایست لاشایست کے بموجب (دیکھو باب ۱۷-۷) :-

" اغلام کرنے والے کی روح شیطان بنیگی اور دہرم سے بھرشٹ
ہو جانیوالے کی روح جھپٹنے والا سانپ "

شکند گو مانک وِجار کے چوتھے باب مین روح کا آئندہ انجام اسطور پر بیان
کیا گیا ہے :

" اگر پیدائشات کا اظہار دنیا مین موت کے وقوع ہونیکی وجہ سے
زیادہ تر ہوتا ہے تو بھی یہ دیکھا جاتا ہے کہ موت مین ہستی کا بالکل ہی
ناش نہین ہوجاتا ہے بلکہ وہ ایک ضرورت ہے ایک مقام سے دوسرے
مقام پر یا ایک منصب (station) سے دوسرے منصب پر

جانیکے لیئے - چونکہ تمام مخلوقات کا وجود اربعہ عناصر سے بنتا ہے اسلیئے
یہ امر چشم بینا کو ظاہر ہے کہ اونکے دنیاوی اجسام پہر عنصرون مین ملجاوینگے
روحانی اجزا جو جسم کو جان بخشنے والی زندگی کے ابتدائی اسباب ہین
روح مین شامل ہو جاتے ہین - بوجہ وحدانیت ذات کے وہ منتشر نہین
ہوسکتے ہین - اور روح اپنے اعمال کی ذمہ دار ہے - اُسکے کرمون کے
تحویلدار بہی جنکے سپرد اُسکے نیک و بد اعمال ہوتے ہین مقابلہ کے لئے آگے
بڑہتے ہین - جبکہ نیک کامون کی حفاظت کرنے والی زیادہ قوی ہوتی ہو
تو وہ الزام لگانے والے کے ہاتہہ سے اسکی حفاظت اپنی فتحیابی سے
کرتی ہے اور اسکو بڑے تخت پر بیٹہنے اور نوریون کی باہمی خوشی کے لئے
منتخب کرتی ہے اور اوسکی راستبازی مین ترقی کرنے کے لئے ہمیشہ
مدد ہوتی رہتی ہے - اور جب بدی کی محافظ زیادہ طاقتور ہوتی ہے
تو اوسکی فتحیابی کے باعث روح مدد کرنے والے کے ہاتہون سے
چہن جاتی ہے اور بہوک اور پیاس اور نہایت تکلیف دہ بیماریون کے
مقام پر پہونچ جاتی ہے - اور وہان بہی وہ چہوٹے چہوٹے نیک کام جو
اُسنے دنیامین کئے تہے رائگان نہین جاتے ہین اس وجہ سے کہ بہوک پیاس (کی تکالیف)
اور سزا گناہ کے لحاظ سے ہوتے ہین نہ کہ انادا دشمن کے طور پر کیونکہ
اسکی سزا کا ایک نگران ہے - اور انجام کار وہ رحیم خالق جو مخلوقات کو
معافی بخشنے والا ہے کسی روح کو دشمن کے ہاتہہ مین نہین چہوڑتا ہے
بلکہ ایک دن وہ گنہگارون کو بہی اور راستبازون کو بہی پاک کرنیوالے
کے ذریعہ گناہ کی تلافی ہونے پر بچالیتا ہے اور اونکو مبارک مارگ پر
چلاتا ہے جو ابدی ہے" (ایس - بی - ای جلد ۲۴ - صفحات ۱۲۸ - ۱۳۰)

دادستان دینیک کے چھتیسوین باب مین یہ اہم سوال اٹھایا گیا ہے کہ "آیا یہ دنیا بالکل بغیر انسان کے ہوجاتی ہے یعنی اسمین کسی قسم کی جسمانی ہستی نہین رہتی ہے جب قیامت ہوتی ہے یا یہ کیونکر ہے؟" اسکا جواب حسب ذیل دیا گیا ہے:-

"جواب یہ ہے کہ دنیا اپنی ابتدائی حالت سے اپنے از سر نو نئے بننے تک برابر نہ بغیر آدمی کے رہی ہے اور نہ رہیگی۔ اور بدی کی روح مین جو ناچیز ہے اسکی کوئی متحرک خواہش نہین پیدا ہوتی۔ اور از سر نو نئے بننے کے زمانہ کے قریب جسمانی وجود کہانا ترک کردیتے ہین اور بغیر غذا کے زندہ رہتے ہین اور اونسے جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ امر ہوتی ہے کیونکہ اونکے جسم پامارا اور خون سے خالی ہوتے ہین۔ ایسے وہ لوگ ہین جو باجسم انسان دنیا مین ہین جب کہ ایسے انسان ہین، جو گذر گئے ہین اور پھر پیدا ہوتے ہین اور زندہ رہتے ہین"

اسکے علاوہ پادری گنگا پرشاد کی Fountainhead of Religion مین بہت سی کتابون کا حوالہ دیا گیا ہے جو آواگون کے مسئلہ کی بالکل صاف طور سے تعلیم دیتی ہین کتب محولہ مین چند مضامین حسب ذیل ہین۔

(۱) "پرانے جسم کا چھوڑنا اور نئے جسم کا دہارن کرنا لازمی ہے" (بھوشنگ سا ۱۴)۔

(۲) "...... اچھے کرمونکا کرنیوالا ...... اپنے کرمون کے پہل بہوگنے کیلئے بادشاہ وزیر۔ حکمران یا امیر آدمی کے طور پر جنم پاتا ہے ...... بادشاہون کو سکھ مین جو رنج تکالیف اور بیماریان آگہیرتی ہین وہ اونکے پچھلے جون کے کرمون کا پہل ہین ...... شیر چیتا۔ تیندوا۔ پلنگ بہیڑیا اور تمام خونخوار جانور جو دوسرے جانورون کو ایذا دیتے ہین پچھلے جنم مین ...... بااختیار اور ذی عہدہ اشخاص تھے اور وہ جانور جنکو انسان مارتے ہین اونکے وزراء۔ ملازمین اور کارپردازان تھے جنہون نے اپنے مالکون کے حکم اور مدد سے برے افعال کئے تھے اور معصوم اور غریب جانورونکو ایذا پہونچائی تھی" (ناما بہاباد ۹۷-۹۸-۱۹۹۹ء)۔

مجوسیون کے مزداکیہ فرقہ کے لوگ علانیہ طور سے آواگون کے معتقد تھے (دیکھو ہوگ صاحب Essays on The Parsis صفحہ ۱۵)۔

ان حالون سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ روح موت کے بعد قایم رہتی ہے اور مختلف گیتون (صورتون یا حالتون) مین آواگون کرتی رہتی ہے جب تک کہ وہ پاک کرنے والے (روح القدس یعنی تپشیا) کی مدد سے موت کے دائرہ سے باہر نکلنے کی قابلیت حاصل نہ کرے جسکے حاصل ہونے پر وہ پوتر پاک کئے ہوئے نور کے طور پر جوہر ہیلو سے متبرک امر اور الہی سے پوجنیہ پرماتماؤن کے مقام پر جا پہونچتی ہے۔

تپشیا کے بارہ مین ہمارے زمانہ کے کمزور انسان سب کم وبیش اس بات کے کوشان ہین کہ اسکو نامرغوب قرار دین اور پارسی لوگ بھی اس سے مستثنی نہین ہین جیسا کہ مسٹر کپاڈیا کی Teachings of Zoroaster (صفحہ ۴۴) کے ذیل کے مضمون سے واضح ہے:-

"دیگر مذہبون کے خلاف وہ [پارسی مت] روزہ رکھنے یا غذا کے بالکل نہ کہانے کو ایک برا اور بے وقوفی کا فعل قرار دیتا ہے جس سے جسم کو نقصان پہونچتا ہے اور وہ کمزور پڑتا ہے"

مگر یہ ہماری واقفیت کے لحاظ سے بالکل غلط ہے۔ دادستان دینیک سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کو دور کرنے کے لئے تنفس کی کوشش اوس حد تک پہونچنی چاہیئے جو پریشانی کا درجہ کہا گیا ہے۔

"...... اچھے خیالات اچھے الفاظ اور اچھے اعمال کے ذریعہ گناہ کی کمی اور نیکی کی ترقی دراصل اوس کوشش اور بے چینی سے جو روح کے مذہبی اصولون پر عمل کرنے کا نتیجہ ہین ہوتی ہین۔ اور کوشش کی سختی چار تیر کے استقلال اور روح کی حفاظت سے جو ایماندار کو حاصل ہے

ہوتی ہے ‘‘ (ایس-بی-ای جلد ۱۸ صفحہ ۳۴) -
جسمانی زندگی قربانی کے طور پر پیش کی جاتی ہے- یاسنا ۳۳ (آیت ۱۴) مین ایسا لکہا ہے:

’’ پس زردشت قربانی کے طور پر خود اپنی جسمانی زندگی کو دیتا ہے ‘‘ (ایس-بی-ای جلد ۳۱ صفحہ ۷۹) -

یاسنا ۱۳ (آیت ۲) مین پہر یہ آیا ہے:-
’’ اور تم پر اے نعمت بخشنے والے امردیوتاؤن مین اپنے جسم کا گوشت بہی صدقہ کردونگا اور بہبودی کی تمام نعمتون کو بہی ‘‘ (ایس-بی-ای جلد ۳۱ صفحہ ۲۵۳) -

اِن آیات کی جو تعلیم ہے وہ یہی ہے انا اصول جسمانی خواہشات اور شہوتون کے مارنے کا ہے گوکہ درحقیقت فاقہ کشی ہی صرف مقصود زندگی نہین ہے-
’’ ہم لوگون مین روزہ رکہنا یہ ہے کہ ہم آنکہون سے زبان سے کانون سے ہاتہون سے اور پیرون سے گناہون کے ارتکاب سے روزہ رکہین ‘‘ The Teaching of Zoroaster صفحہ ۴۴) -
مین یہ خیال نہین کرتا کہ زبان اور ہاتہون کے بارہ مین یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ روزہ رکہتے ہین جب کہ وہ کسی بے گناہ کو مارنے اور اوسکا گوشت نگلنے مین مصروف ہون - یہ بہی صاف طور سے کہا گیا ہے کہ نوتربیتی کے زمانہ کے قریب جسمانی ہستیان کہانا چہوڑدیتیان ہین اور بغیر کہانے کے زندگی بسر کرتی ہین (دادستان دینک باب ۳۷- آیت ۳ و ایس-بی-ای جلد ۱۸ صفحہ ۷۷) -

لکچر ہفتم

خدا

آج کے لکچر کا مضمون خدا یا خدا کا خیال ہے جسکی تعلق مین بیحد غلط فہمی انسانون مین پیدا ہو گئی ہے - خدا کی بابت سب سے زیادہ عالمگیر خیال یہ ہے کہ جاندارون کی تقدیرون کا ناظم اور دنیا کا حکمران اور صانع ایک خدا تعالی ہے جو انسان کے کرمونکا موازنہ کرکے اونکے اعمال کے مطابق اونکو پھل دیتا ہے - آج ہم اس خیال کی اوسکے مختلف پیرایون اور صورتون مین جانچ کرینگے -

پہلا ہی سوال جو ایسے خدا کے خیال کے متعلق پیدا ہوتا ہے وہ شہادت کے بارہ مین ہے جو اوس کی ہستی و اوصاف کے ثبوت مین پیش کیجائے کسی بات کا ثبوت تین طریقون سے ہوتا ہے یعنی (١) ذاتی مشاہدہ سے (٢) انومان یعنے منطق سے اور (٣) کسی معتبر گواہ کی شہادت سے - اب دیکھنا یہہ ہے کہ اس عوام کے عقیدہ کی تائید مین کیا ثبوت ہے - ہمارا ذاتی مشاہدہ تو قطعی کسی ایسے خدا کی ہستی کو ثابت نہین کرتا - کسی شخص نے نورہستی کو واقعی نہین محسوس کیا ہے یا دیکھا ہے اور خدا یقیناً ایک نورہستی کہا جاتا ہے - علاوہ برین نورہستی مین حواس خمسہ سے محسوس ہونیوالی خاصیتین نہین ہوتی ہین انسانون کے اندرونی احساس (intuition) کی نسبت بحث کرنا محض فضول ہے کیونکہ کوئی ایسا خدا نہین ہے جسکے عابدون نے یہہ دعوے نہ کیا ہو کہ اونہون نے اوسکو اندرونی احساس سے جانا ہے - علاوہ اسکے جیسا کہ اوّل لکچر ہی مین بیان کیا جا چکا ہے اگر عقل سلیم کی بجاے انسانون کے مبہم عقایدمان لئے جائین تو پھر فلاسفی اور سائنس کی ضرورت ہی کیا ہے - انسانون کو

اندرونی احساس کے مسئلہ کی پوری لغویت اس امر سے بخوبی ظاہر ہے کہ انسانی
بدیہی (عقل) کے یہہ ناہموار چشکار غور سے جانچ کیے جانے پر خود اپنے تئین
دہوکہ دینے والے تخیلات پائے جاتے ہین جنکے والدین مذہبی سرگرمی اور جوش مین
شہادت کے متعلق بہی یہہ عیان ہے کہ کوئی شخص اپنے ذاتی علم سے شاہد
ہونے کا مجاز نہین ہے کیونکہ اُس شخص کے لئے یہہ ضروری ہوگا کہ اوسنے واقعی
نوہستی کو دیکہا ہو - لیکن یہ امر جیسا ابہی دیکہا گیا ہے غیر ممکن ہے - پس ہمارے پاس
قابل پذیرائی ایک ہی قسم کی شہادت رہجاتی ہے یعنی مقدس مذہبی کتابون کی بشرطیکہ
وہ مقدس کتاب جس سے کسی خالق کے وجود کو ثابت کیا جاے خود ایک ہمہ دان
خدا کا کلام ہو اور وہ اوس مرشد کی دی ہوئی تعلیم کو صاف طور سے بے کم و کاست
ظاہر کرتی ہو - مگر اون مقدس کتب مین سے جنکے بارے مین خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ایک
خالق یا منتظم خدا کی ہستی کو ثابت کرتی ہین ایک بہی ایسی نہین ہے جو کسی ہمہ دان مرشد کا
کلام ہو اور نہ ہوسکتی ہے - وہ قصّے کہانیون کے طور پر تصنیف ہین اور ہر موقعہ پر
اپنی محدود العقل انسان کی تصانیف ہونے کا پتہ دیتی ہین - اِس امر کے ثابت
کرنے کے لئے کہ وہ حضرت انسان کی بنائی ہوئی ہین ایک ہی مختصر دلیل کافی ہے
اور وہ یہ ہے کہ اونکے مصنّف اوس غلط فہمی نفرت و خون ریزی کو جو دیوتون کے
دیبی دیوتاؤن کو واقعی تاریخی اشخاص ماننے سے پیدا ہوتی ہین دیکہنے سے
قاصر رہے - ایک ایسے ہمہ دان مرشد کے بارہ مین جو انسان کو اوسکے فائدہ
کے لئے تعلیم دیتا ہے یہہ ماننا پڑیگا کہ اوسنے اس امر کو جان لیا ہوگا کہ مذہبی اصولونکو
افسانون کا برقع پنہا کر پیش کرنے کا نتیجہ سواے اِسکے اور کچہہ نہین ہوسکتا ہے کہ
مسلمان - یہودی - عیسائی - ہندو اور اونکے دیگر پیرو سب ایک دوسرے سے
لڑمرین - حتیٰ کہ اس دنیا مین جو لوٹ مار غارت گری اور خون ریزی مذہب اور

منکر ہین کہ اونکے خدا کے کوئی لڑکا ہے ۔ نہ عربون کا اللہ جو اسبات کا دعوے کرتے ہین کہ اس مضمون کے متعلق اونکو براہ راست الہام ہوا تہا وہ خدا ہو سکتا ہے جسکے پیرون کو عرب اور فلسطین مین الہام ہونے سے قطعی انکار ہے ۔ ایسی صورتمین الہام کا تذکرہ فضول ہے ۔ اسکی نسبت تو زیادہ مفید یہہ ہوگا کہ ہم مختلف مقدس کتابون اور انجیلون کا موازنہ اون طریقون پر جو ان لکچرون مین قایم کئے گئے ہین کرین تاکہ اون کا اصلی مطلب معلوم ہو ۔ فی الواقع جو امور ہم ابتک کہہ چکے ہین وہ اس امر کے باطل کرنے کے لئے کہ مذہبی کتابون مین خالق پرستی سکہائی گئی ہے کافی ہین خیال اور اظہار دونون مین افسانہ سازی کے طرز کی یہہ کتب ایک امر مین بہی تاریخ نہین مانی جاسکتی ہین ۔

اب منطقی دلیل باقی رہی کہ جس سے ایک ہمہ دان خالق و منتظم خدا کا وجود ثابت کیا جاوے ۔ اس سلسلہ مین مین آپکے سامنے مسٹر جوزف میک کیب صاحب کا جو بہت عرصہ تک عیسائی کلیسیا کے پادری رہے ہین مفصلہ ذیل قول پیش کرتا ہون ۔ وہ فرماتے ہین کہ ۔

"ہمارے زمانہ کے مرد و عورتونکو پہاڑون اور چاندون اور ستارون کے خدا سے زیادہ دلچسپی نہین ہے ۔ ایک لاپرواہ دانش جو ذرون اور ستارون اور پہولون کی زیبائش مین مصروف ہے اور انسانونکو اونکی ناکمل تدبیرون پر چہوڑ دیتی ہے اوس قسم کا خدا نہین ہے جیسا کہ دین عیسوی نے اونکو تلایا تہا ۔ وہ خدا کہان ہے جو ہمارے سر کے بالون کو گنتا ہے اور چڑیون کی موت کا خیال رکہتا ہے اور جو انسانون سے اپنی تمام مخلوق سے زیادہ محبت کرتا ہے جنگ یورپ نے یہہ بہت ہی اہم سوال مذہب کے تعلق مین اوٹہایا ہے

پادری کیمپبیل صاحب نے جنہون نے ہفتون انسانون کے شکوک
کی بڑہنے والی لہر کے روکنے کی کوشش کی ہے کہا ہے کہ لڑائی نے
واقعی کوئی نیا سوال پیدا نہین کیا - وہ فرماتے ہین کہ اونکی سمجھہ مین
نہین آتا کہ دیندار لوگ کیون یکبارگی گہبراتے ہین - درحقیقت
کوئی نئی تنقیح جنگ سے پیدا نہین ہوئی - جو کچھہ اوسنے کیا وہ یہ ہے
کہ اون سوالات کو جو آدمیون کے دلون مین بہت عرصہ سے
اوٹھتے رہتے ہین نافذ کر دیا ہے یعنی اونکو بے حد زور و قوت
کے ساتھہ پیش کیا ہے - جیسا مین نے کہا ہے معمولی مرد یا عورت کو
پہاڑون اور ستارون وغیرہ کے خدا مین کم دلچسپی ہے - جس خدا کی
کہ انسان کو ضرورت ہے وہ منتظم یا مدد کرنے والا خدا ہے - ہم
جس بات کے منتظر ہین وہ یہہ ہے کہ اس وسیع سمجھہ کو ٹہوکر کہاتے
ہوئے کی مدد کرتے اور زخمی پاؤن والے راہگیر کی حفاظت کرتے
دیکہین - ہم اس شفقت اعلی مین جو جنگلی کوّن کو کہانا کھلاتی ہے
یہہ بات دیکہنا چاہتے ہین کہ وہ انسانی ترتیب مین کچھہ عمدگی کی علامت
پیدا کرے یعنی دنیا کے آنسوون اور خون کے بہاؤ کو روکنے مین
ہماری لڑکھڑاتی ہوئی عقل کی مدد کرے - بے گناہون کو تکلیف
اور بہوک پیاس سے بچاوے اور عورتون کو اور بچون کو جنگ کے
ہتوائے وحشی سے پناہ دے یا جو اور بہی زیادہ عمدہ ہے وحشی کی
پیدائش ہی نہ ہونے دے یا اوسکے وحشی پن کو نہ بڑہنے دے -
ٹھیک یہی امور خالق پرست کی پریشانی کا باعث ہمیشہ سے رہے ہین
وہ ہمکو انسانی ترتیب مین خدا کی مداخلت کی کوئی علامت نہین دکہا

سکتا ہے۔ وہ کبھی بھی ایسے روایات کو جیسے کہ مونز۔
([illegible]) کے مقام پر فرشتون کا دکھائی دینا یا لورز
([illegible]) کے معجزے جو تفتیش پر باطل ٹھہرتے ہین
سنکر خوش ہوتا ہے۔ لیکن عموماً وہ اس سے بچین رہتا ہے کہ انسانی
ترتیب مین خدا کی مداخلت کرنے والی اونگلی نظر نہین آتی ہے۔
وہ چپکے چپکے بڑبڑاتا ہے کہ خدا پوشیدہ طور سے اور من کے
اندر سے نہایت باریکی سے کام کرتا ہے۔ کہ اوس نے انسانون کو
آزادی دی ہے جسکا اوسکے لئے لحاظ کرنا ضروری ہے۔ اور یہہ کہ
شاید سب سے زیادہ بڑی مہربانی یہہ ہے کہ وہ انسان کو اسبات
کا موقع دیتا ہے کہ وہ اپنی خود مدد کرکے اپنے کو مضبوط بناوے
ان سب کمزوریون کے پیچھے ایک مایوسی کا احساس ہے کہ اوس
خدا کا پتہ جسکو وہ اپنے صاف طور سے شفقون گلابون اور خوبصورت
چڑیون کے بننے مین دیکھتا ہے انسان کی زندگی مین کہین بھی ٹھیک
طور سے نہین چلتا ہے۔ کیا موجودہ نسل کے زمانہ مین کوئی بات
ایسی (زمین کے کسی حصہ پر) واقع ہوئی ہے جس مین خدا کا تعلق
پایا جاوے۔ کیا بنی نوع انسان کے لیے کارنامہ مین ایک واقعہ بھی
ایسا ہے جسمین خدا کا ہاتھ پایا جاوے۔ وہ واقعہ کہان ہے
جسکے قدرتی اسباب کا ہم قابل اطمینان پتہ نہین لگا سکتے ہین۔
وہ یہہ شک ہے جسکو جنگ نے مستحکم کر دیا ہے۔ یہہ بات
نہین ہے کہ انسان کو مدد کی ضرورت نہ تھی۔ ہماری قوم کا کارنامہ
کیسا پُر درد ہے۔ تہذیب کی ڈیوڑھی تک پہونچنے کے قبل

شروع کے انسانون کو خوفناک حالتون مین سیکڑون اور ہزارون
برس تک رہتے گذرے ۔ اوسپر بہی یہہ تہذیب ایسی ناقص تہی
اور اس مین اتنے وحشیانہ خیال گہسے ہوئے تھے کہ لاکھون کو دکہہ
پہر بہی ہوگنا پڑتا تہا ۔ آج بہی ہم جنگون ۔ بیماریون ۔ مفلسی ۔
جرایم ۔ کم ظرفی اور چہوٹی طبیعتون پر جو ہماری زندگی کو تاریک
بناتی ہین بے بسی کی حالت مین دیکہتے ہین اور ایسا معلوم دیتا ہے کہ
خدا کو اس تمام وقت مین شفق کو سنہری کرنے اور مورون کی
دُمون مین خوبصورت بوٹے بنانے سے فرصت نہین ملی ۔ خالق
پرست لوگ کہتے ہین کہ خدا نے گناہ کی وجہ سے جنگ کو روا رکہا ۔
مقصد سے یہان کچہہ غرض نہین ہے ۔ ایسا روا رکہنا پہر بہی وحشیانہ
انتقام ہے ۔ آپ اوس باپ کو کیا کہینگے جو پاس کہڑے ہوئے اپنی
لڑکی کی عصمت کو بگڑتے دیکہے اور جو اوسکے بچانے کی پوری قابلیت
رکہتا ہو اور کیا آپ مطمئن ہو جاوینگے اگر وہ اس بات کو ثابت کردے
کہ اوسکی لڑکی نے کسی طور پر اوسکی توہین کی تہی ''
(دیکہو The Bankruptcy of Religion
صفحات ۴۲ - ۴۳) ۔
میرے خیال مین میک کیب صاحب نے ایک مہربان و منتظم خدا کے
مسئلہ کی تردید مین کوئی بات نہین چہوڑی ہے ۔ اسلئے اب مین خدا کے خالق
ہونے کے خیال کی جانچ شروع کرتا ہون ۔
اب جس دلیل سے خالق پرست اپنے اس مسئلہ کو ثابت کرنا چاہتے ہین کہ دنیا کا
کوئی صانع ہے وہ ایک قسم کی مشابہت درمیان دنیا و گہڑی سمجہہ ۔ جیسے بغیر

گھڑی ساز کے گھڑی نہین بن سکتی ہے اسیطور پر بغیر کسی دنیا کے بنانے والے کے
دنیا نہین بن سکتی ہے - بس جو کچھ منطق خالق پرست کی دلیل مین ہے وہ صرف اسیقدر
ہے اور یہہ بھی بہت ہی کمزور قسم کا منطق ہے کیونکہ ہر ایک منطق دان اس امر سے
واقف ہے کہ مشابہت کوئی اصلی دلیل نہین ہے - ہم اپنے دوسرے لکچر مین دیکھہ
چکے ہین کہ دیاپتی (ایک عالمگیر سچے منطقی تعلق) کا وجود منطقی نتیجہ کی صحت کے
لئے ضروری ہے - یہہ قطعی طور سے ایک عالمگیر سچا اصول نہین ہے کہ ہر چیز کا کوئی
بنانے والا ہوتا ہے - آپ اوس غذا و پانی کی بابت کیا فرماتے ہین جو انسان اور
حیوان کے معدہ مین جاکر پیشاب فضلا اور غلیظ مادہ بن جاتے ہین - کیا یہ کام
کسی خدا کا ہے - جسم مین اور قسم کی آلائشین بھی ہوتی ہین - مین کبھی یہہ یقین نہین کرونگا
کہ کوئی خدا انسان اور حیوان کے معدہ اور آنتون مین گھس جاتا ہے اور وہان پر
غلاظت کے بنانے اکٹھا کرنے اور صرف کرنے مین اپنے کو مصروف کرتا ہے -
اب اگر یہ گندہ کام کسی خدا یا دیوتا کا نہین ہے بلکہ مختلف قسم کے عنصرون اور
چیزون کے ایک دوسرے کے ساتھہ ملنے اور اپنا اپنا اثر پیدا کرنے کا نتیجہ ہے
یعنی اگر ہاضمہ محض طبعی اور کیمائی عمل کا نتیجہ ہے جو معدہ - آنتون وغیرہ مین
جاری ہے تو یہہ کہنا قطعی غلط ہے کہ آئین قدرت کے مطابق ہر چیز کا ایک
بنانے یا گھڑنے والا ہونا چاہیئے - یہہ بحث خالق کے بارہ مین بھی خود
اپنے سے متضاد پڑتی ہے کیونکہ اِس اصول پر کہ ہر چیز کا کوئی بنانے والا ضروری
ہے اِس دنیا کے خالق کا بھی ایک بنانے والا ضروری ہے اور پھر اوس بنانے
والے کے بنانے والے کا ایک بنانے والا اور پھر اسی طرح آگے بھی اس مشکل سے
رہائی اوسیوقت مل سکتی ہے جب ہم یہہ سمجھین کہ اِس دنیا کا خالق کسی دوسرے
بنانے والے کا محتاج نہین ہے یعنی سوتنتر ہے - لیکن اگر قدرت ایک سوتنتر خالق

کو پیدا کر سکتی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہے کہ وہ ایک ایسی دنیا کو پیدا کر سکے جو اپنے وجود مین ہر طور سے پورن ہو اور ترقی کرنے اور آیندہ جاری رہنے کی قابلیت رکھتی ہو - اسکا صرف یہی مطلب ہے کہ اگر ایک خالق کے بارہ مین ہم یہ خیال کر سکتے ہین کہ وہ کسی کا بنایا ہوا نہین ہے تو یہ مانتے ہین کہ یہہ دنیا دوامی اور انادی ہے کسی قسم کی قوانین خیال یا منطقی قواعد کی مخالفت نہین ہوتی ہے - یہہ ثابت ہو چکا ہے کہ ارواح اور مادہ کے چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑے خواہ اونکو ذرہ کہین یا کسی اور نام سے نامزد کرین بغیر جزو کے ہین اور انادی ہین اور نہ وہ کسی طرح سے گھڑے جا سکتے ہین کیونکہ اون مین کوئی عنصر نہین ہین جنکے اکٹھا ہونے سے اون کا بننا یا بنانا ممکن ہو نور ہستی کا معاملہ جسکو ناپاکی کی حالت مین روح کہتے ہین [نور ہستی ([illegible]) روح ([illegible]) اور جسم ([illegible]) کا امتیاز جو پال رسول نے اتھیسلونیون باب ۵ آیت ۲۳ مین دکھلایا ہے ملاحظہ طلب ہے] اور بھی زیادہ عجیب ہے کیونکہ اوس کا بنانے والا ہی ایک خالص نور ہستی ہے - نور ہستی ایک موقع پر دوامی اور تمام موقعون پر ایک نیستی سے پیدا کردہ شئے کیونکر ہو سکتا ہے - میرے خیال مین یہہ فلسفانہ لغویت کی حد ہے - تو پہر نفسون کے نیک و بد اعمال کی سزا اور جزا کہان سے ملتی ہین - ہان واقعی کہان سے مل سکتی ہین اگر اوسی ذریعہ سے نہین جو اوس آدمی کو جو ایک درخت کے تنے پر بیٹھ کر اوسکی جڑ کاٹتا ہے سزا دینے کے لئے ذمہ دار ہے - اگر مین اپنا ہاتھ آگ پر رکھون تو مین اپنی بیوقوفی کا ٹھیک نتیجہ بتا سکتا ہون قبل اسکے کہ کوئی آسمانی جج اسکو تجویز کرے - قدرت سروشکتیمان ہے - اوسکو اپنے مجرمون کے لئے نہ جج کی نہ پولیس کی اور نہ قید خانون ہی کی ضرورت ہے اوسکی سزائین فوری - یقینی اور کبھی نہ بدلنے والی ہوتی ہین - اگر ہمکو یہہ

معلوم ہوجاوے کہ اوسکو کہاں تلاش کریں تو ہم اوسکے فیصلوں میں کبھی غلطی نہیں پاوینگے۔ وہ شخص جو ظالم اور خودغرض ہے جو بدی کی زندگی بسر کرتا ہے جو دوسروں کی دلشکنی کی پرواہ نہیں کرتا ہے اس بات سے ناواقف ہو کہ قسمت کا لکھنے والا فرشتہ اوسکے تمام برے اعمال کو کرم کے خودبخود لکھے جانے والے کہاتے میں جسکی باقی ہمیشہ از خود نکلتی رہتی ہے لکھا کرتا ہے اوسکو اس کا کوئی خیال نہیں ہے کہ اوسکی پاکیزہ انسانی خصلتیں آہستہ آہستہ خراب رغبتوں اور صفات میں تبدیل ہوتی جاتی ہیں۔ اور ان خوفناک تبدیلیات کا اوسکو مطلق خیال نہیں ہے جو اوسکے اندرونی کاربان شریر کی ساخت میں واقع ہورہی ہیں جو اس بیرونی چولے کے چھوٹنے پر اوسکو خراب جونوں اور دکھدائی مقامات پر پہنچ دے جاینگی۔ وہ شخص جو نیک دل ہے اور اپنی طبیعت کو مارتا ہے اسی طور پر اپنی نیکی سے موثر ہوتا ہے۔ وہ ان قوتوں کو پیدا کرتا ہے جو اوسکو خوشی اور بہبودی کی حالت میں آئندہ جنم میں پہونچاینگی اور بالآخر مادہ کے زور سے پورے طور سے علیحدہ ہو جانے پر نجات دلاینگی۔ اس کل کارروائی کے لئے کسی جج یا مجسٹریٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ مختلف اشیا کی مختلف خاصیتیں ارواح کی سزا اور جزا کے لئے پورے طور پر کافی ہیں۔

اگر خالق پرست ذرا تامل کر کے اپنے من سے یہہ سوال پوچھے کہ اوسکے خدا نے اس دنیا کو کیونکر پیدا کیا یا سزا اور جزا کیونکر دیتا ہے تو وہ اپنے دعوی کی کمزوری کو خودبخود دیکھ لے گا۔ کیونکہ خالق پرستی کا خدا خالص نورہستی ہے جسکے عنصروں کو مرکب کرنے اور چیزوں کو گھڑنے یا انسانوں کی حالتوں کے بنانے کے لیئے ہاتھ نہیں ہیں۔ علاوہ بریں الہٰی درجہ پاکیزگی کا

کمالیت ہے اور اوسکی بابت یہہ نہین خیال کیا جاسکتا ہے کہ وہ انسانون
اور حیوانون کے جسمون کو ایسے گندے مقامات پر جیسے کہ بعض بعض بچہ
دانیان ظاہرا ہوتی ہین اپنے ہاتہہ سے بنانے مین محفوظ ہوگا۔ لیکن
ابہی ایک اور گنجایش کتب مقدسہ کی لفظی تعبیر کرنے والے کے لیئے
باقی رہجاتی ہے اور وہ خود روح کے حرکات کی تشبیہہ ہے اب مین
اوسکو یہہ کہتے ہوئے قیاس کرتا ہون کہ جسطور پر روح اپنے مادّی
جسم کے عضون کو حرکت دیتی ہے حالانکہ اوسکے ہاتہہ پانون نہین
ہوتے اسی طور پر تمکو خالق کے افعال کو سمجھنا چاہیئے۔ مگر اس مقام پر
بہی ایک ضروری امر نظر انداز کر دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مشابہت
کوئی دلیل نہین ہے۔ لیکن یہہ مشابہت ہی خود ٹھیک نہین ہے کیونکہ یہ
ایک نہایت ہی اہم امتیاز کو نظر انداز کرتی ہے جو خدا اور ایک غیر مکت
جیو مین پایا جاتا ہے۔ وہ امتیاز یہہ ہے کہ ایک غیر مکت جیو بذریعہ
دو اندرونی لطیف اجسام کے بیرونی جسم سے حرکت کی تیلیون اور
پیچون سے کسا ہوا ہے جبکہ خدا بالکل مکت ہے یعنی تمام اقسام کے
بندہنون اور جکڑنے والے تارون اور ہر قسم کے لطیف اور کثیف
جسمون سے آزاد ہے روح کے اسطرح پر ناڑیون سے
اور اونکے ذریعہ سے ہاتہہ پاؤن وغیرہ کے پٹہون سے بندہا ہونے کی
وجہہ سے اُس کی ہر قسم کی حرکت فوراً اعضاء جسمانی کے ہلنے جلنے کا
باعث ہوتی ہے۔ مگر خالص نرواتی جیساکہ خالق قیاس کیا جاتا ہے
ایسے یا کسی اور طریقہ پر کسی چیز سے بندہا ہوا نہین ہے اور اسوجہہ سے کیسیکے
ہاتہہ پاؤن کو حرکت نہین دے سکتا ہے۔ انکے علاوہ اگر اسکو تہوڑی

دیرے لیئے بحث کی غرض کے واسطے مان بھی لیا جاوے کہ خالق دنیا سے
مثل ایک فیر شکست روح کے بند یا ہوا ہے تاہم ہاتھون کے نہ ہونے کی
وجہ سے اوسکی حرکات ہمیشہ بے سود ہونگی کیونکہ یا ہاتھون کے نہونیسے
نہ وہ چیزون کو پکڑ سکیگا نہ اون کو ملا سکیگا اور نہ کسی چیز کو گھڑہی سکیگا
حتی کہ وہ کچھہ بھی نہین بنا پائے گا۔

ہم دیکھہ چکے ہین کہ خدا کی پاکیزگی کی صفت اوسکی خلقت کرنیوالی
صفت سے جو اوسکو منسوب کیجاتی ہے بالکل متضاد ہے لیکن کیا اوس کا
پورن آنند اوسکے صانع اور خالق کے طور پر ہمیشہ مصروف رہنے کی
صفت سے کچھہ کم مخالف ہے۔ ہم اب جانتے ہین کہ پورن آنند
ویراگیہ مین کمالیت حاصل کرنے سے ہی ممکن ہے اسلیئے وہ شخص
جو کال کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک لمحہ بھی آرام کر
لیئے نہین پاتا خوشی مین پورن نہین خیال کیا جاسکتا ہے۔

میرے پاس اس لکچر مین اس مضمون پر اب زیادہ کہنے کا وقت نہین
ہے لیکن بس ایک ہی دلیل اس مسئلہ کو طے کرنے کے لیئے کافی ہوگی
اگر کوئی شخص اوس پر شانتی کے ساتھہ غور کرے گا۔ اور وہ یہ ہے کہ ادھان
اور گنون کے لحاظ سے ایک نور ہستی دوسرے نور ہستی کے برابر ہے
اس لیئے اگر پیدا کرنا ایک نور ہستی کا کرتب ہو تو وہ اور باقی نور ہستیون کا
بھی کرتب ہوگا۔ اس صورت مین ہر روح بمنزلہ خالق کے ہوگی جو کسی
صورت مین خالق پرست کا دعویٰ نہین ہے۔

یہہ تمام اوزان سے بھی بڑی مشکلات خالق پرست نے اپنے لیئے
جشاستروں کے لفظی معنی لگانے سے جو اون معنون مین کبھی نہ لکھے

نہین گئے تھے پیدا کی ہین۔ مین یہانپر مختلف مقدس کتابون
حوالہ دیکر اُن کے بعض مضامین جنسے خدا کے اوصاف ظاہر ہوتے ہین
پیش کرتا ہون۔

(۱) "مین ...... بدی پیدا کرتا ہون" لسیعاہ نبی کی انجیل۔ باب
۴۵۔ آیت ۷)۔

(۲) "مین نے اونہین وہ سنتین دین جو بھلی نہ تہین اور وہ تجاویز بتائین
جنسے وہ جیتے نہ رہین" (حزقی ایل نبی کی انجیل باب ۲۰۔ آیت ۲۵)۔

(۳) "تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت
دلگیر ہوا" (پیدائش کی کتاب باب ۶۔ آیت ۶)۔

(۴) "مین خداوند تیرا خدا غیور خدا ہون جو باپ دادون کی بدکاری
کا بدلہ اونکی اولاد سے تیسری اور چوتھی پشت تک جو مجھ سے کینہ
رکھنے والے ہین لیتا ہون" (کتاب استثناء باب ۵۔ آیت ۹)۔

(۵) "کیا کوئی بلا سر پر آوے اور خداوند نے اوسے نہ بھیجا ہو" (عموس
باب ۳۔ آیت ۶)۔

(۶) "اُسنے بلا کے فرشتون کو بھیجا اونپر اپنا شدت کا قہر غصہ اور غضب
اور عذاب نازل کیا اوسنے اپنے قہر کے لئے راہ نکالی۔ اون کی جان کو
موت سے پناہ نہ دی بلکہ اونکی جانین وبا کے حوالہ کین" (زبور ۷۸۔ آیات
۴۹ و ۵۰)۔

مندرجہ بالا آیات مقدس انجیل کی ہین۔ قرآن شریف مین بھی ایسا
کہا ہے:۔

(۱) "جو کچھ مصیبت تمپر پڑتی ہے وہ خدا نے بھیجی ہے" (باب ۴۲)

(۲) "ہمنے دوزخ کے لئے بہت سے جنات اور انسانون کو پیدا کیا ہے"
(آیت ۱۸۰ - باب ۴۵)-
(۳) "وہ شخص جس سے خدا غلطی کرائے گا کوئی رہبری نہ پاوے گا"
(آیت ۳۲ باب ۱۳)-
(۴) "جس کسی کو خدا چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کسی کو وہ چاہتا ہے
رہنمائی کرتا ہے" (آیت ۹۵ باب ۱۶)-
(۵) "وہ بات جو ہمنے کہی ہے پوری کیجاویگی کہ مین نے کہا کہ در حقیقت
مین دوزخ کو جنات اور انسانون سے بالکل بھر دونگا" (سورہ سجدہ)
ہندون کی مقدس کتاب مین بھی یہ لکھا ہے:-
"وہ اُن لوگون سے اچھے کام کراتا ہے جنکو وہ دنیا سے اوپر لیجانا
چاہتا ہے" (کوشتکی اوپنشد ۳ - ۸ = ایس - ایس - بی صفحہ ۲۱۲)-
ہندو پُران اپنے ایشور پر چھل کو بھی منسوب کرتے ہین مثلاً سمندر کے
متھنے پر اوس کا ایک خوبصورت عورت کے روپ مین نکلنا جبکہ اوسنے
اسرون کو امرت پینے سے دہوکہ دیکر صرف روکا ہی نہین جس کے
وہ دیوتاؤن کے معاہدہ کے بموجب مستحق تھے بلکہ راہو کا جسنے
دہوکہ کو معلوم کر کے ایک گھونٹ امرت کا پی لیا تہا سر بھی کاٹ ڈالا-
اس قسم کے اوصاف ذات خدا مین اون کتب مقدس مین جنکا ذکر کیا گیا ہے
پائے جاتے ہین - مجھے نہین معلوم کہ آپ نے ہکسلی صاحب کے تصنیفات
پڑھے ہین یا نہین لیکن اون مین سے ایک مین اوس نے ہمارے مضمون کے
متعلق چند زبردست جملے لکھے ہین - وہ تحریر فرماتے ہین (ملاحظہ ہو
Science and Hebrew Tradition صفحہ ۲۵۰)

"میری رائے مین اون اصحاب کی جن پر صفات الٰہی منسوب
کئے جاتے ہین تعداد نہین بلکہ اوصاف ہین جو واقعی قابل
غور ہین - اگر خدا کی طاقت مین کوئی زیادہ اونچے اخلاقی
اوصاف نہین ہین بہ نسبت اونکے جو معمولی آدمیون مین
پائے جاتے ہین - اگر الٰہی سمجھ اسقدر ناقص خیال کی گئی ہے
کہ وہ خود اپنی تدابیر کے انجام کو نہین سوچ سکتی ہے اگر
آسمانی قوتین اپنی ہی بے اندازہ طاقت سے پیدا کردہ مخلوق
سے سخت غضبناک ہو سکتی ہین اور اپنے پاگل پنے کے غصہ مین
بے گناہون کو گنہگارون کے ساتھہ ناش کر دیتی ہین یا وہ اپنے
تئین مثل کسی مشرقی یا مغربی ظالم بادشاہ کے تحایف یا بھدی
خوشامد سے خوش ہو جانے دیتے ہین - غرضیکہ اگر وہ فانی انسانون
سے صرف طاقت مین زیادہ ہین اور اخلاقی طور سے بہتر نہین ہین
تب یقیناً ہمارے لئے مناسب ہے کہ اونکی سندون یا چٹھیون
کو ذرا غور سے دیکھین اور اونکے وجود کی صاف صاف شہادت
کے علاوہ اور قسم کی شہادت کو قبول نہ کرین"

مین نہین خیال کرتا کہ اب اس امر کے متعلق زیادہ کہنے سننے کی ضرورت ہے
یہ صاف ظاہر ہے کہ اس موقع پر بھی غلطی کی جڑ کتب مقدس کی غلط تعبیر ہی
ہے جو سب جنکا حوالہ دیا گیا ہے بغیر ایک ہی استثناء کے قصہ کہانیون کے
طور پر لکھے ہوے ہین - مین اسکی تعبیر ابھی ذرا دیر مین کرونگا لیکن مین چاہتا
ہون کہ آپ اس امر کو سمجھ لین کہ ہو کش کوئی ایسی چیز نہین ہے جسکو کوئی شخص
باہر سے دے سکے - نفس کشی کے ذریعہ خواہشات کا غارت کرنا نہ کہ کسی

دوسرے کا تفضل و کرم آدمیون کے مذہبن سے رہائی کا باعث ہے۔
پولس رسول کی تعلیم ہے:-

"روح خود ہماری روح کے ساتھ مل کر گواہی دیتا ہے
کہ ہم خدا کے فرزند ہین اور اگر فرزند ہین تو وارث بھی ہین۔
یعنی خدا کے وارث اور ورثہ مین مسیح کے ہم میراث بشرطیکہ
ہم اوسکے ساتھ دکھ اٹھائین تاکہ اوسکے ساتھ جلال بھی پائین"
(رومیون باب ۸-آیات ۱۶-۱۷)-

پھر ۲-تموتھی کے دوسرے باب کی گیارھوین و بارھوین آیات مین
وہ لکھتا ہے:-

"ایمان کی بات یہ ہے جب ہم اوسکے ساتھ مرینگے تو اوس
ساتھ جئینگے بھی اور اگر دکھ سہینگے تو اوسکے ساتھ بادشاہت
بھی کرین گے"

۲-کرنتھیون باب ۴-آیت ۱۰ مین وہ لکھتا ہے:-

"ہم ہر وقت اپنے جسم مین گویا یسوع کی موت لئے پھرتے ہین
تاکہ یسوع کی زندگی بھی ہماری ذات مین ظاہر ہو"

یہان پر مراد اندرونی مسیح کے فضل سے ہے نہ کسی سفارش کرنے والے
بیرونی دربار کی مہربانی سے کیونکہ قرآن شریف مین محمد صاحب نے
کیا خوب کہا ہے:-

"اوس دن کا خوف کر جس روز ایک روح دوسری روح کی
باقی نہین چکائیگی اور نہ اونکی کوئی سفارش سنی جائیگی نہ کوئی
معاوضہ لیا جاوے گا اور نہ اونکی مدد کی جاوے گی"

تشبیہ مین پوشیدہ ہونا زیادہ اغلب ہے -
حقیقت یہ ہے کہ ہمہ دانی حیات جاودانی اور آنند آتما ہی کے اصلی صفات ہین اسلیئے اُن کا باہر سے دستیاب ہونا ناممکن ہے - روح کی ناپاکی کو دور کر کے اُنکو اپنے اندر ہی سے نکالنا پڑتا ہے اُنکا کسی دوسرے سے خریدنا یا کسی اور ذریعہ سے حاصل کرنا ممکن نہین ہے - وہ قیدین بھی جو ہمارے قدرتی کمالون کے حصول مین حارج ہوتی ہین ہماری ذاتی کوششون کے علاوہ اور کسی طریقہ سے نہین ٹوٹ سکتی ہین - کیونکہ وہ پورے طور پر خواہشات اور جذبون دونون سے آزاد ہونے سے غارت ہوتی ہین - اور ہر روح کو خواہشات اور جذبون سے رہائی خود آپ ہی حاصل کرنی ہوتی ہے
مین خیال کرتا ہون کہ یہ مناسب ہوگا کہ مین اس سلسلہ مین یہ ظاہر کر دون کہ دو قسمون کی ارواح دنیا مین پائی جاتی ہین یعنی -
(۱) وہ ارواح جو کبھی نہ کبھی مکتی ضرور پائینگی جنکو بھوہ (= भव्य) کہتے ہین اور
(۲) وہ ارواح جو کبھی مکتی حاصل نہین کر سکینگی جنکو ابھوہ (= अभव्य) کہتے ہین - ابھوہ اور سب باتون مین بھوہ کی طرح ارواح ہین لیکن بدقسمتی سے اون کے کرم ایسے بُرے ہین کہ اونکو کبھی حقیقت کا علم نہین ہونے دینگے
اس قسم کی دو طرح کی روحین ہوتی ہین ایک وہ جنکو سچی تعلیم ہمیشہ بُری معلوم ہوگی اور اسوجہ سے وہ کبھی اوسکی طرف راغب نہین ہونگی اور دوسری وہ جنکو سچی تعلیم ناگوار تو نہین ہوگی مگر اونکو کبھی اوسکے حاصل کرنے کا موقع نہین ملیگا - یہ ابھوہ ارواح کے متعلق ہے جو کہا گیا ہے کہ
"ہمنے دوزخ کے لئے بہت سے جنات اور انسانونکو پیدا کیا ہے"

(القرآن باب ۱۶-آیت ۱۸۰)-

اونکو حیات کی روشنی کبھی نہین ملیگی اور ایسو جر سے سنسار (آواگون کی حالت) سے نکلنے کا راستہ اونکو نہین ملیگا-تسپر بھی کوئی باہری خدا یا خالق اونکے ہمیشہ کے بندہن کا باعث نہین ہے اونکے کرم (افعال) خود اُنکے راستے مین حائل ہوتا ہین اور اون پانچ بدھیون (متبرک روحانی تبدیلیون) کو حاصل کرنے سے جنکا ذکر ہمارے تیسرے لکچر مین آچکا ہے اونکو روکتے ہین-بدھیون کے حصول سے ہی فضل کے مسئلہ کا تعلق ہے-کیونکہ وہ مطالعہ یا دلیل یا تعلیم سے نہین حاصل ہوسکتین-وہ خود شانتی اور عقل کی عمدگی کے لئے ضروری ہین جنکے بغیر سچ کا جھوٹ سے امتیاز نہین ہوسکتا اور نہ سچّی تعلیم روح کو قبول ہوسکتی ہے-پھر وہ کیسے حاصل ہوسکتی ہین-فضل اور صرف فضل سے ہی-یعنی خود روح مین فضل کے انش کے نمایان ہونے سے-اور کسی کے فضل سے کام نہین چلیگا-ہر ایک روح کو اپنی ہی ہستی مین اس غایت ترین مبارک اوصاف الٰہی کو ظاہر کرنا چاہئیے-اور اس فضل کے حصول کا صرف ایک ہی طریقہ ہے یعنی عفو اور رحم کے دو اعلیٰ اصولون پر عمل کرنا-یہان پر اہنسا (کسی جاندار کو ایذا نہ پہونچانے) کے مسئلہ کی قدر ظاہر ہوتی ہے کیونکہ دوسرون کو مار ڈالنے یا لنگڑا کرنے یا ایذا پہونچانے سے باز رہنا عفو اور رحم کا اصلی کام ہے-اسلیئے جو اہنسا پر عمل کرتے ہین صرف وہ ہی نروان کے مستحق ہین کیونکہ وہ آسانی سے الٰہی فضل کو حاصل کرینگے جو اونکی آواگون کا خاتمہ کردیگا-

فضل کا مسئلہ اسطور پر خود عوام کے مانے ہوئے عقاید کے خلاف ہے-الیشور کی ذات مین ے ہوجانے کے مسئلہ کے بارہ مین بھی سچ یہ ہے کہ وہ

ایک خفیہ تعلیم ہے جسکا مطلب محض اتنا ہے کہ روح خود پرماتما کے مرتبہ اور جلال کو حاصل کرے - کیونکہ دو یا زیادہ اصل ہستیون کا ایک دوسرے مین مے ہوجانا کسی طرح ممکن نہین ہوسکتا - قطرہ کے سمندر مین ملجانے کی تشبیہہ بیہودہ ہے اور واقعی اوس بات کی تردید کرتی ہے جسکے ثبوت مین اسکو پیش کیا جاتا ہی کیونکہ سمندر کا اصل مفہوم مجمع قطرات ہی ہے جسمین ایک مزید قطرہ پڑنے سے موجودہ قطرات کی تعداد قدرتاً بڑھ جائیگی -

بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ وہ ایشور کے درشن کے متلاشی ہین - یہ بہی خفیہ تعلیم والے ہین جنہون نے اپنے متقدمین کے استعارہ کو اوسکے لفظی معنون مین سمجہا ہے - کیونکہ دوسرے کا درشن یا ملاپ لمحہ دو لمحہ کے احساس کو پیدا کرسکتا ہی جو اصل آنند سے اوتنا ہی مختلف ہے جتنی کہریا مٹی پنیر سے - فی الواقع اصلی خوشی روح کی صفت ہے اور وہ جون ہی کوئی شخص اوسکو اپنی ہی ذات کے علاوہ باہری چیزون سے حاصل کرنے کا خیال چہوڑ دیتا ہے فوراً محسوس ہونے لگتی ہی - اسلیے جب تک ہم اوسکو اپنی ذات سے باہر والی چیزون مین تلاش کرتے ہین اور جب تک اوسکو کسی ایشور یا ایشور کے درشن سے حاصل کرنا چاہتے ہین تب تک اوسکا ظہور نہین ہوسکتا - اور ہم اوس شخص کے بارہ مین کیا خیال کرین جو لوگون کو بردان دینے کا وعدہ کرکے اونسے اپنی عبادت کراوے - کیا وہ اپنی ذات مین پورن اور کامل ہوسکتا ہے - نہین ہرگز نہین - ورنہ پرستش کی خواہش کیون ؟ وہ اپنے بہگتونکا صادق دوست بہی نہین ہوسکتا کیونکہ تمام بخششین جو روح کو کسی باہری ذریعہ سے حاصل ہوسکتی ہین خواہش نفسانی یعنی لذات حواس کی تعریف مین آتی ہین جو ممنوع ہیل ہے -

مین خیال کرتا ہون کہ یہان بہی یہ ظاہر ہے کہ کل گرنتھ ہماری مقدس

کتب کے الفاظ کی غلط تعبیر کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے - اب مین خفیہ تعلیم والے
شاسترون کے خدا کے خیال کو حل کرونگا -

ایشور کے لئے فارسی لفظ خدا ہے جو ایک اسم الذات ہے اور جس کے
معنی سوتنتر (بذات خود قایم رہنے والے) کے ہین - یہ بے شک نور ہستی یا
زندگی کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اپنا مخزن آپ ہی ہے اور دوامی ہے -
لفظ یہواہ (زیادہ صحیح طور سے جاہوے) کے لفظی معنی زندہ ہستی کے ہین
(ملاحظہ ہو The Lost Language of Symbolism
جلد ا - صفحہ ۳۰۲) - یہ تعریف یہواہ کی زندگی کی صفت سے بالکل مطابقت
رکھتی ہے جو پورے طور سے پرماتما پن سے متصف ہے جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہین -
یہواہ نے خود کہا ہے :-

"تاکہ تو خداوند خدا کو دوست رکھے اور اوسکی آواز کا شنوا ہو
اور تو اوس سے لپٹا رہے کہ وہ ہی تیری زندگی اور تیری عمر کی
درازی ہے" (کتاب استثنا باب ۳۰ آیت ۲۰) -

حضرت عیسیٰ نے بھی کہا ہے :-

"قیامت اور زندگی تو مین ہون" (یوحنا کی انجیل باب ۱۱ -
آیت ۲۵) -

پولس رسول مسیح کا حوالہ ان الفاظ مین "جو حیات ہے" دیتا ہے (کلسیون باب ۳
آیت ۴) - خدا کا سب سے زیادہ بامعنی نام "مین ہون" ہے یہ ہندو
پارسی یہودی اور عیسائی چارون متون مین یکسان پایا جاتا ہے - ایسا
واسیا اپنیشد (منتر ۱۶) سکھاتا ہے کہ

योऽसावसौ पुरुषः सोऽहमस्मि।

جسکے معنی یہ ہیں:-

"وہ پُورش جو زندگی مین رہتا ہے "اہم" مین" (یعنی خداتعالیٰ)
اور اسمی "مین ہون" کے نام سے جانا گیا ہے (جو ہستی کو
ظاہر کرتا ہے)" (ایس-بی-اپچہ-اِلیا واسیا اُپنشد)
مادہا اچاریہ کے مطابق (دیکھو حوالہ سابق دیباچہ) خدا کے ناگفتنی
نام کا منتر ہے - سوہم اسمی (مین ہون جو ہون) ہے-

ہُرمزد لیشت مین یہ تحریر ہے:-

"تب زردشت نے کہا اے پاک اہور! مزدہ مجھے اپنا
وہ نام بتلا جو تیرا سب سے بڑا- سب سے اچھا- سب سے
عمدہ ہے اور جو دعا کے لئے سب سے زیادہ تاثیر بخش ہے"
"اہورا مزدہ نے اسطور پر جواب دیا: میرا پہلا نام اہمی
(مین ہون) ہے........ اور میرا بیسوان نام اہمی یداہمی
مزداؤ (مین وہ ہون جو مین ہون مزداؤ) ہے"

[illegible] صفحہ ۴۰

جیسا کہ ڈاکٹر سپیجل کی رائے ہے (دیکھو دی فاؤنٹین ہیڈ اوف ریلیجن -
صفحہ ۳۷) اہورا و یہواہ ایک ہی ہین اور اہورا کے معنی اہو (سنسکرت اسو زندگی)
کا سوامی ہے - یہودیون کے مت کے بارہ مین انجیل مقدس کے پُرانے
عہدنامہ مین خروج کی کتاب مین یہواہ اور موسیٰ کا ذیل کا مکالمہ درج ہے:-

"اور موسیٰ نے خدا سے کہا کہ دیکھ جب مین بنی اسرائیل کے
پاس پہونچون اور انھین کہون کہ تمہارے باپ دادون کے
خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور وے کہین کہ اوسکا

نام کیا ہے تو مین انہین کیا بتاؤن"

"اور خدا نے موسیٰ کو کہا کہ مین وہ ہون جو ہون اور اوسنے
کہا کہ تو بنی اسرائیل سے یون کہیو کہ مین ہون نے مجھے تمہارے
پاس بھیجا ہے" (دیکھو خروج کی کتاب باب ۳- آیات ۱۳ و ۱۴)

آخر اُ عیسیٰ بھی "مین ہون" کا حوالہ اپنے بڑے اسرار کلام مین دیتا ہے جسکو عیسائی سمجھنے
مین چکراتے ہین -

"پیشتر ابراہیم کے تہا مین ہون" (یوحنا کی انجیل باب ۸ -
آیت ۵۸) -

جس سلسلہ مین یہ آیا ہے وہ ایک مباحثہ تہا جو عیسیٰ اور یہودیون مین ہوا تہا -
عیسیٰ نے اپنی تمثیلی تعلیم کے دوران مین کہا:-

"تمہارا باپ ابراہیم میرا دن دیکھنے کی امید پر بہت خوش تہا
چنانچہ اوسنے دیکھا اور خوش ہوا"

اسکے بعد کے احوال کو یوحنا کی انجیل مین ذیل کے طور پر دیا ہے:-

"یہودیون نے اوس سے کہا کہ تیری عمر تو ابھی پچاس برس کی
بھی نہین ہے پھر تو نے ابراہیم کو کسطرح دیکھا"

"عیسیٰ نے اون سے کہا مین تمسے سچ سچ کہتا ہون پیشتر ابراہیم
کے تہا مین ہون"

(یوحنا کی انجیل باب ۸- آیات ۵۸-۵۶) -

اگر تم مین ہون کو اوسی طرز پر مانو جیسا کہ اوسکا مطلب تہا یعنی بطور ایک اسم
یا خدا کے نام کے جو زندگی ہے تب تم اوس مشکل سے بچ جاؤ گے جو دوسرون نے
عیسیٰ کے اس بھید والے کلام مین پائی ہے - اوسوقت وہ صاف طور سے

یون پڑہا جاویگا:-

"مین ہون ابراہیم کے پہلے تھا"

اور یہ تعبیر یقیناً متعلق ہی ہے - اب آپ پرماتما کو سمجھیے - اُس کا نام مین ہون ہے جو کہ نہایت ہی موزون اسم الذات زندگی یا ہستی کا ہے جو واقعی ہے - فرض کیجیے کہ آپ نے زندگی کو ایک انسان کی طرح کے کارکن خدا کے طور پر شاعرانہ خیال مین باندہا اور اوس سے استدعا کی کہ وہ اپنے لیئے ایک ایسا نام تجویز کرے جو اسکے فرض ذاتی کا مبیّن ہو - کیا آپ خیال کر سکتے ہین کہ وہ اس سے زیادہ صحیح یا معقول جواب دے سکتا ہے کہ "مین وہ ہون جو ہے" یعنی "مین ہون جو ہون" یا مختصراً محض مین ہون - مین نہین خیال کرتا ہون کہ ہستی کے لیئے مین ہون سے زیادہ موزون کوئی اور نام ہو سکتا ہے - ہم اسطور پر چکردار راستہ سے پہر پرانے سائنس کے مذہب پر واپس آجاتے ہین جو یہ سکہاتا ہے کہ جہانتک ہستی کے اصلی گنون کا تعلق ہے جیو آتما (معمولی روح) اور پرماتما (خدا) بالکل یکسان ہین - مسلمانون کے یہان بہی خدا کے نامون مین سے ہم الحیّ (وہ جو ہستی رکہتا ہے) القیوم (قائم رہنے والا) الصمد (دوامی) الاوّل (اوّل) اور الآخر (آخر) کو پاتے ہین - ان مین سے آخری دو نام وہی ہین جو مکاشفہ کی کتاب انجیل (باب ۱ - آیت ۸) مین دیئے ہین جہان کہا ہے کہ:-

"خداوند نے کہا مین پہلا اور آخری ہون یعنی اوّل اور آخر ہون جو ہے اور جو تہا اور جو آنے والا ہے قادر مطلق"

یسعیاہ نبی کی کتاب انجیل مین بہی یہی تحریر ہے:-

"مین اوّل ہون اور مین آخر ہون اور میرے سوا کوئی دوسرا خدا نہین ہے" (باب ۴۴ - آیت ۶) -

یہ کئی مقامات پر تکرر سکرر آیا ہے (ملاحظہ ہو آیت ۱۲ - باب ۴۴ یسعیاہ نبی کی کتاب انجیل) - سورۂ ذاریات مین کہا ہے :-

"مین تمہاری ذات مین موجود ہون مگر تم دیکھتے نہین ہو"

وہ کون چیز ہے جو ہماری ذات مین ہے اور خدا کے اوصاف رکھتی ہے اگر وہ حیات خود نہین ہے تو - یوحنا کی انجیل باب ۸ آیت ۵۸ کی اصلی تعبیر جواب بالکل صاف طور سے سمجھ مین آجائیگی یہ ہے کہ ہر روح بذات خود لافانی ہے اور اوسکا وجود برابر ازل کے دوام سے چلا آیا ہے - اسلئے ابراہیم کے زمانہ مین بھی وہ تھی - یہودیون کے جواب مین عیسیٰ بھگوت گیتا کا کلام استعمال کرتے تو بھی بہت موزون ہوتا :-

"نہ کبھی مین نہ تہا نہ تو کبھی نہ تہا نہ یہ انسانون کے راجہ کبھی نیست تھے اور نہ واقعی ہم کبھی معدوم ہونگے (ادہیاے دوسرا شلوک ۱۲)

اس بیان کے متعلق کہ "ابراہیم میرا دن دیکھنے کی امید پر بہت خوش تھا چنانچہ اوسنے دیکھا اور خوش ہوا" یہ ظاہر ہے خاص کر الفاظ "میرا دن" کے سلسلہ مین کہ یہان حوالہ ایک فرزند خدا کے جلال سے ہے نہ کہ یسوع کی ذات سے جسکا دن ابراہیم کے لیئے اوس صورت مین دیکھنا ممکن ہو سکتا تہا جب کہ اون دونون کے درمیانی صدیون کا ناش ہو سکتا - جہان پر ہم غلطی کرتے ہین وہ یہ ہے کہ ہم ایک اصلی یا خیالی شخص کی خواہ وہ کرشن ہو یا عیسیٰ یا اور کوئی ہو بت پرستون کے طور پر عبادت کرنے لگتے ہین حالانکہ پرستش کا اصل منشا یہ ہے کہ مسیح کو جو جین مت مین جن (فاتح) کہلاتا ہے آدرش (نمونہ) بنا کر اوسکے قدمون پر چلین - آدرش کی تقلید مین مگر رکہتا ہون مکتی کا راستہ ہے - بت پرستی سے تم تہہر دن ہی مین ٹکر کہاتے پھروگے - پولس رسول نے عیسیٰ کے جی اوٹھنے کے تعلق مین کسی

مخصوص بات کے لیئے دعویٰ نہین کیا۔ وہ صاف طور سے کہتا ہے:۔
"اگر مردون کی قیامت نہین ہے تو مسیح بہی نہین جی اٹہا"
(۱۔ کرنتھیون باب ۱۵۔ آیت ۱۳)۔
چند آیتون کے بعد پہر بہی ایسا ہی کہا ہے اور ابکے اور بہی زیادہ صاف الفاظ مین:۔
"اگر مُردے نہین جی اوٹہتے ہین تو مسیح بہی نہین جی اُٹہا"
(۱۔ کرنتھیون باب ۱۵۔ آیت ۱۶)۔
اصلیت یہ ہے کہ ہمنے عیسیٰ کی ذات کی بابت غلط فہمی مین پڑ کر بڑہا دیا کہا ہے اور اسیوجہ سے مذہب کی سچی تعلیم کے سمجہنے سے قاصر رہے ہین۔ پولس کے من مین عیسیٰ کا جی اٹہنا "مردون" کے دوبارہ جی اوٹہنے سے ثابت تہا نہ کہ اونکے جی اوٹہنے کی دلیل۔ عیسیٰ اسطور پر زندگی کا روحانی آدرش ہے جو یہودیون کی خفیہ معرفت کے لباس مین ظاہر ہوتا ہے مثل کرشن کے جو ہندومت مین اسی قسم کا آدرش ہے۔ ان تمام قصّے کہانیونکے پیچہے اصلی آدرش سچا جین (فاتح) ترتہنکر پرماتما ہی ہے۔ آخری ترتہنکر پرماتما مہابیر ہین جنہون نے اپنی ہی پوجیہ ذات مین زندگی کی کمالیت اور اصلی قدرتی پورنتا حاصل کی اور جنہون نے دوسرون کو سائینس طریقہ پر کمالیت کے راستہ کی تعلیم دی۔ اس کال مین اونکے پہلے ۲۳ پاک ترتہنکر ہوئے ہین جنہون نے اپنے پاک قدمون کے نشان زمانہ کے ریت پر ہم لوگون کے چلنے کے لیئے چہوڑے ہین۔ ان پاک پرماتماؤن مین سب سے پہلے ریشبہہ دیو ہین جنکا نام ہی دنیا کی سب سے پرانی متہولوجی (دیو مالا) مین یعنی ویدک ہستی مین دہرم کی علامت ہے اور بیل جو اونکا

مورتی کی شناخت سے وہ بہی دہرم (مذہب) کی علامت ہے۔

तस्य भरतस्य पिता ऋषभः हेमाद्रेर्दक्षिणं वर्षं महद्भारतं
नाम शशास ॥
बराह पुराणम्

ऋषभो मरुदेव्यां च ऋषभाद्भरतो भवत् ।
भरताद्भारतं वर्षं भरतात्सुमतिस्त्व भूत् ॥
अग्नि पुराणम् ॥

ان کے معنی یہ ہین کہ بہرت رکھشبھ کا لڑکا مرودیوی سے ہے اوسنے مہت بہارتہ ورش پر جو ہموت کے دکہن ہے راج کیا اور اوسکے نام کے اوپر بہارتہ ورش کا نام پڑا۔ اوسکے لڑکے کا نام سومتی ہے۔ نارد پُران مین بہی یہ کہا گیا ہے راجہ بہرت کہنڈ کا پہلے نام بہرت رکھشبھ کے لڑکے کے نام پر پڑا (پی۔ ایچ۔ بی۔ جلد۱۔ صفحات ۲۰۵ و ۲۰۷۔۲۱۰۔۲۱۲ و ۲۱۳) مسٹر آئیر کی تشریح اسکے بابت حسب ذیل ہے:۔

"رکھشبھ کا نام جو برابر بہرت کے باپ کے طور پر آیا ہے اوس سے مفہوم دہرم سے ہے جس کا پُرانون مین عموماً بیل کے طور پر ذکر آیا ہے" (حوالہ سابق صفحہ ۲۱۲)۔

سری مد بہاگوت کے مطابق رکھشبھ دیو نابہہ راجہ کا لڑکا مرودیوی سے تہا اور بہرت اوسکا لڑکا تہا۔ یہ جین مت کے شاسترون کے مطابق ہے۔ پس یہ سب ہندو شاستر قطعی طور پر یہ ثابت کرتے ہین کہ اپنے قصّے کہانیونکی ضروریات کے لئے دہرم کو شاعرانہ خیال مین انسانی شکل مین باندھتے وقت ان نازک خیالیون کے موجد رشی شاعرون کا خیال قدرتاً رکھشبھ دیوجی کی

طرف ہی جو پہلے ترتھنکر اور دہرم کو بانی ہو گیا۔ بیل وہ علامت ہے جسکے ذریعہ سے
بہماتما رشبھ دیو کی مورتین جین مت کے مندروں مین دیگر ترتھنکرونکی مورتوں سے
امتیاز کی جاتی ہین۔ اور اسلئے یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہے کہ قصے کہانیونکی
تشبیہی زبان مین ہی بیل کا دہرم کے ساتھہ تعلق پایا جاوے۔
جیساکہ پولس رسول کے کلام سے واضح ہے "اگر مُردے جی نہین اوٹھتے تو
عیسیٰ بہی نہین جی اوٹھا ہے" (۱۔ کرنتھیون باب ۱۵۔ آیت ۱۶) روحین ہمیشہ
روحانی مُردے پن کی حالت سے جی اوٹھتی رہی ہین اور نروان حاصل کرتی
رہی ہین لیکن ترتھنکر ہر کال مین صرف ۲۴ ہوتے ہین۔ وہ تمام جانداروں مین
برتر ہوتے ہین اور اپنے پچھلے جنم یا جنمون مین ذیل کے شبھہ گنون مین اپنے کو
پورن کرنے کی وجہ سے سب سے زیادہ افضل اور اعلیٰ درجہ پاتے ہین:۔

(۱) پورا پورا سچا اعتقاد۔
(۲) سچے اعتقاد سچے علم و سچے عمل والے راستہ کی اور نیز اُسپر چلنے والونکی عبادت
(۳) برتون کا پالن۔
(۴) مطالعہ۔
(۵) دہرم سے اُنس اور دنیا سے قطع تعلق۔
(۶) تیاگ یا دنیوی اشیاء سے نفرت۔
(۷) ریاضت۔
(۸) سادہو سمادہی (اپنی آتما کا دہیان)
(۹) سب جانداروں کی سیوا خاص کر سادہون اور صحیح اعتقاد رکہنے والو
(۱۰) ترتھنکر کی اُسکو آدرش (نمونہ) مانکر بہگتی۔
(۱۱) آچاریہ (سادہون کے رہنما) کی تعظیم و تکریم۔

(۱۲) روحانی مرشدون کی (اوپادہیاون کی) تعظیم وتکریم۔
(۱۳) شاستر کی بہگتی (یعنی شاسترون کا مطالعہ اور یہ سمجہ کر کہ وہ پرماتما کا کلام ہین اونکی تعظیم وتکریم)۔
(۱۴) شاسترون کے بتاے ہوے قواعد کی پابندی۔
(۱۵) دہرم کا پرچار کرنا یعنی مذہب کو پہیلانا اور خود اوسپر عمل کرنا۔
(۱۶) سچے طریقہ پر چلنے والون کے ساتہہ ویسی ہی محبت جیسی گائے کو اپنے بچہ کے ساتہہ ہوتی ہے۔

ان شُبہہ کرمون کے کرنے سے ترتہنکر بہگوان کا سب سے اعلیٰ درجہ ملتا ہے۔
ترتہنکر وہ انسان ہے جو اپنے بارہ مین کتاب مکاشفہ کے الفاظ مین یہ کہہ سکتا ہے:۔

"مین وہ ہون جو زندہ ہے اور جو مر گیا تہا اور دیکہہ مین ابدالاباد زندہ رہون گا۔ اور دوزخ اور موت کی کنجیان میرے قبضہ مین ہین" (باب ۱۔ آیت ۱۸)۔

ترتہنکر کا درجہ ہمہ دانی حاصل ہونے پر جو روح کے اوپر سے گیان کے روکنے والے پردہ (گیان = علم اور آورن = پردہ) کے ہٹنے کا نتیجہ ہے حاصل ہوتا ہے۔
ترتہنکر بہوک[۱] پیاس[۲] بڑہاپا[۳] بیماری[۴] جنم[۵] مرن[۶] خوف[۷] غرور[۸] رغبت[۹] نفرت[۱۰] موہ[۱۱] پریشانی[۱۲] خودی[۱۳] عداوت[۱۴] بےچینی[۱۵] پسینہ[۱۶] نیند[۱۷] اور تعجب[۱۸] سے بری ہوتا ہے۔ سورگ لوک کے دیو اور انسان اوسکی پرستش کرتے ہین۔ اوسکی آواز مثل بہت سی دہارا ؤن کی آواز کے ہوتی ہے (مکاشفہ باب ۱۔ آیت ۱۵) جو بہت دور تک سنائی دیتی ہے اور جن بانی (خدا کی آواز) یا شرتی (الہام) کہلاتی ہے۔ اُسکا چہرہ ایسا چمکتا ہے گویا ہزار سورج ایک مقام پر

اکٹھا ہو گئے ہوں - اوسکے پاون بہتی مین تپائے ہوئے خالص پیتل کی طرح چمکدار ہوتے ہین - اوسکی آنکہین آگ کے شعلہ کی مانند ہوتی ہین (مکاشفہ باب ۱ - آیات ۱۴ - ۱۵) - دیا کی سچی مورت وہ دہرم پریمیون کو سچے دہرم کا اوپدیش نروان حاصل کرنے تک دیتا ہے جب کہ اوسکی روح سے مادہ کے علیحدہ ہو جانے سے وہ پرماتما کا خالص نور عیب - موت - تکلیف اور جہالت سے آزاد اور ہمہ دانی - خلع نہ ہونے والی خوشی - ہمیشہ کی زندگی - اور کبہی کم نہ ہونے والی قوت سے متصف ہو جاتا ہے - ایسی حالت مین مادہ کے نہ ہونے سے جو آواز کے لئے ضروری ہے بہر شرتی قایم نہین رہتی ہے - ترتہنکرون اور دیگر پاک پرماتماون کی جنہون نے نروان حاصل کیا ہے کسی قسم کی خواہش انسانون سے اپنی پرستش کرانیکی نہین ہوتی ہے - اور نہ وہ قربانی و نثار کے عوض مین کسی قسم کی نعمتون کے عطا کرنے کا وعدہ کرتے ہین - وہ خواہش اور حاجت سے بری ہین - انکے کمالات بیان کے باہر ہین - اونکے اوصاف کو الفاظ ادا نہین کر سکتے - اونکی عبادت بت پرستی نہین ہے بلکہ آدرش (نمونہ) پرستی ہے - وہ ہمارے لئے کمالیت کا نمونہ ہین تاکہ ہم اونکی تقلید کرین اور اونکے قدمون پر چلین -

یہ تعریف پرماتما کے گنون کی مذہب کے سائنس کی سیدہی سیدہی زبان مین ہے جو کل سائنسون سے برتر ہے -

مین خیال کرتا ہون کہ اب آپ کے من مین یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا وجہ ہے کہ متعدد خداؤن کے بابت یہ تعلیم دیگر مذاہب مین نہین ہے - لیکن آپ کو تعجب نہین کرنا چاہیئے اگر اسکے جواب مین مین آپ کو بتاؤن کہ جس مقام پر آپ کو ڈہونڈہنا چاہیئے تہا اوس مقام پر آپ نے اوسکو نہین ڈہونڈہا بلکہ دراصل یہ ہی کل مذاہب کی سچی بنیاد ہے بجز اون متون کے جو حال

ین محض دوسرون کی غلطیون کے تودون پر پیدا ہوگئے ہین - یہ آخرالذکر مذاہب
نہ تو الہام پر مبنی ہین اور نہ کسی فلسفہ کی تفتیش پر اور نہ یہ پرانے شاسترون کے
توڑ مڑ مطلب کی واقفیت پر ہی مبنی ہین - اسلئے انکا حوالہ مین ان لکچرون کے
دوران مین آئیندہ نہین دون گا بلکہ آپکو خود اونکے بارہ مین اپنی رائے قائم کرنے
دون گا - صرف ایک ہی بات اونکے بارہ مین مجھے یہان کہنی ضروری ہے اور وہ
یہ ہے کہ بعض مذاہب مین یہ مان لیا گیا ہے کہ اونکے بانیون نے معجزے دکھلائے ہین
اور معجزے عوام کے دلون مین الٰہی صفات یا خدا کی عنایات سے منسوب کیے گئے ہین
آپ مجھے معاف کرینگے اگر آپ مین سے کسی کا دل میرے ایسا کہنے سے دکھے
کہ مین صاف طور سے ان حال کے معجزون مین اعتقاد نہین رکھتا ہون - انہین
سے بعض معجزون کا راز توسیلین - فارکوہار -
Modern Religious movements) جوزف میک کیب
Spiritualism Based on fraud) اور دیگر محققین
کی تصانیف مین افشا کر دیا گیا ہے - اگر اونکو سچ بھی مانا جاوے جو میرے خیال
مین کم از کم عجلت کی تجویز ہوگی تو معجزون کا ہونا ہندون مسلمانون جینیون
اور لوگون مین بشمول وحشیون وجنگلی سنگ پرستون کے تبایا جاتا ہے - تو پھر
کس پر اعتقاد کیا جاوے - میرے خیال مین ان مین سے واقعی سچے معجزون کا
[illegible] یہ ہے کہ آتما کی کچھہ مخفی قوتین معمولی طور پر یا غیر معمولی طور پر ظہور مین
آجاتی ہین اور ان سے کرشمہ ہونے لگتے ہین - لیکن یہ ورزش کی طرح پر ہے جسکا
[illegible]انون کے ایمان اور عقائد سے کوئی تعلق نہین ہے -
متعدد خداؤن کے مسئلہ کی طرف متوجہ ہونے پر یہ ظاہر ہے کہ ہندو مت
[illegible]یب قریب اپنی تمام شکلون مین روح کا پرماتما ہونا مانتا ہے اور قیاس اور

اعتقاد دونون کے لحاظ سے بالکل جمع کا پہلو لیے ہوئے ہے۔ پس اوس پر زیادہ تقریر کرنیکی ضرورت نہین ہے۔ باقیماندہ مذاہب کے بارہ مین الٰہ جو اسلام کے بموجب خدا کا نام ہے اور جو دراصل ال الٰہ ہے واقعی جمع کا صیغہ ہے اس لفظ کی حسب ذیل پر معنی تشریح (انسائیکلو پیڈیا اوف ریلیجن اینڈ ایتھکس جلد ٦۔ صفحہ ٢٤٨) مین مندرج ہے:۔

"لفظ الٰہ جو انجیل کی کتاب ایوب مین مستعمل الواہ (Eloah) کے برابر ہے؛ .... کی صورت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابتدا مین اور درحقیقت پرانی یہودیون کی زبان مین ال (عبرانی ایل = [illegible]) کی جمع تھی .... انجیل کا الوہیم خود الٰہ کی جمع ہے جسکا پتہ عربی زبان کی حالت ندا یعنی اللّٰہم ہمایں چلتا ہے جس کے سمجھانے مین ماہران عربی کو بڑی دقت پیش آتی ہے"

لفظ God (گوڈ) کی وجہ تسمیہ بالکل صاف نہین ہے لیکن امپیریل ڈکشنری (Imperial Dictionary) کے مطابق قدیم اور یا آئس لینڈ کی زبان مین جو سکینڈی نیویا کی زبانون مین سب سے پرانی زبان یہ لفظ بت پرستون کے خداؤن کے لیے استعمال ہوتا تھا (جو تذکیر و تانیث مبرا اور قریب قریب ہمیشہ جمع مین مستعمل تھا) اور بعد مین خدا کے معنی مین ([illegible]) مین مبدل ہوگیا۔ لیکن اگر اس لفظ کی وجہ تسمیہ کا پتہ ٹھیک چلتا ہے تاہم خود انجیل مقدس خداؤن کے متعدد ہونیکی بابت کوئی شک و باقی نہین چھوڑتی ہے۔ پرانے عہد نامہ کی سب سے پہلی کتاب مین خدا کا ذکر کے صیغہ مین آیا ہے:۔

"دیکھو انسان ہم مین سے ایک کی مانند ہو گیا ہے"

(انجیل مقدس کی پیدائش کی کتاب باب ۳-آیت ۲۲)-

اِس عبارت کے نیچے جو لکیر کھنچی ہے وہ ضرور میری کھنچی ہوئی ہے لیکن الفاظ میرے نہین ہین - بموجب کتاب پیدائش تیسرا باب آیت پنجم سانپ نے حضرت حوا کو ان الفاظ سے ورغلایا کہ "تم مثل خداؤن کے ہو جاؤ گے" - زبور ۸۲ چھٹی آیت مین یہہ کہا گیا ہے:-

"مین نے تو کہا ہے کہ تم الٰہہ (خدا) ہو اور تم سب حق تعالےٰ کے فرزند ہو"

یوحنا کے دسوین باب کی ۳۴-۳۵- اور ۳۶- وین آیتون مین عیسیٰ اِس مذکورہ بالا کلام کے متعلق کہتا ہے -

"کیا تمہاری شریعت مین یہہ نہین آیا کہ مین نے کہا کہ تم الٰہ ہو - جبکہ اوس نے اونہین الٰہ کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا اور مقدس کتاب کا باطل ہونا ممکن نہین تم اوس شخص سے جسکو باپ نے مقدس کر کے دنیا مین بھیجا ہے یہہ کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے کیونکہ اوس نے کہا کہ مین خدا کا بیٹا ہون"

کتاب خروج کے باب ۲۲ آیت ۲۸ مین پر ماتماؤن کی مذمت کرنا معیوب بیان کیا ہے:-

"تو خداؤن کو گالی نہین دیگا اور نہ اپنی قوم کے سردار کو بد دعا دے گا -"

یہہ ایک مشہور بات ہے کہ پُرانے یہودیون کے یہان انسان کی شکل کے دیوتا جو تیرف (Teraphim) کہلاتے تھے ہوتے تھے اور جنکا تذکرہ اپیریل

ڈکشنری (Imperial Dictionary) مین اسکے بارے مین یون آیا ہے:-

"تیرف ایک گہرستی کا دیوتا یا مورت جسکی یہودی لوگ تعظیم کرتے تھے - تیرف معلوم ہوتا ہے کہ کلاً یا جزاً انسانی شکل کے ہوتے تھے - اونکی تعظیم و تکریم گرہستی کے دیوتاؤنکے طور پر کیجاتی تھی - پرانے عہد نامہ مین اون کا کئی مرتبہ ذکر آیا ہے"

یعقوب کے رشتہ دار لابن کے پاس بہی ایسے دیوتاؤن کی مورتین تہین جنکو یعقوب کی عورت راخل نے چرا لیا (دیکھو انجیل مقدس پیدائش کی کتاب باب ۳۱ - آیت ۱۹) اوسکے بعد خدا لابن کے پاس خواب مین آیا (آیت ۲۴) لابن نے دوسرے دن یعقوب سے پوچھا کسواسطے تو میرے معبودون کو چرا لایا ہے" (آیت ۳۰) ہوسیع نبی کی کتاب (باب ۳ آیت ۴) مین کہا گیا ہے -

"کیونکہ بنی اسرائیل بہت دن تک بغیر بادشاہ اور بغیر حاکم اور بغیر قربانی اور بغیر بت اور بغیر افود اور بغیر ترافیم کرینگے"

لیکن اگر پرانے عہد نامہ کی کتابون مین خداون کا حوالہ جمع کے صیغہ مین ایک عام طریقہ پر آیا ہے تو انجیل کے جدید عہد نامہ کی آخری کتاب موسومہ مکاشفہ مین تو خود ترتہنکرون کا حوالہ آیا ہے اور اونکی تعداد بہی ۲۴ ہی دی گئی ہے مکاشفہ کے چوتھے - پانچوین اور چہٹے باب اس مضمون سے تعلق رکہتے ہین اور قریب قریب اسطور پر ہین:-

باب چہارم:- (۱) آسمان مین ایک دروازہ کہولا گیا اور مجہہ یوحنا عارف نے ایک آواز سنی کہ یہان اوپر آجا - مین تجہے وہ باتین دکہلاونگا جو آئندہ ہونے والی ہین -

(۲) یوحنا فوراً روح مین آگیا اور آسمان مین ایک تخت بچہا ہوا دیکہا اور دیکہا کہ" اوس تخت پر کوئی بیٹہا" تہا۔

(۳) اور اس تخت کے گرد ۲۴ تخت ہین اور اون تختون پر ۲۴ بزرگ سفید پوشاک پہنے ہوئے بیٹہے ہین اور اون کے سرون پر سونے کے تاج ہین "

(۴) " اور اوس تخت مین سے بجلیان اور آوازین اور گرجین پیدا ہوتی ہین اور اوس تخت کے سامنے آگ کے سات چراغ جل رہے ہین۔ یہہ خدا کی سات روحین ہین "

(۵) " اور تخت کے بیچ مین اور تخت کے گردا گرد چار جاندار ہین جن کے آگے پیچہے آنکہین ہی آنکہین ہین "

(۶) پہلا جاندار شیر ببر کے مانند تہا اور دوسرا جاندار بچہڑے کے مانند اور تیسرے جاندار کا چہرہ انسان کا سا تہا اور چوتہا جاندار اوڑتے ہوئے عقاب کے مانند تہا۔

(۷) ان جانداروں مین سے ہر ایک جاندار کے چہہ چہہ پر ہین جنمین آنکہین ہی آنکہین ہین۔ اور وہ دن رات کبہی خاموش نہین ہوتے ہین بلکہ برابر یہہ کہتے رہتے ہین "قدوس۔ قدوس۔ قدوس۔ خداوند خدا قادر مطلق جو تہا اور جو ہے اور جو آنے والا ہے "

(۸) " اور جب وہ جاندار اوسکی تمجید اور عزت اور شکرگذاری کرتے ہین جو تخت پر بیٹہا ہے اور جو ابد الاباد زندہ رہے گا "

(۹) "تو وہ بزرگ اوسکے سامنے جو تخت پر بیٹھا ہے اپنے کو گراتے ہین اور اوسکی جو ابدالاباد زندہ رہیگا عبادت کرتے ہین اور اپنے تاج یہہ کہتے ہوئے اس تخت کے سامنے ڈالدیتے ہین کہ

(۱۰) "اے ہمارے خداوند اور خدا تو ہی تمجید اور عزت اور قدرت کے لایق ہے کیونکہ تو ہی نے ساری چیزین پیدا کین اور وہ تیری ہی خوشنودی کے لیئے ہین اور پیدا کی گئی تہین "

باب پنجم

(۱) "اور مین نے اوسکے داہنے ہاتھہ مین جو تخت پر بیٹھا تہا ایک کتاب دیکھی جو اندر اور پیٹھہ کی طرف لکھی ہوئی تہی اور اُسے سات مہرین لگا کر بند کیا گیا تہا "

(۲) "پھر مین نے ایک زور آور فرشتے کو بلند آواز سے یہہ منادی کرتے ہوئے دیکھا کہ کون اس کتاب کے کہولنے اور اسکی مہرین توڑنے کے لایق ہے "

(۳) "اور کوئی انسان .... اُس کتاب کے کہولنے یا اُسپر نظر کرنے کے قابل نہ نکلا "

(۴) "اور مین اس پر زار زار رونے لگا کہ کوئی اُس کتاب کے کہولنے یا اوسپر نظر کرنے کے لایق نہ نکلا "

(۵) "تب اون بزرگون مین سے ایک نے مجھے کہا کہ رو نہین دیکھہ یہوداہ کے قبیلہ کا وہ ببر .... اس کتاب اور

یہہ قصہ بڑے سے اسرار ہستی مین زندگی کے شاہی دربار مین ۴۲ ترتھنکر بھگوانون یا ہمہ دان مرشدون کی موجودگی مین جو سفید جامہ پہنے ہین اور سر پر سونے کے تاج رکہے ہوئے تخت نشین ہین داخل ہونے کا احوال ہے۔ تخت پر جو ایک بیٹھا ہے وہ خود حیات ہے جسکے بغیر نہ دربار ممکن ہے نہ کسی نجات کے متلاشی کا وجود نہ اسرار الٰہی مین داخل ہونا اور نہ پرماتما ین رعد اور برق زندگی کی بیقراری (یعنی خود اختیاری حرکت) کی علامات ہین چونکہ بے جان چیزین خود حرکت نہین کرتی ہین۔ وہ چار جانور جن کے دونون طرف آنکھین ہین وہ چار قسم کے جاندار ہین یعنی وہ جن کے اجسام چار مختلف عناصر کے بنے ہوئے ہین یعنے ہوا۔ آگ۔ پانی اور مٹی کے جسم والے۔ آنکھین گیان یا مشاہدہ کا حوالہ دیتی ہین جو حیات کا فعل ہے اور مختلف قسم کے جانور مادہ کے مختلف عناصر ہین (ملاحظہ ہو The key of Knowledge)۔ ان جانداروں کے چھہ چھہ پر ادسرپنی اور اُتسرپنی کالون کے چھہ چھہ حصون کی طرف اشارہ کرتے ہین جن مین چارون قسم کے جیو آواگون کا دکہہ سکہہ زمانہ کے تغیرات کے مطابق بہوگتے ہین۔ تخت کے سامنے کے سات لیمپ سات قسم کے تپ ہین جنکی تشبیہہ ہند واستعارہ مین اگنی کی سات زبانون سے دی گئی ہے۔ اور برّا اعلیٰ حلیمی یا انکساری کی علامت ہے جس کو روح (افسانہ کی زبان مین عیسیٰ) کو قبل اسکے کہ وہ زندگی کے ہاتھون سے اندر اور پیچھے کی طرف لکہی ہوئی کتاب پانے کا ہوسکے حاصل کرنا ہوتا ہے۔ جو پارٹ (Tantra) کرہم ۲ بزرگون کو دیا گیا ہے وہ حیات اور اُسکے اعلیٰ ترین جوہر ظہورون یعنی ترتھنکرون پر محمول ہے۔ تخت نشین ایک کی

عبادت اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ حیات جو سب آتماؤن مین پائی جاتی ہو
خود اپنی صفات مین پرماتما ہے - پس جبکہ یہ ماتماپن زندگی کی ہی صفت ہو
ترتھنکر وہ مرشد ہین جنکی تعلیم سے اس پرماتماپن کا اظہار پورے طور سے
ہوتا ہے - کیونکہ اُنہون نے خود کمالیت کے اعلیٰ ترین درجہ کو حاصل کیا ہے -
اس لیے ترتھنکر سب سے زیادہ تعظیم کے قابل اور پوجیہ گرو ہے وہ پتا (باپ)
یا آسمانی باپ کہلاتا ہے اسلیئے نہین کہ وہ کسی چیز یا جاندار کا بنانے والا ہے بلکہ
اوسی بنا پر جس پر معمولی پروہت و گرو باپ کہلاتے ہین - بپتسمہ یا دوبارہ جنم کا
مسئلہ جو بہت سے ہندوستانی مذاہب اور عیسائیون کے مت مین پایا جاتا ہے
گرو کے پتا (باپ) کہلانے کی بنیاد ہے جیسے دی کی او فٹ نولیج (باب ششم)
مین کہا گیا ہے :-

"دو حال کے خالق پرستون کو اس امر کے معلوم کرنے سے کچھہ کم تعجب
نہ ہوگا کہ انکی خدا کو خالق ماننے کی غلطی انجام کار دوبارہ جنم سے
شروع ہوتی ہے جو .... بپتسمہ کے اصول پر مبنی ہے یعنے
روح کے اسرار الٰہی مین داخل ہونے پر - اگر خالق پرست اس
معاملہ پر ذرا غور کرین گے تو اونکو فوراً معلوم ہو جائیگا کہ پادریون کا

؏ مکاشفہ (باب ۵ آیت ۸) مین کہی ہوئی برّے کی پرستش کا مطلب اس طور پر ایک دنیا کے
نجات دینے والے مسیح یعنی ترتھنکر کی پرستش سے ہے - پرستش کی غرض کسی خاص
دیوتا یا انسان کے پوجنے سے نہین ہے بلکہ روحانی صفات کے کامل ظہور کی پرستش سے
ہے - کیونکہ عقلمند آدمی کسی شخص کی پرستش نہین کرتے کہ اوسکے دسترخوان سے نعمتین
پا وین بلکہ اوس اعلیٰ ترین حالت یعنی پرماتماپن (خدا) کے اوصاف کی پرستش کرتے ہین جنکو وہ
خود اپنی ذات مین نمایان کرنا چاہتے ہین -

باپ کہلانا جو قریب قریب قدیم مذاہب میں پایا جاتا ہے مادی جسم کے تعلق میں نہیں ہو سکتا ہے بلکہ صرف اس ہی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ وہ روح کو پوشیدہ اسرار میں پرورش کراتے ہیں جن پرورش کرانیکو شاعرانہ تمثیل میں انسان کا روح میں تولد ہونا یا اختصار کے ساتھ صرف دوبارہ جنم لینا کہا گیا ہے۔ پادری کا باپ کہلانا اسی دوسرے جنم سے متعلق ہے۔ کیونکہ گرو جو اسرار میں پرورش کراتا ہے اور جو اسوجہ سے اُس کل تعظیم کا اگر اُس سے زائد کا نہیں بھی جو انسان اپنے جسمانی باپ کی کرتا ہے مستحق ہے اس (روحانی جنم) کا موجب یا باعث ہے اور استعارہ کے لحاظ سے لازمی طور سے باپ ہوا۔ اب چونکہ پرتھیکر (خدا) سب سے بڑا اور سب سے زیادہ قابل تعظیم گرو ہے اس لیئے اس خطاب کا اس سے زیادہ اور کوئی مستحق نہیں ہے۔ اصلی خیال یہ تہا لیکن جب افسانہ سازی کی زمین دوز بہول بہلیاں میں مذہب کی اصلی تعلیم نگاہ سے غائب ہوگئی اور پرماتماپن کے اصلی خیال کی بجائے بعد کی خالق پرستی کی غلطیاں مروج ہوگئیں جو لفظی معنی میں مقدس کتابوں کی پوشیدہ عبارت کے پڑہنے پر اصرار کرتی ہیں تو خدا کے باپ ہونے کے اصلی و پاکیزہ مسئلہ کی بجائے بہی ایک جسمانی خالق کا بہدا اور رنازیبا عقیدہ پیدا ہو گیا۔ اور ایسی صورت میں پادریوں پر خدا کی ذات کے تعلق والی غلط فہمیوں کا اثر نہ پڑنا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے بلکہ ٹہیک وہ ہی ہے جس کی امید کیجا سکتی ہے کیونکہ ان کے فرقہ کے متعلق کبہی کوئی قصہ کہانی

نہین گھڑے گئے جس سے کسی قسم کی گڑبڑ ہو سکے گو کہ بیشتر لوگ آج کل ٹھیک اوس وجہ سے ناواقف ہین کہ یہ لوگ باپ کیون کہلاتے ہین اور اس لقب کو محض تعظیم کی علامت سمجھتے ہین ''

یقیناً یسوع کے موہنہ مین الفاظ آسمانی باپ کا مفہوم خالق نہین ہے اور نہ اون کا کسی عام یا خاص چیز کی پیدائش سے تعلق ہے - یہ خیال توریت کی تعلیم کے بیرونی چھلکے سے اور اسکے اندرونی معنی کے نظرانداز کرنے سے پیدا ہو گیا ہے - ہندو مذہب مین بہی سنسار کے پیدا کرنے والے کے طور پر ایشور کا خیال سرشٹی کے رچنے والے برہما کے اصلی فعل کی کثیف تعبیر ہے - دراصل حیات خود سچا خالق ہے کیونکہ ہر روح اپنے جسم اور حالتون کا بنانے والا ہے - لیکن اس لحاظ سے حیات صرف جوہر روح ہی کا ایک پہلو ہے - برہما حیات کا روپ بہی نہین ہے بلکہ اوس بدّہی (عقل) کا استعارہ ہے جسکو حیات کا گیان ہو گیا ہے - پس برہما کی سرشٹی روحانی خیالات کی خلقت ہے جس سے وہ من کو آباد کرتا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے - یہ وہ سرشٹی ہے جسکی وشنو (= دہرم) حفاظت کرتا ہے - کے - این - آئیر صاحب ذیل کا دلچسپ مضمون برہما جی کی خلقت کے متعلق اپنی کتاب دی پرمننیٹ ہسٹری اوف بہارتہ ورش (دیکھو جلد ا صفحہ ۲۹۵) مین تحریر فرماتے ہین :-

''برہما کی خلقت کے ...... معنی دراصل کل دنیوی خواہشات کو غارت کرنیکے ہین جس سے دل مین بھگتی کی رغبت پیدا ہوتی ہے - وشنو برہما کی پیدا ہوئی بدّہی (خلقت) کی حفاظت کرتا ہے اور کسی نخوت کی حفاظت نہین کرتا - شیو ہو جسکر وہ انسانکی بنیادی خواہشات کا غارت کرنیوالا ہے - برہما کی خلقت کا اصلی سبب ہے اور آخر مین وہ بھگتی اور چن کر پہل سے ناش کر دینے سے مکتی کا کارن ہوتا ہے - برہما اور وشنو اور شیو ....

انسان کو موکش دلانے کے لئے سب مذہبی ضروریات کا اختتام ہین ؎

پس روح کے لیئے اصلی خدا خود حیات ہی ہے یعنے خود جوہر روح ہے جو اسکے پرماتماپن کا مادی سبب (اوپادان کارن) ہے - یہ پرماتماپن ایسے شخص کی تعلیم سے حاصل ہوتا ہے جس نے اسکو خود حاصل کیا ہو یعنے ترتھنکر کی تعلیم سے جو باہری رہبر یا خدا ہے - یہ کہنا بمنزلہ اسکے ہے کہ ہر روح کے لیئے صرف ایک اصلی خدا ہے یعنے خود اسکی ذات جو خاصیت مین مثل اور دیگر ثلث یا سنساری (غیر ثلث) ارواح کے ہے مگر اپنی ذات مین ان سے بالکل علیحدہ ہے - اس خدا کو اسلیئے مناسب ہے کہ وہ اپنی پوری طاقت سے پکڑے - یہی بنیاد ہے جسپر خدا کی وحدانیت قائم ہے - اور انسان کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اس خدا کے ساتھہ کسی دوسرے کو شریک نہ کرے - اگر آپ اسپر غور کرین گے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ پرماتماپن حیات ابدی - آنند اور کمالیت کے دیگر اوصاف کا عطا کرنیوالا خود روح کے سوا اور کوئی نہین ہے کیونکہ یہ اوصاف روح کے جوہر مین قدرتی طور سے موجود ہین اور کسی دوسرے سے نہین مل سکتے ہین - اسوجہ سے اصلی خدا کی وحدانیت پر زور دیا گیا ہے جیسا کہ قرآن شریف (باب ۲۲) مین بتایا گیا ہے - جو کوئی خدا کے ساتھہ دوسرے کو شریک کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسے کوئی آسمان سے گر پڑے - علاوہ اس اصلی خدا کے دو قسم کے اور خدا ہین جنکی دنیا مین پرستش مروج ہے یعنے ایک تو وہ اصلی مرشد یا ترتھنکر جو ہمارے لیئے کمالیت کا آدرش (نمونہ) ہین جنکے قدمون پر چلکر ہم بھی انکی طرح پرماتما سکتے ہین اور دوسرے قصے کہانیون کے قیاسی دیوتا جو حیات کی مختلف صورتون اور دیگر اقتباسون کے روپک ہین - وہ انسانی خیال سے پیدا ہونے والے دیوتا ؎ دیوتاؤن کی عبادت ہے جس کی ممانعت کی گئی ہے اور جو تمام اقسام کی غلطیہ ؎

خون ریزیون اور توہمات کا باعث ہے۔

ہم آئیندہ کے لکچر مین عبادت کے مناسب طریق پر غور کرینگے۔ لیکن اس لکچر کو ختم کرنیکے پہلے مین آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلاؤنگا کہ پارسیون کے مذہب مین بھی اہورامزدہ کا خیال جمع کے معنی مین ہے۔ ہوگ (Haug) صاحب لفظ اہورا اونہو (Ahuraonho) کے تعلق مین بتاتے ہین کہ

"اس سے .... ہم صاف طور سے دیکھہ سکتے ہین کہ اہورا کوئی خطاب خدا کا نہین ہے بلکہ انسان کے لیئے بھی وہ مستعمل ہوتا ہے"

یاسنا ۲۸ (آیت ۹) مین کہا ہے:-

"اے اہوران نعمتون کے ساتہہ ہم تمہارے غضب کو کبھی نہ بھڑکائین اومزدہ اور راست اور اعلیٰ خیال .... تم وہ ہو جو خواہشات کے پورا کرنے اور برکت دینے مین سب سے زبردست ہو"

(صفحہ ۲۴۶) Early Zaroastranism

یہی خیال یاسنا ۵۱ (آیت ۲۰) مین بھی پایا جاتا ہے جو حسب ذیل ہے:-

"تم اپنی برکتین ہمکو دوگے۔ تم سب اہجو مرضی مین ایک ہو جن کے ساتہہ سچا اچھا خیال راستبازی و مزدہ ایک ہین وعدہ کے مطابق اپنی مدد دیتے ہو جب تمہاری عبادت تعظیم کے ساتہہ کیجاتی ہے"

پارسی مت مین یہ بھی تعلیم ہے کہ اُسکے پہلے بھی سچے مذاہب تھے جو قابل پرستش تھے۔

یاسنا ۱۶ (آیت ۳) مین آیا ہے (ایس-بی-ای جلد ۳۱ صفحات ۲۵۶-۲۵۵):

"اور ہم دنیا کے سابق مذاہب کی پرستش کرتے ہین جو راستبازی سکھاتے ہین"

جو اور بھی زیادہ تعجب خیز بات ہے وہ یہ ہے کہ ایزدان کی تعداد

ٹھیک ٹھیک ۲۴ بتائی گئی ہے (دیکھو Early Zaroastrianism صفحات ۲۰۲ و ما بعد)۔
بدھ مت کی طرف رجوع ہونے پر سابق بدہاوں کی تعداد بھی ۲۴ ہی پائی جاتی ہے بی لونیا کے کاونسیلر خداوندوں (Counseller Gods) کی تعداد بھی ہمیں روبرٹس صاحب کی دلچسپ کتاب موسومہ بہ یکبن کرالسٹیر (دیکھو صفحہ ۱۷۹) سے معلوم ہوتا ہے ۲۴ تھی۔ لیکن چونکہ ہمکو انکی بابت بہت کم واقفیت ہے اسلئیے کوئی یقینی نتیجہ ادہر یا اودہر اس تعداد سے نہیں نکالا جا سکتا ہے۔

ع۱ مقابلہ کے لئیے ذیل کا مضمون غور طلب ہے:

"........تو [اے انسان] وہاں بلندی پر پہونچ .... مزدہ کے بنائے ہوئے راستہ پر چلکر۔ ان راستوں پر چلکر جنکو خداوں نے بنایا ہے۔ پانی کے اُس راستہ پر جسکو انہوں نے کھولا ہے" (وینڈیداد فرگرد ۲۱-۳ ج دایس-بی-ای جلد ۴ صفحہ ۲۲۷)۔
یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ لفظ تیرتھنکر کے استخراجی معنی سمندر (یہاں سنسار ساگر = آواگون) کے پار یا باب راستہ بتانے والے کے ہیں۔

آٹھوان لکچر

عبادت

آج کے لکچر مین ہم عبادت کے مختلف طریقون پر جو انسانون مین مروج ہین
غور کرینگے وہ ذیل کے اقسام کے ہین:-

(۱) دعا-
(۲) قربانی-
(۳) حج-
(۴) تصوّر-
(۵) پاکیزگی-
(۶) تپشیا یا ریاضت-

ان مین سے ہم ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ بچار کرینگے تاکہ انکا اصل مطلب معلوم ہو
ہم سب سے پہلے دعا پر غور کرینگے جسکی مراد عوام کے عقیدہ کے مطابق کسی
خدا یا دیوتا سے بخششون اور نعمتون کے حصول کے لیئے ملتجی ہونا ہے - یہ
ظاہر ہے کہ کائنات قدرت مین کہین کوئی دعا کا محکمہ نہین ہو سکتا ہے - حال
کی جنگ یورپ کے دلخراش واقعات اس امر کو پورے طور سے
ثابت کرتے ہین کہ ہو کے مصیبت زدہ و شکستہ دل انسانون کے رونے و
چلانے کا سننے والا کوئی نہ تہا - ہر فرقہ کے لوگون نے جنکے مذاہب میں دعا مانگنا
سکہایا گیا ہے روزانہ برسون دعائین مانگین - مگر بے سود - اور آج بہی
ہم اس جنگ سے پیدا ہونے والی خوفناک خرابیون سے پریشان ہین -

اگر یہی تعبیر دعا کا ہے تو یقیناً وہ محض ایک تماشہ ہے - لیکن اصلیت یہ ہے کہ دعا کا اصل منشا کبھی ایسا نہ تھا دعا کے حسب ذیل جزو ہیں :-

(۱) کس سے مانگے -

(۲) کون مانگے -

(۳) کس چیز کو مانگے -

(۴) کیسے مانگے -

ان میں سے پہلے امر کی بابت ہم یہ دیکھہ چکے ہیں کہ تیرتھنکر بھگوان صرف کامل مرشد ہیں وہ نہ نعمتوں کو دیتے ہیں اور نہ دعا کو قبول کرتے ہیں جبکہ مہتولوجی (قصے کہانیوں والے مذاہب) کے دیوتا محض خیالی مخلوق ہیں - پس سوائے اندرونی خدا کے اور کوئی دعا کا قبول کرنے والا نہیں ہے - اور در اصل یہی اندرونی خدا ہے جو واقعی ہماری دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے کیونکہ حیات کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ اپنے عقائد سے موثر ہوتی ہے حتی کہ جیسا وہ یقین کرتی ہے ویسا ہی ہو جاتی ہے - یہی وجہ ہے کہ یسوع نے یہ فرمایا ہے :-

"اس لیئے میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کچھہ تم دعا میں مانگتے ہو یقین کرو کہ تم کو ملگیا اور تم کو ملیگا" (مرقس کی انجیل باب ۱۱ آیت ۲۴)

اعتقاد کا انش (جزو) جو بیرونی خدا کے تعلق میں بالکل نامناسب ہے اندرونی پرماتما کے لیئے جو آتم گیان (روح کے علم) سے زندہ نور ہو جاتا ہے پورے طور پر مناسبت رکہتا ہے - اسلیئے جسقدر زیادہ انسان اس اندرونی پرماتما کا سہارا پکڑتا ہے اوتنا ہی زیادہ الہی صفات کا اظہار اوسکی ذات میں ہوتا ہے اور کرشمے و کرامات بہی اسیقدر ہونے لگتے ہیں - چنانچہ یسوع اپنے معجزوں کے بارہ میں کہتا ہے :-

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص مجھپر ایمان رکہتا ہے
یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بہی کریگا بلکہ ایسے ہی بڑے کام وہ کریگا
کیونکہ میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں" یوحنا کی انجیل
باب ۱۴ - آیت ۱۲) -
روزہ اور دعا سے روحانی قوت بڑہتی ہے جیسا یسوع نے اپنے شاگردوں کو
اونکا اپنی ناکامیابی کا سبب دریافت کرنے پر جب وہ ایک ناپاک روح کو نکالنے
میں ناکامیاب ہوئے تہے بتایا -
"یہ قسم دعا اور روزہ کے سوا کسی اور طرح نہیں نکل سکتی"
(مرقس کی انجیل باب ۹ آیت ۲۹) -
لیکن ان متفرق مضامین میں سب سے زیادہ پرمعنی وہ ہے جو عیسی کی معجزہ
کرنیکی قوت اور اس کے وطن کے تعلق میں مرقس کی انجیل کے چھٹے باب کی
پانچویں و چھٹی آیات میں درج ہے :-
"اور وہ کوئی معجزہ وہاں نہ دکہا سکا سوا اسکے کہ تہوڑے سے
بیماروں پر ہاتھ رکہہ کر انہیں اچہا کر دیا -
"اور اُسنے اُنکی بد اعتقادی پر تعجب کیا"
بیماروں کو اچہا کرتے وقت یسوع اون سے ضرور پوچہہ لیا کرتا تہا کہ آیا اونکو
اعتقاد ہے یا نہیں اور اچہا کرنے کے بعد اونکو ہمیشہ یہ بتا دیا کرتا تہا کہ اونکے
اعتقاد ہی نے اونکو اچہا کیا ہے - اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ معجزے و
کرامات کا ایک قانون یا قاعدہ ہے جو معجزہ کرنے والے کی ذات یا اسکے
مرتبہ سے کوئی تعلق نہیں رکہتا ہے - یہ بلاشک کبہی کبہی ہوجاتا ہے کہ ہم جس چیز کے
لیئے دعا مانگتے ہیں وہ حاصل ہوجاتی ہے لیکن یہ انسانوں کے کسی خاص گروہ

یا فرقہ کے لیئے مخصوص نہین ہے اور مردون کی قبرون پتھرون اور درختون تک کو پوجنے والون کی دعائین بعض اوقات اس طرح پر "قبول" ہوئی ہین - فی الحقیقت یہ سب اتفاق ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ امر موقوعہ شدنی بات تھی اور اوس کا ہونا ضرور تھا خواہ کوئی اوسکے لیئے دعا مانگتا یا نہین حتی کہ اوس کا دعا کے ساتھ وقوع مین آنا کسی طرح پر بھی ایک مجیب الدعوات وسیلہ کی کارگذاری نہین مانا جا سکتا اس عالم مین اکثر اتفاقات ایسے ہوا کرتے ہین جنکو تجربہ سے کٹر خالق پرستی بھی علاوہ نتیجہ نہین مان سکتی مثلاً کسی دشمن کا مرجانا یا اوسپر تباہی کا آنا - لیکن اگر ہم ان مکروہ وقوع کو دعا کا پہل اسوجہ سے نہین مان سکتے ہین کہ ایسا کرنے سے اونکے مرتکبان کی عزت اور نیکی مین دہبہ لگتا ہے تو ہمارے پاس کون دلیل ایسی ہے جسکی بنا پر ہم کسی اور وقوعہ کو ایک دعا کے بخشنے والے خدا کا فعل سمجھ لین -؟

یہ تو پہلے امر کی بابت ہوا - اب دوسرے کے متعلق جو یہ سوال اٹھتا ہے کہ کون دعا مانگ سکتا ہے مین خیال کرتا ہون کہ آپ مجھ سے اس بات پر متفق ہونگے کہ چونکہ دراصل دعا کا قبول کرنے والا اندرونی پرماتما ہے اس لیئے صرف وہ شخص ہی جو اوسکا بھگت ہے اوس سے دعا مانگنے کا مجاز ہے - وہ لوگ جو اوسکی مرضی پر نہین چلتے وہ دغاباز اور بدکار ہین - وہ اپنے خدا کو نہین جانتے ہین اور اونکی دعائین قبول نہین ہو سکتی ہین - حیات کا انکے ساتھ کیسا برتاؤ ہوتا ہے اسکو انجیل مقدس کے پرانے عہدنامہ کی امثال کی کتاب (دیکھو باب ۱- آیات ۲۸ و ۲۹) مین ذیل کے پُرزور الفاظ مین بتایا گیا ہے :-

"تب وہ مجھکو پکارینگے پر مین جواب نہ دونگا - وہ سویرے مجھکو ڈھونڈینگے پر مجھے نہ پائینگے -

"کیونکہ انہون نے دانش سے کینہ رکھا اور خداوند کے خوف کو

دل مین جگہ نہ دی "

پہر بہی کہا ہے (دیکہو حوالہ سابق باب ۱۵ - آیت ۲۹) :-

" خداوند بدون سے دور ہے پروہ راستبازون کی دعا سنتا ہے "

بدآدمی کی آنکہین باہر خواہشات اور شہوتون کی دنیا کی طرف لگی ہوئی ہین جبکہ حیات کی اقلیم اندر کی طرف واقع ہے - برعکس اسکے راستباز آدمی راستی کے فعل کا کرنے والا ہے اور راستی کا فعل پرماتما کی مرضی ہے یعنے وہ فعل ہے جو حیات کو پسندیدہ ہے - اسلئے خداوند بدکردار سے دور ہے اور راستباز کی دعا کو سنتا ہے - پہر وہ شخص جو حیات سے دعا مانگے اوس کے لیئے ضروری ہے وہ صحیح اعتقاد رکہتا ہو یعنے اوسکو حیات کے پرماتما ہونے کا یقین ہو کیونکہ یہ کہا گیا ہے (دیکہو کتاب امثال باب ۲۸ - آیت ۹) :-

" وہ جو اپنے کان کو پہیر لیتا ہے کہ شریعت کو نہ سنے اسکی دعا بہی نفرت انگیز ہوگی "

دعا مانگنے والے کو ہنسا (جانداروں کے مارنے یا ایذا پہونچانے) سے پاک ہونا چاہیئے کیونکہ انجیل مین لکہا ہے (دیکہو یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۱ آیت ۱۵)

" جب تم اپنے ہاتہہ پہیلاؤگے تو مین اپنی آنکہین بند کرونگا ہان جب تم دعا پہ دعا مانگوگے تو مین نہ سنونگا - تمہارے ہاتہہ تو لہو سے بہرے ہین "

سچا اعتقاد و سچا علم و سچا عمل تب دعا کے لیئے ضروری ہین اور لوگونکا دعا مانگنا بے سود ہے

تیسرا امر یہ ہے کہ دعا مین کیا مانگے - اسکا قریب قریب جواب دوسرے امر کے سلسلہ مین دیدیا گیا - کوئی چیز شریعت (دہرم) کے خلاف نہ ہونی چاہیئے اور نہ سچے اعتقاد کی مخالف - سچے اعتقاد والون کو صرف اپنے

"آسمانی باپ" (دیکھو لوقا کی انجیل باب ۲- آیت ۴۹) - کے کام کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے - صرف یہی ایک چیز ہے جو ہم حیات سے مانگ سکتے ہیں - دولت اولاد - دنیاوی جاہ و جلال یا دشمنوں کی تباہی کے لیئے دعا مانگنا منع ہے - ان سے برے کرموں کا بندھ ہوتا ہے اور یہ ہمکو حق سے دور کرنے والے ہیں - ذیل کے انجیل کے کلام سے بھی جو یسوع کو منسوب کیا گیا ہے یہی نتیجہ نکلتا ہے -

"کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا کیونکہ یا تو وہ ایک سے عداوت رکھیگا اور دوسرے سے محبت - یا ایک سے ملا رہیگا اور دوسرے کو ناچیز جانیگا - تم خدا اور زر دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے "اس لیئے میں تمسے کہتا ہوں کہ نہ اپنی جان کے لیئے فکر کرو کہ ہم کیا کھاوینگے یا کیا پیوینگے - نہ اپنے بدن کے لیئے کہ ہم کیا پہنینگے کیا جان خوراک سے اور بدن پوشاک سے بہتر نہیں ہے"

(متی کی انجیل باب ۶- آیات ۲۴ و ۲۵) -

یسوع کا کہا ہوا دعا کا مضمون نہایت پرمعنی ہے - وہ اسطور ہے (دیکھو متی کی انجیل باب ۶- آیات ۹ لغایت ۱۳) :-

"اے ہمارے باپ تو جو آسمان میں ہے - تیرا نام پاک مانا جاوے تیری بادشاہت آوے - تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو - ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے - اور جسطرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو بھی ہمارے قرض ہمیں بخش دے - اور ہمیں آزمائش میں نہ پڑنے دے بلکہ برائی سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ابد تک تیرا ہے - آمین"

یقیناً یہ دعا نہیں ہے بلکہ حسب ذیل امور کا اجتماع ہے (۱) حیات کی ثنا (۲) اوسکی

بادشاہت کے آنیکی امید اور ایک نئی ترتیب کی آرزو جس مین حیات کی مرضی کا زمین پر اسی طرح ہونا مفہوم ہے جیسے کہ وہ آسمان پر ہوتی ہے (۳) روزانہ پیٹ بہرنے کے لیئے روٹی کی خواہش یعنے دراصل ذاتی دولت و املاک کا دل سے ترک کرنا (۴) گناہون سے توبہ اور (۵) آئیندہ کے لیئے گناہون کا خوف اور بدی سے رہائی کی تمنّا۔

یسوع کی بتائی ہوئی دعا کا ایسا مطلب ہے۔ لیکن یہ تو محض جین سامایک کا فوٹو ہے جسکو پرماتما مہابیر نے روزانہ دہیان کے لیئے قریب دو ہزار چہہ سو برس ہوئے اپنے سامعین کو سکہایا تہا۔ سامایک کے انگ (اعضاء) بموجب جین شاسترون کے حسب ذیل ہین۔

(۱) گذشتہ گناہون کا پچہتاوا۔

(۲) آئیندہ گناہون سے بچنے کا مصمم ارادہ۔

(۳) ذاتی رغبتون و نفرتون کا تیاگ۔

(۴) ترتہنکرون کی جو ہمارے لیئے کمالیت کا آدرش (نمونہ) ہین بلحاظ ذکر الٰہی صفات کے ثناء۔

(۵) کسی مخصوص ترتہنکر کی حمد جسکا جیون چارتر ہمارے جیون کو پوتر بنانے کا ذریعہ ہے کیونکہ وہ خود گنہگاری کی حالت سے پرماتماپن کے اعلیٰ ترین رتبہ کو پہونچا ہے۔

(۶) جسم سے من کو ہٹانا اور اوسکو روح مین لگانا۔

ان مین سے پہلے دو انگ تو گناہ کو کاٹنے والے ہین۔ تیسرا طبیعت سے جذبہ و جوش کو دور کرتا ہے جو ہمارا دل کے اوپر اس خیال کو نقش کرتا ہے کہ آتما ہی پرماتما ہے اور بلندی کے اوس اعلیٰ سکہر کو ظاہر کرتا ہے جہان

روح پہونچ سکتی ہے۔ پانچوین کا مطلب ایک زندہ آدرش کی تقلید سے کرمون سے رہائی پانا ہے اور چھٹا روح کی بجائے جسم کو ہی متنفس ماننے کی غلطی کو دور کرتا ہے اور نفس امارہ کو مارتا ہے۔

مجھکو اس سلسلہ مین یہ بتانا چاہیئے کہ انجیل مقدس کے مطابق خدا کی بادشاہت کا مطلب جسکے دیکھنے کے عیسیٰ کی بہگت منتظر ہین سوا اسکے کہ آتما کا پرمآتما مین ظاہر ہو اور کچھہ نہین ہے۔ اس بادشاہت کی تعریف ایکمرتبہ عیسیٰ نے اس طور پر کی تہی :-

"خدا کی بادشاہت ظاہری طور پر نہین آتی ہے اور لوگ یہ نہ کہینگے کہ دیکھو یہان ہے یا وہان ہے کیونکہ دیکھو خدا کی بادشاہت تمہارے اندر ہے" (لوقا کی انجیل باب ۱۷ آیات ۲۰ و ۲۱)۔

اب ہمارے اندرون جو کچھہ ہے وہ بس حیات ہے۔ پس عیسائیون کی دعا کے اس جملہ کا کہ تیری بادشاہت آوے سے واقعی یہی مفہوم ہے کہ عیسیٰ کا بہگت اپنی ہی روحانیت کی کمالیت کا خواستگار ہے۔

اب مین آپ کو مسلمانون کی دعا کا مضمون جس مین سے وہ حصہ جو محض اون کے پیغمبر صاحب کی ذات سے تعلق رکھتا ہے چہوڑ دیا گیا ہے بتاؤن گا:-

"مین نے صدق دل سے صرف اللہ سے دعا کرنیکا قصد کیا ہے۔

اللہ بڑا ہے۔

یا اللہ پاکی تیرے لیئے ہے۔

تیرے لیئے تعریف ہے۔

تیرا نام بڑا ہے۔

تیری عظمت بہت بڑی ہے۔
سوائے تیرے کوئی معبود نہین ہے۔
"مین اللہ کی بارگاہ مین شیطان ملعون سے پناہ مانگتا ہون۔
(شروع) اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحیم ہے۔
تعریف اللہ ہی کو زیبا ہے جو تمام جہان کا رب نہایت
مہربان اور بڑا رحم والا۔
مالک ہے روز جزا کا۔
یا اللہ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہین اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہین۔
دکھا ہمکو سیدھا راستہ۔ اون لوگون کا راستہ جنپر تو نے فضل فرمایا ہے۔
جو نہ وہ ہین جنپر تو غصہ ہوا ہو اور نہ بہکنے والے ہین۔ آمین۔
"کہدو کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اوس
سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی
اوسکے برابر ہے۔
" اللہ بڑا ہے۔ مین اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون
مین اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون۔ مین اپنے اعلیٰ
رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون۔
" اللہ اوس کو سنتا ہے جو اسکی تعریف کرتا ہے۔
اے میرے خدا تعریف تیرے لئے ہے۔ اللہ بڑا ہے۔
مین اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون۔
مین اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون۔ مین اپنے اعلیٰ
رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون۔ اللہ بڑا ہے۔

مین خدا کی قوت سے اٹھتا بیٹھتا ہون - اللہ بڑا ہے - مین
اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون - مین اپنے اعلیٰ رب کی
پاکی کی ثنا کرتا ہون - مین اپنے اعلیٰ رب کی پاکی کی ثنا کرتا ہون
"مین اللہ اپنے رب کی معافی چاہتا ہون - مین اوسکے سامنے
توبہ کرتا ہون - اللہ بڑا ہے -
تمام عبادت زبان کی اللہ کے لیے ہی اور نیز تمام عبادت جسم کی اللہ
کے لیئے ہے - اور خیرات بھی -
" اللہ کی سلامتی تجھپر ہو یا رسول اللہ اور اللہ کی رحمت اور برکت
تجھہ پر ہو -
سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک چاکرون پر -
" مین شہادت دیتا ہون کہ کوئی معبود نہین ہے سواے اللہ کے -
یا اللہ تیرے لیئے تعریف ہو - اور تو بڑا ہے -
" یا اللہ ہمارے رب ہمکو اس زندگی کی برکتین اور حیات ابدی
کی برکتین عطا کر -
ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچا -
" اللہ کی سلامتی اور رحمت تیرے ساتھہ ہو "
——— (دیکھو ہیوج صاحب کی اے ڈکشنری اوف اسلام)
یہان بھی ثنا - توبہ - بدی کا خوف - اون مرشدون کے قدمون پر
خواہش جن پر حیات مہربان ہوئی ہے اور جو غلطی نہین کرتے ہین - حیات
وحدانیت پر استدلال - فقیری اور زبان و جسم کا خدا کی حمد اور دولت
خیرات مین استعمال کرنا ہی پائے جاتے ہین -

بدھ مت کی دعا بھی اسی طور پر ایک قسم کے اظہار اور ایک قسم کے اندرونی احساس کا مرکب ہے جس مین اظہار اعتقاد کا ہے اور احساس مقصد اور سرگرمی کا ہے - اعتقاد کے اظہار کے لحاظ سے بدھ مت کی دعا مین بدھ کی بندگی اوسکے پیچھے مارگ اور سنگ کی تعظیم زیادہ تر عبادت اور عظمت دینے کے طور پر ہوتی ہے جو عقائد ایمان کو بھی ساتھ ہی ساتھ ظاہر کرتی ہے - اور مقصد اصلی کے احساس کے معنی مین وہ اخلاقی کمزوریون کے دور کرنیکے لیئے کوشش کے مصمم ارادہ یا عہد کی شکل کو اختیار کرتی ہے (دیکھو ای - آر - ای جلد ۱۰ - صفحہ ۱۶۷) -

اس کے مقابلہ مین ہندو گایتری ایک نہایت سادہ چیز ہے: -

"دہم دہیان کرتے ہین اوس آسمانی زندہ کرنے والے (سورج) کے جلال پر - وہ ہماری سمجھ کو کھولے"

یہ دعا سورج سے روشنی اور علم کے لیئے مانگی جاتی ہے - اور سورج کی عبادت کا مفہوم اپنی ہی آتما (روح) کی عبادت کا ہے کیونکہ میترائن اپنشد مین ایسا لکھا ہے کہ

"سورج بیرونی آتما ہے اور پران (حیات) اندرونی آتما ہے - ایک کے کام کی دوسرے کے کام سے مطابقت مانی گئی ہے - اس لیئے سورج پر مثل اوم ([illegible]) کے بچار کرو اور اوسکو آتما سے منسوب کرو" (پی - ایچ - بی جلد ۱ صفحہ ۲۷۳) -

پارسیون کی دعا کا ذکر پہلے لکچر مین آچکا ہے - اوسکا ترجمہ حسب ذیل ہے:

"چونکہ اہو (آسمانی رب) کا انتخاب ہونا ہے -

اس لیئے رتو (دنیاوی مرشد) ہر طرح کی قانونی لیاقت سے

من کی نیکی کا پیدا کرنے والا ہونا چاہیئے۔
اور زندگی کے افعال کا جو مژدہ کے لیئے کیئے جائیں۔
اور بادشاہت اہورا کی ہو
جس نے اہویا رتو کو بیچارگان کا مددگار مقرر کیا ہے" (ای آر۔ ای جلد ا۔ صفحہ ۲۳۸)۔

ہوگ صاحب اپنی کتاب دی الیسیز اون پارسیز کے صفحہ ۱۴۱ پر اس کا مطلب اور بھی زیادہ صاف طور سے ذیل کے معنی مین لکھتے ہین:۔
"چونکہ آسمانی رب کا انتخاب ہوتا ہے۔
ایسے ہی ایک دنیاوی مرشد کو نیک خیالات کا دینے والا و نیک اعمال زندگی کا جو مژدہ کے لیئے کیئے جاوین بتانے والا ہونا چاہیئے
اور بادشاہت اہورہ کے لیئے ہے جس کو مژدہ نے بیکسون کا مددگار مقرر کیا ہے"

یہان بھی نعمتون کے حصول کے لیئے بھیک مانگنے کا کوئی سوال نہین ہے بلکہ صرف آسمانی رب یا رہبر اور دنیاوی مرشد کے روحانی اوصاف کا ہے۔
پس یہ ظاہر ہے کہ لفظ دعا ان دعائیہ مضامین کے تعلق مین ایک بے معنی لفظ ہے اور زمانہ قدیم مین اوسکے معنے کبھی نعمتون یا بخششون کے لئے بھیک مانگنے کے نہ تھے۔

چوتھے امر کی نسبت یعنے دعا کیونکر مانگنی چاہیئے یہ ظاہر ہے کہ روزانہ دھیان (تصور) مین وہ سب باتین شامل ہونی چاہئین جو اعتقاد اور نیکی اور من کی شانتی کے بڑہانے والی ہین۔ اب اعتقاد دل پر اس خیال کے جمانے سے کہ روح خود پرماتما ہے اور اون بزرگون کی سوانح عمری کو جو خود

پرماتما ہوگئے ہیں عزت اور تعظیم کے ساتھ پڑھے ہوئے پڑھتا ہے - نیکی گناہ سے
بچنے سے حاصل ہوتی ہے یعنے اپنے گناہوں کا اقبال کرنے سے اور اونسے توبہ
کرنے سے اور شانتی راگ (رغبت یا دلبستگی) اور دویش (نفرت) کے
دل سے نکال ڈالنے سے اور جسمانی خواہشوں اور شہوتوں کے غارت کرنے سے
یہ سب باتیں جین مت کے سامائک میں مدنظر رکھی گئی ہیں جو اس وجہ سے
دہیان کرنے کا عمدہ ترین طریقہ ہے -

مجھے اب اس مضمون پر زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے - میں اسے بھگوان
امت گتی اچاریہ کے سامائک پاٹھہ کو جو عمدگی عبارت کے لحاظ سے بھی ایک
بہت اعلیٰ درجہ کی تحریر ہے پیش کرکے ختم کرونگا - اس پاٹھہ کا انگریزی میں
ترجمہ بابو اجیت پرشاد صاحب نے ۱۹۱۵ء میں کیا تھا اور میں نے اس سے بہت
کم اختلاف کیا ہے -

۱ - ہے پرماتما [حیات] - مجھے ایسا بناوے کہ میں سب جانداروں سے محبت
رکھوں ہنرمندوں کی صحبت میں خوشی ہوں اُن پر جو تکلیف میں ہیں رحم کروں
اور مخالفوں کے ساتھہ برداشت کو عمل میں لاؤں -!

۲ - ہے جنیندر - آپ کے فضل سے مجھہ میں وہ طاقت پیدا ہو جاوے
کہ میں بےعیب اور اننت شکتی دا مے آتما کو جسم سے اس طور سے
الگ کرسکوں جیسے میان سے تلوار الگ کیجاتی ہے -!

۳ - ہے ناتھہ - میرا من موہ کو بالکل غارت کرکے سب حالتوں میں سکھہ
اور دکھہ میں دوست و دشمن میں گھر اور جنگل میں نفع و نقصان میں مناسب
اور نامناسب میں ہمیشہ یکساں رہے -!

۴ - ہے پربھو - آپ کے چرن میرے دل میں تاریکی کو مٹانے والے دیپک

کی طرح ہمیشہ ایسے بنے رہیں گویا وہ وہان نقش ہو گئے ہون کھود دیئے گئے ہون قایم ہو گئے ہون کیل دیئے گئے ہون یا جڑ دیئے گئے ہون -!

۵- ہے ناتھ - اگر ادھر اودھر پھرتے میں میں نے کسی ایک یا زیادہ اندریوں والے ذی روح کو چوٹ پہونچائی ہو کاٹ ڈالا ہو یا کچل دیا ہو یا ٹل دیا ہو تو وہ برا کام میرا اچھا کیا جاوے!

۶- ہے پربھو- اگر موکش کا مارگ چھوڑ کر میں نے کام کے بس میں بیوقوفی سے اپنے چارتر کو بھنگ کیا ہو تو ایسی میری خطائیں باطل ہون -!

۷- من سے بچن سے یا شریر سے یا کام کے بس کیئے ہوئے اوس پاپ کو جس سے سنسار کی سب برائیان پیدا ہوتی ہیں میں آتم گیان پشیمانی اور اپنے کو لعنت ملامت کرنے سے اسی طرح ناش کرتا ہون جس طرح کوئی عقلمند آدمی منتروں کے زور سے سانپ کا زہر اوتارتا ہے -!

۸- ہے جن - جہالت میں پڑ کر جو کچھ میں نے اتی کرم - ویتی کرم - اتی چار یا اناچار کیا ہے اوس سے میں پاکیزگی کے ذریعہ آزاد ہوتا ہون -!

۹- ہے پربھو [میں جانتا ہون کہ] من کی پاکیزگی کے گندہ کرنے کو اتی کرم کہتے ہیں شیل برتوں کے توڑنے کو ویتی کرم کہتے ہیں - لذات دنیا میں پھنسنے کو اتی چار کہتے ہیں اور اون میں بالکل لپت ہو جانیکو اناچار کہتے ہیں -

۱۰- ہے سرسوتی دیوی - اگر میں نے کوئی ایسی بات کہی ہو جس میں مطلب ماترا لفظ یا کلام کا نقص ہو تو مجھے معاف کر اور مجھے پورا گیان دے -

۱۱- ہے [جن بانی] دیوی - تم چنتامنی کی طرح خواہشات کو پورا کرنے والی ہو لہذا میں تمہاری پوجا کر کے دانش من پر قابو خیال کی پاکیزگی - آتم سروپ کی پراپتی اور ہمیشہ کی کامل خوشی حاصل کرون -!

۱۲- جسکی یاد سب سادہون کے گروہ کرتے ہین جسکی بھگتی سب راجہ مہاراجہ کیا کرتے ہین - وید پوران اور شاستر جس کے گن گایا کرتے ہین وہ دیون کا دیو میرے دل مین باس کرے!

۱۳- جس کا سوبہاؤ گیان اور سکھہ ہے - جو دنیا کے سب دوشون سے دور ہے - جو سمادہی مین جانا جاتا ہے اور جو پرماتما کہلاتا ہے ایسا دیون کا دیو میرے دل مین باس کرے!

۱۴- جو دنیا کے سب دکہون کو دور کرتا ہے - جو سب باطنی احوال کو جانتا ہے اور جس کو یوگی تپسوی دیکھہ سکتے ہین ایسا دیون کا دیو میرے دل مین باس کرے!

۱۵- جسنے مکتی کا مارگ دکھلایا ہے - جو جنم مرن سے جو گناہ سے ہوتے ہین آزاد ہے - جو تینون لوکون کو دیکھتا ہے اور جو بے جسم اور بے عیب ہے ایسا دیون کا دیو میرے دل مین باس کرے!

۱۶- جسمین رغبت و نفرت وغیرہ نہین ہین جن مین سب مجسم ہستیان پہنسی ہوئی ہین جس کے گیان کا اندازہ نہین ہو سکتا ہے اور جو بغیر اندریون کے ہے - ایسا دیون کا دیو میرے دل مین باس کرے!

۱۷- جو تمام جیون فائدہ کا کارن ہونیکے باعث سب جگہہ موجود ہے - جو کامل ہے - ہمہ دان ہے - جس نے سب کرمون کو ناش کر ڈالا ہے اور جس کا دہیان کرنے سے سب آفات ٹل جاتے ہین - ایسا دیون کا دیو میرے دل مین باس کرے!

۱۸- مین اوس پرم دیو کی پناہ لیتا ہون جسکو کرمون کا میل کسی طور سے چہو نہین سکتا ہے جیسے تاریکی کا جھنڈ آفتاب کو نہین چہو سکتا ہے - جو بے عیب ہے امر ہے اور ایک ہے اور انیک ہے!

۱۹- مین اوس پرم دیو کی پناہ لیتا ہون جو اپنی آتما مین قائم ہوا گیان کا پرکاش کرتا ہے اور عالم کو اسطور پر روشن کرتا ہے کہ آفتاب نہین کر سکتا!

۲۰- مین اوس پرم دیو کی پناہ لیتا ہون جسکے دیکھنے سے سنسار اسطور صاف طور سے دکہائی

دینے لگتا ہے - جو پوتر - مبارک - شانت اور بغیر ابتدا اور انجام کے ہے - !

۲۱ - مین اوس پرم دیو کی پناہ لیتا ہون جسنے خواہش - غرور - غفلت - تکلیف - خواب - عم اور فکر کو ایسے جلا دیا ہے جیسے کوئی جنگل آگ سے جلجاوے - !

۲۲ - دہیان کرنیکے لیئے پتہر - گہاس - یا لکڑی یا مٹی کی چوکی ضروری نہین ہے عقلمندونکے لیئے آتما خود پوتر آسن ہے جسنے اپنے دشمنون یعنے خواہشات و جذبون کو مغلوب کر لیا ہے - !

۲۳ - اے دوست آتم دہیان کے لیئے نہ کسی آسن کی نہ لوک پوجا کی اور نہ مجموعی عبادت کی ضرورت ہے - اپنے دل سے باہری چیزون کی خواہشات کو نکال دے اور ہر وقت اپنے ہی تصور مین مشغول رہ - !

۲۴ - کوئی بیرونی شئے میری نہین ہے - مین کبھی اونکا نہ ہون گا ایسا بچار کر اور بیرونی چیزون سے قطع تعلق کر - اور اے دوست اگر تو نجات کا متلاشی ہے تو اپنے آپ ہی مین قایم رہ - !

۲۵ - تو جو اپنے کو اپنی آتما مین دیکھتا ہے پاک ہے اور درشن اور گیان مجسم ہے جو سادہو من کو ایکسو کرتا ہے وہ سمادہی کو پراپت ہوتا ہے خواہ وہ کہین ہو - !

۲۶ - میری آتما ہمیشہ سو بہاؤ سے ایک - نیتہ - پاک اور ہمہ دان ہے - باقی سب چیزین میرے باہر ہین - فانی ہین اور کرمون سے پیدا ہوئی ہین - !

۲۷ - جو خود اپنے جسم ہی سے یگانہ نہین ہے اوسکا رشتہ لڑکے بیوی یا دوستون سے کیسے ہو سکتا ہے - اگر جسم کی کہال اتار لیجاوے تو اوسکے ساتہہ لگے ہوئے سوراخ جسم مین کیسے رہسکتے ہین - !

۲۸ - جسم کے تعلق کی وجہ سے آتما کو بہت طرح کے دکہہ اٹہانے پڑتے ہین اسلیئے جو کوئی موکش کو حاصل کرنا چاہتا ہے اوسکو من سے بچن سے اور فعل سے جسم کے تعلق کو توڑ دینا چاہیئے - !

۲۹ - اپنے تمین شبہون سے جنکے باعث تو جنگل روپی سنسار مین بہٹک رہا ہے کر

اپنے تئین علیحدہ اور پرماتما کے دھیان مین لین جان ۔!

۳۰۔ انسان جو کچھہ نیک و بد کام اپنے گذشتہ جنم مین کرتا ہے اونہین کا پہل اس جنم مین پاتا ہے ۔ اگر یہ مانا جائے کہ اس جنم مین یہ سب کسی دوسرے کا دیا ہوا ہے تو بلا شک اپنے کیئے ہوئے کرم بے اثر ٹہیرے ۔!

۳۱۔ " اپنے کرمون کے علاوہ اور کوئی کسی کو کچھہ نہین دیتا ہے " اس کا نشچے من سے بچار کر اور اس خیال کو چھوڑ دے کہ کوئی اور دینے والا ہے ۔!

۳۲۔ جو لوگ پرماتما کا سدا دھیان کرتے ہین جسکی بندگی است گتی کرتا ہے ۔ جو ہر چیز سے علیحدہ ہے اور جو پورے طور سے حمد کا مستحق ہے وہ اوس اعلیٰ خوشی کو حاصل کرتے ہین جو نجات مین ملتی ہے ۔!

اب مین قربانی کے مسئلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہون جو اب بھی بہت سے مذاہب مین رایج ہے ۔ اس موقع پر اتنا وقت میرے پاس نہین ہے کہ مین اس بے دردی کی رسم کی ابتدا کا پتہ لگاؤن لیکن ہم یہ بات دیکھینگے کہ اُن ۔ مسائل مین سے ہے جنکے سمجھنے مین انسانون نے سخت غلطی کہائی ہے ۔ اس امر پر زیادہ تقریر کرنیکی ضرورت نہین اونہین لوگون کی مقدس کتب کے چند حوالہ جو قربانی کرتے ہین غلط فہمی کے دور کرنے کے لیئے کافی ہونگے ۔

پرانے عہدنامہ انجیل کی ذیل کی آیات قربانی کے احکام کی تعبیر مین بڑی مدد دیتی ہین ۔

(۱) " کیا خداوند سوختنی قربانیون اور ذبیحون سے خوش ہوتا ہے یا اس سے کہ اوس کا حکم مانا جاوے ۔ دیکھو کہ حکم ماننا قربانی چڑہانے اور شنوا ہونا مینڈہون کی چربی سے بہتر ہے " (۱ سیموئیل ۔ باب ۱۵ آیت ۲۲)

(۲) "مین تیرے گہر کا بیل نہ لونگا نہ تیرے باڑہ کا بکرا۔
" کیونکہ جنگل کے سب جانور میرے ہین اور کوہستان کے حیوانات ہزار در ہزار۔
" اگر مین بہوکا ہوتا تو تجہہ سے نہ کہتا۔ کہ دنیا اور اوسکی معموری میری ہین
" کیا مین بیلون کا گوشت کہاؤنگا اور اونکا خون پیونگا۔
" تو شکر گذاری خدا کے آگے پیش کر۔ اور حق تعالی کے روبرو اپنے
نذرون [نذرون = بسسں ۷] کو پورا کر"
——— (زبور ۵۰ آیات ۱۴-۹)۔
(۳) " اے خداوند میرے لبون کو کہولدے تو مونہہ تیری ستایش کریگا
" کہ تو ذبیحے سے خوش نہین ہوتا نہین تو مین دیتا۔ سوختنی قربانی مین تیری خوشنودی نہین ہے"
——— (زبور ۵۱۔ آیات ۱۶-۱۵)۔
(۴) " خداوند کہتا ہے تمہارے ذبیحون کی کثرت سے مجہے کون کام۔ مین مینڈہون کی سوختنی قربانیون سے اور فربہ بچہڑون کی چربی سے سیر ہون اور بیلون اور بہیڑون اور بکرون کا لہو نہین چاہتا ہون۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
" اب آگے کو جہوٹے ہدیہ مت لاؤ۔ لوبان سے مجہے نفرت ہے نئے چاند اور سبت اور عیدی جماعت سے بہی۔ کہ مین عید اور بدینی دونون کی برداشت نہین کرسکتا ہون۔
" میرا جی تمہارے نئے چاندون اور تمہاری عیدون سے بیزار ہے۔ وہ مجہہ پر بوجہہ (کیطرح تکلیف دہ) ہین۔ مین اونکو برداشت کرنیسے تہک گیا ہون۔

"جب تم اپنے ہاتھ پھیلاؤگے تو مین تم سے اپنی آنکھین چھپاؤنگا۔ ہان جب تم دعائین مانگوگے تو مین نہ سنونگا۔ تمہارے ہاتھ لہو سے بہرے ہوے ہین"

——— یسعیاہ نبی۔ باب ۱۔ آیات ۱۵۔۱۱)۔

(۵) "وہ جو بیل کو ذبح کرتا ہے ایسا ہے جیسے اُسنے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ اور وہ جو ایک برہ قربان کرتا ہے ایسا ہے جیسے اسنے ایک کتے کی گردن کاٹ ڈالی ہو۔ جو قربانی چڑہاتا ہے ایسا ہے جیسے اوسنے سور کا خون چڑہایا ہو۔ وہ جو لوبان جلاتا ہے ایسا ہے جیسے اُسنے ایک بت کو مبارک کہا ہو۔ ہان اونہون نے اپنی اپنی راہین چن لین ہین اور اونکے دل اونکی نفرت آمیز بداعمالیون مین مسرور ہین"

——— یسعیاہ نبی۔ باب ۶۶۔ آیت ۳)۔

(۶) مین نے رحم کی خواہش کی تہی نہ قربانی کی۔ اور خداشناسی کا طالب ہوا تہا بہ نسبت سوختنی قربانیون کے۔

——— (ہوسیع نبی باب ۶۔ آیت ۶)۔

(۷) "کس فائدہ کے لیئے سبا سے لوبان اور ایک دور ملک سے خوشبودار اوکہہ میرے لیئے آتے ہین۔ تمہاری سوختنی قربانیان مجھ پسند نہین ہین اور تمہارے ذبیحے خوش نہین آتے"

——— (یرمیاہ نبی۔ باب ۶۔ آیت ۲۰)۔

(۸) "وے میرے ہدیون کی قربانیون کے لیئے گوشت چڑہاتے ہین اور کہاتے ہین۔ خداوند اونکو قبول نہین کرتا۔ اب وہ اونکی برائی یاد کریگا اور اونکے گناہون کی اونکو سزا دیگا۔ وے مصر [قید] کو پہر جاوینگے"

——— ہوسیع نبی۔ باب ۸۔ آیت ۱۳)۔

(۹) "مین تمہاری عیدون کو مکروہ جانتا ہون اور اُنسے نفرت رکہتا ہون - اور مین تمہاری مقدس جماعتونکی بو نہین سونگہونگا -
"اور تم ہر چند سوختنی قربانیون اور ہدیون کو میرے لیئے گذرانو مین اونہون قبول نہ کرونگا اور تمہارے موٹے بیلون کو شکرانہ کی ہدیہ کی طرف متوجہ نہین ہونگا"

——— (اموس نبی - باب ۵ - آیات ۲۱ و ۲۲) -

(۱۰) "رب الافواج - اسرائیل کا خدا یون فرماتا ہے کہ اپنے ذبیحون مین اپنی سوختنی قربانیون کو بہی بڑہاو اور گوشت زہر مار کرو -
"کیونکہ جس دن مین تمہارے باپ دادون کو مصر کی زمین سے نکال لایا مین نے اونہین سوختنی قربانی کرنیکی ہدایت نہین کی اور نہ ذبیحہ کے لیئے کوئی احکام دیئے -
"بلکہ مین نے صرف اتنا ہی کہہ کر اونہین حکم دیا کہ میری آواز کے شنوا ہو اور مین تمہارا خدا ہونگا اور تم میرے لوگ ہوگے - اور تم اون سب طریقون پہ چلو جو مین تمہین فرماؤن تاکہ تمہارا بہلا ہووے"

——— (یرمیاہ نبی - باب ۷ - آیات ۲۱ تا ۲۳) -

(۱۱) "ذبیحہ اور ہدیہ کو تو نے نہین چاہا - تو نے میرے کان کہولے سوختنی قربانی اور گناہ کی قربانی کا تو طالب نہین ہے"

——— (زبور ۴۰ - آیت ۶) -

(۱۲) "مین گیت گاکے خدا کے نام کی حمد کرونگا اور شکر گذاری کرکے اوسکی بڑائی کرونگا -
"اِس سے خداوند بیل اور بچہڑے کی نسبت جنکے سینگ اور کہر

زیادہ خوش ہوگا"

———— (زبور ۶۹ - آیات ۳۱ - ۳۰) -

(۱۳) "خدا کے (اصلی) ذبیحے غرور کی شکستگی ہین اے خدا تو ایک خاکسار اور تایب دل کو نفرت کی نظر سے نہین دیکھیگا"

———— (زبور ۵۱ - آیت ۱۷) -

(۱۴) "مین کیا لیکر خداوند کے حضور مین آؤن اور خدا تعالی کے آگے کیونکر سجدہ کرون - کیا سوختنی قربانیون اور ایک سالہ بچھڑون کو لیکر اوسکے آگے آؤن -

"کیا خداوند ہزارون مینڈھون سے یا تیل کے دس ہزار دریاؤن سے خوش ہوگا - کیا مین اپنے پہلوٹھے لڑکے کو اپنے گناہ کے عوض اپنے جسم کے پہل کو اپنی روح کے گناہ کے کفارہ مین دیدون -

"اے انسان اوسنے تجھے وہ دکھلایا ہے جو کچھ کہ بھلا ہے اور خداوند تجھ سے اور کیا چاہتا ہے سوائے اسکے کہ تو انصاف کرے اور رحمدلی سے الفت رکھے اور اپنے خدا کے ساتھ فروتنی سے چلے"

———— مائیکاہ نبی - باب ۶ - آیات ۶ تا ۸ -

یہ خود انجیل مقدس کے پرانے عہد نامہ کی آیات ہین اور انکے پڑھنے کے بعد من ہین اس امر کا شبہہ نہین رہتا ہے کہ قربانی کے احکام کے بارہ مین شاسترون کے لفظی معنی لگانے مین سخت غلطی سرزد ہوئی ہے - کیونکہ یہ احکام کبھی لفظی مفہوم مین نہین لکھے گئے تھے نئے عہد نامہ مین اس بد قسمت غلطی کو رفع کیا گیا ہے "مین رحم کا طالب ہون نہ کہ قربانی کا" (دیکھو متی کی انجیل باب ۹ - آیت ۱۳) - یہ نئی انجیل کا پیغام الفت ہے پارسیون کے مذہب مین بھی گوشت کے ہدیے ممنوع ہین - شایست لاشایست

(دیکھو باب ۱۱ - آیت ۵) مین لکھا ہے کہ

"ایسے ہی لوگ ہوئے ہین جنہون نے حفاظت کا ذکر کیا ہے اور ایسے ہی کہ جنہون نے گوشت کی قربانیون کا - جس کسی نے حفاظت کا ذکر کیا ہے وہ ایسا ہے کہ جسنے خوب کہا ہے اور جس کسی نے گوشت کی قربانیون کا ذکر کیا ہے وہ ایسا ہے جس نے ہر بات قابل تعریف نہین کہی ہے "

——————(ایس - بی - ای - جلد ۵ - صفحات ۲۲۸ - ۲۲۷)

اسی کتاب مین یہ بہی کہا ہے (دیکھو باب ۱۰ - آیت ۴۴ - ۳ - اور ایس - بی - ای - جلد ۵ - صفحہ ۲۳۲) -

"قاعدہ یہ ہے کہ گوشت کے اوپر جبکہ اوس مین سے بدبو یا سڑاند نہ بہی نکل رہی ہو دعا نہین مانگی جاتی ہے "

جب ہم اسلام کی طرف متوجہ ہوتے ہین تو اس مین شبہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ محمد قربانی کے مسئلہ کی حقیقت سے واقف تھا مگر وہ اپنے ہمقوم لوگون کے غضب کو نہین بہڑکانا چاہتا تھا - اس لیئے اوسنے قربانی کے مسئلہ کے اصلی مفہوم کو کنایہ مین بتانے پر قناعت کی اور اس طور سے علانیہ اوسکے خلاف نہین کہا جیسا کہ انجیل کے نئے عہد نامہ مین کہا گیا ہے - قرآن شریف کے بائیسوین باب مین لکھا ہے کہ

"اونٹون کی قربانی ہمنے تمہارے لیئے تمہاری اطاعت کی علامت بنائی ہے .... اون کا گوشت خدا کو قبول نہین ہے اور نہ اونکا خون - بلکہ تمہاری نیکی اسکو قبول ہے "

زبان کے لیئے اس سے زیادہ صاف اور تیز تر ہونا ناممکن ہے - لیکن افسوس ہے کہ اہل عرب کے اوپر اس کا کچھہ اثر نہ ہوا - اور جیسے کہ انجیل کے پرانے

عہدنامہ کے پیغمبرون کا کلام یہودیون کے دلون پر موثر نہین ہوا تہا ایسے ہی حضرت محمد کا کلام عربون کے دلون کو نہ بدل سکا - انسان اپنی جہالت مین ہی الو کہا ہی ہے - وہ خیال کرتا ہے کہ پاک سے پاک ذات بہی ذبح کئے گئے جانورون کا گوشت کہانے اور اونکا خون پینے کا خواہشمند ہے - اسلام کے گاؤکشی کے مسئلہ کا تذکرہ ہم آگے کرینگے ہندو متا مین بہی بلدان کے احکام کی ویسی ہی گوڑھ تعبیر ملتی ہے جیسے اور مذاہب مین پائی گئی ہو - تحت کی چند حوالہ غور طلب ہین -

(۱) "بلدان کرنے والا ہی قربانی کا جانور ہے - خود بلدان چڑہانے والے کو بلدان سورگ پہونچاتا ہے" (دیکہو تیتریہ براہمن ۳-۱۲-۹)

(۲) "بلدان چڑہانے والا ہی جانور ہے" (دیکہو شتپتہ براہمن ۱۱-۱-۸)

(۳) "بالآخر جانور خود بلدان چڑہانے والا ہے" (دیکہو تیتریہ براہمن ۲-۲-۸)

(۴) "بلدان چڑہانے والا فی الواقع خود بلدان کا جانور ہے" (حوالہ سابق ۱-۲۸) -

ہندو مذہب کی خفیہ زبان مین

"دس اندریان بلدان چڑہانے والے ہین - اونکے لذات قربانی کی اشیا ہین اور اونکے لذات کا جلا ڈالنا قربانی کرنا ہے -

دس اندریان یا دیوتا دس قسم کی آگ ہین - چیت (من) بلدان کی کرچھی ہے اور روحانی علم وہ دولت ہے جو قربانی کے کام مین صرف کیجاوے ...... تمس (مادی پن) اس کا دہوان ہے اور رجس (حرکت) اسکی راکہہ ہے -

"جوگ کے جگ کا راز یہ ہے - چار قسم کے بلدان چڑہانے والے مانے گئے ہین - پانچ اندریان اور من اور بدہی سات کا دن

یا کرم ہین۔ اونکے افعال کرم ہین۔ اونکے پیچھے روح ہے جو فاعل
یا کرتا ہے۔ جب کوئی تنفس ان ساتون سے تعلق رکہتا ہے تو
نیکی اور بدی اُسپر اپنا اثر جاتی ہین ورنہ وہ موکش یا نجات کے
لیئے واقعی کارن بنجاتی ہین"
ــــ دیکھو پی۔ ایچ۔ بی۔ جلد ۲ صفحات ۶۲۹-۶۳۸ اور
نیز ۶۳۶-۶۳۴)۔

چہندوگیہ اپنشد کے بموجب (دیکھو باب ۳۔ آیت ۱۷):۔

"سختی کا برداشت کرنا۔ خیرات۔ انکساری۔ اہنسا (کسی کو
ایذا نہ پہونچانا) اور راستگفتاری اسکی دچہنا ہے (یعنے موکش
کے طالب کو ان چیزون کو نفس امارہ کو مار کر حاصل کرنا چاہیے)"

تب تو وہ خواہشات کی قربانی تہی جو جگ کا اصلی مطلب تہا نہ کہ بیچارے بے کس
و بیزبان جانورونکا بے رحمی سے مارنا کہ جن کا خون مارنے والے کی روح کے
اوپر بُرے کرمون کے ایک سخت غلیظ لیپ کی طرح بنجاتا ہے اور اوسکو انجام کار
ایسی درگتیون مین کہینچ لے جاتا ہے کہ جکا خیال کرنے ہی سے رونگٹے کہڑے
ہوتے ہین۔ اون بیشمار گہوڑون۔ گایون۔ بہینسون۔ بیلون۔ اور بکرون کے
خیال کرنے سے کہ جنکی جانین انسان کی جہالت کی بدولت مفت ضایع گئین دل
کانپ اوٹہتا ہے۔ گہوڑا جسکی قربانی کرنی تہی وہ ہمارا من ہے۔ گائے خواہشات
نفسانی یا نفس۔ بہینسہ کفر۔ بیل جہالت یا غرور اور بکرا ناکاری ہے۔ انمین
سے گائے کے اوپر زمانہ حال مین ہندوستان کے ہندو مسلمانون مین خوب
خون ریزیان ہوئی ہین۔ تاہم گائے محض ایک علامت اندریون کی ہے یعنے
خواہشات کی جنکو اسلام مین مجموعی طور پر نفس کہا ہے۔ اسلامی بندش خیال مین

نفس کو کتے سے بہی تشبیہ دی ہے جو سب سے زیادہ ناپاک جانور ہے - کیونکہ کتا ہر چیز کو خواہ وہ پاک ہو یا ناپاک کہاتا ہے اور ہر چیز مین مونہہ ڈالدیتا ہے اور نفس کی بہی ایسی ہی حالت ہے - درویش لوگ دنیاداروں کو اُنکی نفس پرستی کے باعث سگ دنیا کے لقب سے نامزد کرتے ہین - اس ہی نفس امارّہ کو قربانی کی خفیہ تعلیم کی اغراض کے لیئے گائے سے تشبیہ دی گئی ہے - قرآن شریف مین اس قربانی کا موقع اس طور پر بیان کیا گیا ہے -

"اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو تو اونہون نے جواب دیا کہ کیا تم ہمسے مذاق کرتے ہو - | ۱

"موسیٰ نے کہا کہ خدا کی پناہ کہ مین جاہل بن جاؤن -

"انہون نے کہا کہ ہماری خاطر اپنے رب سے دریافت کر کہ وہ ہمارے لیئے بیان کرے کہ وہ کیا (شے) ہے - | ۲

"موسیٰ نے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جو نہ بوڑہی ہے نہ بچہیا ہے - ان دونون مین بیچ کی عمر کی ہے - پس کرو تم جس کا تم کو حکم دیا جاتا ہے - | ۳

"اُنہون نے کہا کہ تو اپنے رب سے ہمارے لیئے دریافت کر کہ وہ بیان کرے کہ اوسکا رنگ کیسا ہے - | ۴

"موسیٰ نے کہا کہ وہ فرماتا ہے کہ

"اوسکا رنگ سرخ (لفظی معنے مین زرد) ہے بہت گہرا سرخ ہے - دیکہنے والے کو اُس کا رنگ بہلا لگتا ہے - | ۵

"وہ بولے کہ دریافت کر ہماری خاطر اپنے رب سے کہ وہ ہمارے لیئے بیان کرے کہ وہ کیا (شے) ہے کیونکہ گائین ہمارے لیئے سب ایکسان ہین اور ہم اگر خدا نے چاہا تو | ۶

	ضرور رہبری پا دین گے۔
۷	"وہ موسیٰ نے جواب دیا کہ وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جو نہ زمین جوتنے کے لیئے نکالی گئی ہے نہ کھیت سینچنے کے لیئے۔ صحیح وسالم ہے۔ اوس مین کوئی نقص نہین ہے۔
۸	"انہون نے کہا اب تم ٹھیک پتہ لائے۔ تب اونہون نے اوسکو قربان کیا۔
۹	"تاہم وہ ایسا نہ کرنے کے قریب تھے۔
۱۰	"اور جب تمنے ایک شخص (نفس = روح) کو قتل کیا۔
۱۱	اور اسکی بابت آپس مین بحث مباحثہ کیا۔
۱۲	"اللہ نے اوسکو ظاہر کیا جس کو تمنے چھپایا تہا۔ کیونکہ ہمنے کہا کہ وہ جسم کو قربان شدہ گائے کے حصہ سے چھواو
۱۳	"ایسے خدا نے مردہ کو زندہ کیا۔
۱۴	"اور اپنی علامات دکہاتا ہے۔
۱۵	"تاکہ شائید تم سمجھ جاؤ۔"

سرخ بچھیا کی قربانی کی یہ روائیت ہے۔ اور یہ واقعی ایک عجیب داستان ہے جو غائیت درجہ کی نازک خیالی و فکر کی رسائی کو ظاہر کرتی ہے اور پُر اسرار ہے۔ مین نے اسکے ضروری حصون کے نیچے خط کہینچ دیئے ہین اور مقابل مین حاشیہ پر اونکا نمبر ڈالدیئے ہین جن کی تشریح حسب ذیل ہے۔

(۱) نمبر ایک مین تعجب کا اظہار ہے۔ یہودیون کا قدیم خدا کہ جس سے وہ اچھی طرح واقف ہین ایک گائے کی قربانی چاہتا ہے مگر تاہم اُس کا حکم ہنسی اور تعجب کے ساتہہ سنا جاتا ہے "کیا تم مذاق کرتے ہو!!"

مگر اس محو لبازی پر نہ تو خدا اور نہ موسیٰ ہی ناخوش ہوتے ہین۔ موسیٰ مخول نہین کرتا ہے۔
خدا کی پناہ۔ کیا یہ معاملہ مذاق کا ہے!
(۲) یہودی لوگ اب پوچھتے ہین کہ وہ کیا (شئے) ہے یہ سوال خود ہی بہت پرمعنی ہے
گائے کی قربانی سے تمہارا کیا مطلب ہے! خدا تو جانداروں کا نگہبان ہے اور تم
کہتے ہو کہ وہ قربانی کا طالب ہے۔ اگر یہ مذاق نہین تو اور کیا ہے۔
(۳) وہ ایک گائے ہے جو نہ بڈہی ہے نہ جوان ہے بلکہ دونون کے درمیان کی عمر کی ہے!
(۴) یہودی لوگ پہر پوچھتے ہین ہمکو اوس کا رنگ بتاؤ!
(۵) سُرخ (زرد) خوب گہرا سرخ جو دیکھنے والے کو بھلا معلوم ہوتا ہے! موسےٰ
جواب دیتا ہے۔
(۶) پہر بھی یہودی پوچھتے ہین کہ وہ کیا ہے! ہمارے لیئے گائین سب برابر ہین!
(۷) وہ گائے مقصود ہے جو زمین جوتنے یا کھیت کے سینچنے مین نہین لگائی گئی ہو۔
جو صحیح سالم و بے عیب ہو! موسیٰ کا جواب ہے۔
(۸) انجام کار اب لوگون کا اطمینان ہوتا ہے۔ اب تمکو ٹھیک پتہ لگا! موسیٰ امتحان
مین پاس ہوتا ہے۔!
(۹) اب گائے کی قربانی ہوتی ہے تاہم لوگ اوسکے نہ کرنے کے قریب (برابر) ہین۔
(۱۰) موسیٰ کے زمانہ کے "وے" اب "تم" اور "تم نے" سے بدل جاتے ہین۔!
(۱۱) تمنے ایک شخص (لفظی معنی مین نفس یا روح) کو مار ڈالا۔ اور آپس مین بحث
مباحثہ کیا (کہ آیا وہ سب وہم و گمان ہی تو نہ تھا یعنے روح کوئی واقعی چیز بھی ہے کہ
جس کو کوئی مارے)۔
(۱۲) اب مردہ جسم سے ذبیحہ چھوایا جاتا ہے۔
(۱۳) مردہ زندہ ہوتا ہے۔!!!

(۱۴) یہ ایک علامت ہے۔
(۱۵) شاید تم اسکو سمجھو۔
مین خیال کرتا ہون کہ الفاظ کے لیے اس سے زیادہ زور کے ساتھہ اصل مطلب کا
پتہ دینا ناممکن ہے۔ اون کا مطلب صاف ہے۔ جسکے پاس دیکھنے کے لیے آنکھیں یا
سننے کے لیے کان ہون وہ سمجھے۔ وہ گائے جو نہ جُڑا ہیا ہے نہ جوان جو زمین جو
یا کھیت سینچنے کے لیے استعمال نہین ہوتی ہے۔ جو صحیح سالم ہے اور بے عیب ہے جو
گہرے سُرخ رنگ کی ہے جو دیکھنے والے کو بھلی معلوم ہوتی ہے وہ نفس امارہ
جسکی ہستی باہر آتما کے جسم کے نہایت سُرخ خون اور اُس سے بنے ہوئے گوشت
سے وابستہ ہے۔ اس کا رنگ دیکھنے والے کو بھلا لگتا ہے کیونکہ کوئی رنگ ایک
زندہ جسم کے چمکتے ہوے رنگ سے زیادہ خوشگوار نہین ہو سکتا ہے۔ یہ خیال
ایک چینی مجذوب کی کتاب مین بہت عمدگی کے ساتھہ دکھایا گیا ہے جس کے حوالہ
مین قناعت کرون گا۔

"چُنگ نی نے کہا کہ ایک دفعہ جب مین چو کو ایک کام پر بھیجا گیا تھا
تو مین نے چند سؤر کے بچّون کو دیکھا کہ اپنی مردہ مان کا دودھ پی رہا
تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد اونھون نے جلدی جلدی ادھر ادھر دیکھا
اور اوسکو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اونھون نے اس بات کو محسوس کیا کہ
وہ اونکو نہین دیکھتی ہے اور اونکی مانند اب نہین ہے۔ جس چیز کو
وہ اپنی مان مین محبت کرتے تھے وہ اسکی جسمانی شکل نہ تھی بلکہ
چیز تھی جس نے اُس شکل کو زندگی بخشی تھی"

——— (دیکھو ایس۔ بی۔ ای۔ جلد ۳۹ صفحہ ۲۳۰)

رنگ کے بارہ مین مین اتنا کہنا اور مناسب سمجھتا ہون کہ در اصل اوس عربی

جو قرآن شریف مین استعمال ہوا ہے ترجمہ زرد ہے مگر چونکہ کوئی گائے زرد رنگ کی نہین
ہوتی اور بہت گہرے زرد رنگ کی تو یقیناً نہین ہوتی اس لیئے اوسکے لفظی معنی سے
کوئی فرق تعبیر مین نہین ہوتا ہے - کیونکہ ایسی صورت مین گائے مطلوبہ کا زرد رنگ قرآن شریف
کے مفہوم سے گائے کی قوم کو صاف طور سے نکال ڈالتا ہے - شرح کے معنی مین (دیکہو سیل
صاحب کی قرآن صفحہ ۹ عبارت نوٹ زیر صفحہ[1]) اُس کی تعبیر بیان پہلے ہی کیجا چکی ہے
قتل کے الزام کا مطلب کہ جب تم نے ایک آدمی کو مارا (لفظی معنی مین ایک روح کو مارا)
اسطور پر ہے کہ اصلی پُورُش یا جیو کا گلا ظاہری پُورُش یعنی مادہ پرستون کی باہر آتما نے گہونٹا ہے
تو حیات کو مادہ کا نتیجہ یا اثر اور اپنے کو مادی جسم ہی مانتے ہین - اونہون نے گویا روح
کو مار ڈالا ہے اور پہر اوسکی بابت بحث مباحثہ کرتے ہین کہ آیا وہ کوئی شئے ہے یا نہین - آیا
وہ مادہ کی بنی ہوئی تو نہین ہے وغیرہ وغیرہ - خدا (حیات) اب تم کو ایک تعجب خیز معجزہ
دکہاتا ہے - وہ فرماتا ہے کہ ذرہ اوس چیز کو جس کو تم مردہ سمجھے ہو ذبیحہ سے چہوا تو دو -
ایسا کیا جاتا ہے - اور لو دیکہو ذبیحہ کے چہوتے ہی ایک زندہ نور بہڑک کر اوٹہتا ہے اور اپنے
قاتل باہر آتما کو نامزد کرتا ہے نفس امارہ کی قربانی کا ایسا عجیب وغریب اثر ہے -
جون ہی روح اوس سے چہو جاتی ہے دون ہی وہ جی اوٹہتی ہے - ایہ طریقہ ہے جس سے
مردے جی اوٹہتے ہین - شاید کہ تم سمجہو!

- شاید اس سرخ بچہیا کی قربانی کی کل روایت خالی از لطف نہ ہوگی - سیل صاحب کے
ترجمہ مین (دیکہو سیل صاحب کا انگریزی ترجمہ قرآن شریف صفحہ ۹) وہ اس طور پر
دی ہوئی ہے -

"ایک خاص شخص نے اپنی وفات پر اپنے لڑکے کو جو اوسوقت بچہ تہا

---

[1] - ای - آر - ای (جلد ۱ صفحہ ۳۶) مین بہی ایسا لکہا ہے کہ -

"گائے کا لال رنگ خون کے رنگ کی طرف اشارہ کرتا ہے"

اور ایک بچھیا کو جو اسکے بلوغ حاصل کرنے تک صحرا مین پھرتی رہی چھوڑا۔ جب وہ بچہ بالغ ہوا تو اوسکی مان نے اوس کو بتایا کہ وہ بچھیا اوسکی (ملک) ہے اور اوسکو ہدایت کی وہ اوس کو لاکر تین طلائی مہردن کے عوض بیچ لیوے۔ جب وہ نوجوان اپنی بچھیا کو لیکر بازار مین گیا تو اوسکو انسانی شکل مین ایک فرشتہ ملا اور اوسنے اوسکی بچھیا کے چھہ مہر طلائی دام لگائے۔ لیکن اوس نوجوان نے اس قیمت پر بغیر اپنی مان کی اجازت کے بیچنے سے انکار کیا۔ پہر اجازت ملنے پر وہ بازار کو واپس گیا اور فرشتہ سے ملا۔ لیکن اب فرشتہ نے پہلے سے دوچند قیمت لگائی بشرطیکہ وہ اپنی مان سے اوسکا ذکر نکرے لیکن اوس نوجوان نے اس طرح پہ معاملہ کرنے سے انکار کیا اور اپنی مان کو اس مزید قیمت کا حال بتایا۔ اوس عورت نے یہ خیال کرکے کہ وہ شخص کوئی فرشتہ ہے اپنے لڑکے کو پہر اُسکے پاس بہیجا تاکہ اوس سے دریافت کیا جاوے کہ اوس بچھیا کا کیا کرنا چاہیئے۔ اسپر اوس فرشتہ نے اوس نوجوان کو بتایا کہ کچھہ عرصہ کے بعد اوسکو بنی اسرائیل موہنہ مانگے دام دیکر خرید لینگے۔ اور ایسکے بہت ہی تہوڑے عرصہ کے بعد ایسا ہوا کہ ایک اسرائیلی از نام ہمایل اپنے ایک رشتہ دار کے ہاتہہ سے مارا گیا اور اوسنے حقیقت کو چھپانے کے لئے جسم کو اوس مقام سے جہان واقع ہوا تہا ایک بہت دور دراز مقام پر ڈالا۔ مقتول کے دوستون نے کچہہ اور لوگون پر موسیٰ کے روبرو قتل الزام لگایا۔

"لیکن اُنکے انکار کرنے پہ اور اونکو جہٹلانے کے لئے شہادت کے

نہ ہونے پر خدا نے حکم دیا کہ خاص علامتوں والی ایک گائے ذبح کیجائے - لیکن سوائے تیمیم کی گائے کے اور کسی گائے میں وہ علامتیں نہیں پائی گئیں اور لوگوں کو اوسکو اتنی اشرفیاں دیکر جتنی اوسکی کھال میں آسکیں خریدنا پڑا - بعض کا قول ہے کہ اسکے برابر تول کر سونا دیا گیا اور بعض ایسا کہتے ہیں کہ اوس سے دس گنے دام دیئے گئے - اوس گائے کی اونہوں نے قربانی کی اور خدا کے حکم سے مردہ کو اُس کے ایک عضو سے چھوایا جبکہ وہ جی اوٹھا - اور اوسنے اپنے مارنے والے کا نام بتایا - اسکے بعد وہ پہر فوراً مردہ ہوکر گر پڑا۔

یہ حکایت گائے کی قربانی کی ہے جو سیل صاحب کی رائے میں اوس سرخ بچھیا کی روایت سے لی گئی ہے جسکے جلانے کا یہودیوں کی شریعت میں حکم تہا اور جسکی راکہہ اون لوگوں کی پاکیزگی کے لیئے رکہی جاتی تہی جو کسی مردہ نعش کو چھو لیتے تھے یا اوس بچھیا کی روایت سے لی گئی ہے جو ایک لاپتہ قتل کے لیئے ذبح کی گئی تہی (دیکھو سیل صاحب کی قرآن صفحہ ۹) مغربی مصنفوں کا عام خیال انجیل اور قرآن کے اختلاف کے بارہ میں یہ ہے کہ محمد کو یہودیوں کی تاریخ اور روایات سے بہت کم واقفیت تہی اور یہ کہ قرآن میں یہودیوں کے مذہب کے بغیر سمجھے ہوئے عقائد ردو بدل کرکے بہر دئے گئے ہیں - بے شک یہ بات سچ ہے کہ قرآن ایک نئی یا نو ایجاد کتاب نہیں ہے اور اوسکے مضامین کا بیشتر حصہ پہلے کے مذاہب سے لیا گیا ہے جیسا کہ مسٹر ڈیل صاحب نے بخوبی ثابت کر دیا ہے - لیکن قرآن شریف نے اس بات کو کبھی نہیں چھپایا بلکہ علانیہ کہا کہ

"ہر زمانہ میں ایک مقدس کتاب ہوئی ہے" [باب ۱۳] ......

"قرآن ایک نو ایجاد کہانی نہیں ہے بلکہ اپنے سے پیشتر کے

شاستروں کی تائید کرتی ہے" [باب ۱۲] ...... جو کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی ہے کہ جس میں ایک مرشد راز دان نہ ہوا ہو" [باب ۳۔ آیت ۳۵] ....

"میں نصیحت کرنے والی قرآن کی قسم کہتا ہوں کہ تو خدا کا ایک پیغمبر ہے جو راہ راست بتانیکو بھیجا گیا ہے" [باب ۳۶۔ آیت ۳۶]۔

حال کے نکتہ چین بدقسمتی سے مذہب سے بالکل ناواقف ہیں اور لفظی تعبیر کرنے والوں کی طرح شاستروں کی خفیہ بھید والی زبان کے سمجھنے میں سخت جہالت کا اظہار کرتے ہیں۔ شیخ بچھیا کی روایت کوئی تاریخی داستان نہیں ہے جو چرائی یا بدلی جاسکے۔ وہ ہماری کل قوم کا ورثہ ہے اور تمہاری اور میری بھی اتنی ہی ملک ہے جتنی کہ محمد یا بنی اسرائیل کی۔ ہمکو اوسکی مزید زیب و زینت کرنے سے روکنے کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے بشرطیکہ ہم میں ایسا کرنے کی قابلیت ہو۔ ورنہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اوسکو اپنی اولاد تک بغیر رد و بدل کے پہونچا دیں۔

گائے کی حکایت کے بقیہ امور کے تعلق میں وہ شخص[1] جسنے مرتے وقت ایک بچھڑا ایک بچھیا چھوڑی وہ خالص فرد روح ہے جسکی موت سے مراد اوسکا اصلی پرماتما پن کا اوصاف کا زائل ہو جا

[1] یہ خیال میں رکھنے کے قابل بات ہے کہ سناتن دھرم میں روح کو پرش (पुरुष) کہا ہے جسکے معنی مرد کے ہیں۔ روح کی نسبت موت کا خیال اوسکو ذاتی صفات کے زائل ہو جانیکو ظاہر کرتا ہے جو بوجہ مادہ کے اختلاط کے ہوتا ہے۔ اسی معنی میں یسوع کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اسنے ایک شاگرد کو جو اپنے مردہ باپ کو دفن کرنیکے لیئے اجازت چاہتا تھا سرزنش کیکہ تو میرے پیچھے چل اور مردوں کو اپنے مردے گاڑ دینے دے (متی کی انجیل باب ۸ آیت ۲۲) اسکا مطلب یقیناً یہ تھا کہ مردوں کا دفن کرنا اونکے لیئے چھوڑ دینا چاہیئے جو جسمانی لحاظ سے تو زندہ ہیں مگر روحانی لحاظ سے بالکل مردہ یعنی دوسرے الفاظ میں جو اپنے کو روح نہیں جانتے ہیں۔ مردوں کو جلا دینے کا بھی اب ہمکو معلوم ہے یہی مطلب ہے کہ موت پر فتح پا دیں نہ کہ الفاظ کے لفظی معنی میں مردوں کا زندہ کرنا۔

نا پاک روح خالص روح کا پسر اور نفس امارہ کا مالک ہے - یہان فرزندی کا مسئلہ
پہر نئی شکل مین چہپکر آیا ہے - محمد کے پہلے انجیل کے نئے عہدنامہ مین اسکا ذکر آیا ہو
اور اس سے بہی پہلے ہوسیا نبی نے کہا تہا:-

"ہم زندہ خدا کے فرزند ہو" (دیکہو ہوسیا باب ۱- آیت ۱۰) -

اور ہوسیا کے دماغ مین خدا کی فرزندی کے بارہ مین کسی قسم کی خام خیالیان نہ تہین
کیونکہ اوسکے کلام مین یہ بہی آیا ہے کہ

"تاہم مین خداوند تیرا خدا مصر کی زمین سے ہون - اور تو سواے
میرے کسی دوسرے خدا کو نہ جانے گا - کیونکہ سوا میرے اور
کوئی رہبر نہین ہے" (ہوسیا باب ۱۳ - آیت ۴) -

ہندو مت مین بہی یہ آیا ہے کہ سوتری دیبی نے اندر (حیات) کو سراپ دیا
تہا کہ اسکا شہر اور مقام چہن جائیگا اور وہ زنجیرون سے باندہا جائیگا - اسکی ترمیم
گائیتری دیبی نے کی تہی اور کہا تہا کہ اندر کو اوسکا فرزند چہڑائیگا - پس یہ ظاہر ہے
کہ خدا کی فرزندی کا مسئلہ یسوع سے شروع نہین ہوا جسنے اپنے کو یوحنا کی انجیل
کے آٹہوین باب کی چالیسوین آیت مین صاف طور سے انسان کہا ہے - لوقا
(دیکہو باب ۳ - آیت ۲۳) ہمکو بتاتا ہے:-

"اور یسوع خود تیسوین سال مین پہونچا جو کہ یوسف ابن ہیلی کا لڑکا
تہا (جیسا کہ خیال کیا جاتا تہا)"

اس آیت مین بریکیٹس ([illegible]) میرے نہین ہین
بلکہ خود آیت ہی مین پائے جاتے ہین - جو کچہ گڑبڑ یا نافہمی اس مسئلہ کے متعلق آج
کل لوگون کے خیال مین پائی جاتی ہے وہ سب نے واد (नयवाद = لحاظ نسبتی)
کی عدم واقفیت کا نتیجہ ہے - جسم کے لحاظ سے تو انسان ایک خاص شخص کا لڑکا ہے

لیکن روح کے لحاظ سے وہ خود حیات (خدا) ہی کا فرزند ہے - یہی سبب ہے کہ گیانی (عارف کامل) اہل راز کی معمہ والی زبان مین کبھی انسان اور کبھی فرزند خدا کہلاتا ہے۔
اب باپ اور بیٹے کی ہمیشگی کا معمہ بھی جو تثلیث کی تعلیم مین پایا جاتا ہے آسانی سے صاف ہو جاتا ہے - کیونکہ بہ لحاظ اسکے کہ شدھ آتما کرمون سے نجات پانے پر حیات کے پرماتماپن کو ظاہر کرتا ہے وہ فرزند حیات ہے لیکن بلحاظ اس امر کے - شدھ آتما خود جوہر روح ہی ہے جو پہلے ناپاکی کی حالت مین بھی موجود تھا اور وہ اصل ہمیشہ کا ہے وہ خود حیات کا مظہر ہے - اسلیئے فرزند اور باپ دوامی بھی ہوئے -
اب ہم پہر گاے کی روایت کی طرف متوجہ ہوتے ہین - صحرا جس مین بچہ یا معصوم بچہ کے بلوغ کو پہونچنے تک آوارہ پہرا کی وہ آواگون کی نیچے کے درجے کی (ایک اندری دو اندری - تین اندری وغیرہ کی) جونون کو اظہار کرتا ہے جن مین نفس کی بچہ یا (قابو مین لانے والی عقل کے نہونیکی وجہ سے) خود مختاری کی آوارگی مین سرگردان پائی جاتی ہے - یہان مطلب انسانی جون کی فضیلت سے ہے جس سے نروان کا حاصل ہونا ممکن ہے - یہان پہونچکر پہلی مرتبہ روح کو اس آوارہ بچہ یا کو گیان اور تپ کے ذریعہ قابو مین لانے کا موقع ملتا ہے -
صحرا کا مقابلہ باغ عدن سے کرنا چاہیئے کہ جہان پر آدم ابتدا مین رکہا گیا تہا -
بچہ کی یتیمی روح کی بیکسی کو ظاہر کرتی ہے جس کا کوئی بیرونی مربّی یا محافظ نہین ہے
انجیل مقدس کی زبور کی کتاب مین لکھا ہے (زبور ۴۹ - آیت ۷):-

"ان مین سے کوئی بھی اپنے بھائی کو نہین چھڑا سکتا ہے اور نہ خدا کو اوس کے لیئے جزیہ دے سکتا ہے"

اور خود پیغمبر صاحب نے کہا ہے:-

"اوس دن کا خوف کہ جب ایک روح دوسری روح کے لیئے

ادائیگی نہ کرے گی نہ اونکے لیئے کوئی سفارش سنی جائیگی - نہ معاوضہ
لیا جاوے گا - نہ اونکی مدد کیجاوے گی " (سورہ البقر)
اور جین مت مین سنساری جیو کی بیکسی ایک خاص مضمون بچار کرنیکے لیئے قائم
کیا گیا ہے جو اسطرح پر ہے -

"اس جیو کو اسکی مصیبتون سے کوئی نہین چہڑا سکتا ہے - اسکو تنہا ہی
سب دکہہ درد برداشت کرنا پڑتا ہے - یار دوست - عزیز واقارب
بیوی اور بچے تکلیف اور بیماری کو روک نہین سکتے ہین - دہرم ہی
بیکسون کا مددگار ہے " (دیکہو دی پریکٹیکل پاتہہ صفحہ ۵۳) -
اسی محافظ کے نہ ہونیکی حالت کی یتیمی سے تشبیہہ دی گئی ہے - مان سے مراد
عقل سے ہے جو ابتدا مین نفس کی قیمت کا بہت کم اندازہ کرتی ہے - بازار وہ
بازار دنیا ہے جہان پر انسان اپنا "مال" بیچنے کو لاتے ہین تاکہ ضروریات وآسائش
زندگی وغیرہ کا سامان مہیا کرین - یہان پر دنیادار اپنی روح (نفس) کو تین مہر
طلائی کے عوض جنکی تشریح ابہی ذرہ دیر بعد کیجائیگی بیچنے کے لیئے لاتا ہے - انسانی
شکل والا فرشتہ گذشتہ جنمون کے نیک اعمال کا ثمرہ ہے جو نیک صلاح کی صورت مین
ظاہر ہوتا ہے - مان (عقل) کے مشورہ سے مراد فہم کی خوبی سے ہے جو جلدی مین
کوئی کام نہین کرنا چاہتی ہے - دوگنے دام کا نہ لینا دل پر قابو ہونے کی دلیل ہے -
اسرائیلی (= خداشناس) روح (انتر آتما) ہے جو اپنے عزیز باہر آتما کے ہاتہہ سے
ماری جاتی ہے - دیکہو انجیل مقدس کا یسوع کا کلام کہ جو اپنی ہستی کو پاوے گا وہ اوسکو
کہووے گا اور جو اوسکو میرے نام کی خاطر کہو دیگا وہ اوسکو پاویگا (متی کی انجیل باب ۱۰
آیت ۳۹) - روح کی ہستی سے انکار کرنا اسکو قتل کرنا ہے [کیونکہ روح صرف اوسی
حالت مین موت کے چنگل یعنے آواگون کے بار بار کے مرنے جینے سے خلاصی پا سکتی ہے

جب اوسکو اپنے وجود اور ماہیت کا علم ہو] -

نعش کے ایک بہت دور دراز فاصلہ پر پہونچا دینے سے حقیقت کے نہ کھلنے کا اشارہ آواگون کے جنم مرن کی طرف ہے جن مین ایک جون سے دوسری جون تک کتنی تبدیلیان ہو جاتی ہین - مقتول کے دوست جو باہر آتما پر قتل کا الزام لگاتے ہین وہ عقلی اغیاز درائے سلیم وغیرہ ہین جنکو غایب کی ماہیت کا پتہ لگ گیا ہے - ملزمان (یعنی باہر آتما کے اوصاف) اس امر سے منکر ہین کہ روح کوئی شئے ہے جس کو اونہون نے مارا ہو - باہر آتما کے قایل کرنے کے لیئے شہادت ناکافی ہے - اسکا مطلب یہ ہے کہ عقلی دلائل سے ایک ایسے مخالف کو جو روح کی ہستی کو ماننے کے لیئے تیار نہین ہے قایل کرنا مشکل ہے - اہل راز کا یہ فیصلہ نہ معقول ہے - ایسی صورت مین عملی امتحان ضروری ہوا - اب حیات کا حکم ہوتا ہے کہ گائے کے ذبیحہ سے نعش کو چھواؤ - یہ کیا جاتا ہے - بس فوراً ہی ایک معجزہ ہوتا ہے - وہ گائے جو زندگی مین صرف تین مہر طلائی کے لیئے فروخت ہوتی ہے اب جبکہ وہ قربان کر ڈالی گئی ہے انمول ہو گئی ہے - فی الحقیقت اب وہ اپنے ہموزن سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے - تین مہر طلائی جسکے لیئے نفس امارہ بیچا جاتا ہے اونکا مفہوم تین قسم کی ضروریات کے لیئے کافی مقدرت کا حاصل کرنا ہے - یعنی ضروریات ہستی آرام و اسباب عیش و عشرت کے سامان کے لیئے کافی استعداد یا مقدرت کا حاصل کرنا - ایک اور سلسلہ خیال کے بموجب ان تینون کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ (۱) ضروریات جسمانی کے سامان (۲) من کے محظوظ کرنے والی اشیا اور (۳) معبودون کی پرستش و ہدیہ کے لیئے کافی استعداد کا بہم پہونچانا - گائے مطلوبہ کے اوصاف بجز یتیم کی گائے کے اور کسی گائے مین نہین پائے جاتے کیونکہ در اصل تو نفس امارہ گائے نہین ہے - مادہ پرست اپنے کو بس خون ہی کا پتلہ جانتا ہے -

یہی سُرخ رنگ - گہرے سُرخ رنگ کا باعث ہے - موسیٰ کی پانچوین کتاب مین لکہا ہے
(دیکہو انجیل مقدس کتاب استثناء باب ۱۲ - آیت ۱۳) کہ خون جان ہے -
خون نہ جوان ہے نہ بڈہا بلکہ بڑہاپے اور جوانی دونون مین ہوتا ہے -

ایک معمولی گائے یقیناً اوس عرصہ مین جب کہ یتیم کا باپ مرا اور وہ سن بلوغ
کو پہونچا عمر مین بڑہنے سے باز نہین رہ سکتی تہی - اور کون ایسا بے وقوف تہا جو ایک
جنگلی بے کار گائے کے جو عمر بہر صحرا مین چرتی رہی تین بہر طلائی دام لگاتا - یہ صفت
بہی کہ جو زمین جوتنے اور پانی سینچنے مین نہین لگائی گئی ہے بہت پر معنی ہے -
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمکو اس گائے کو اون جانورون مین نہین ڈہونڈہنا چاہئے
جو کہیتون کے جوتنے یا سینچنے مین استعمال ہوتے ہین - چونکہ یہ رواج نہین ہے کہ
گائین ہل چلانے یا کہیتون کے سینچنے مین استعمال کی جاوین اسلیئے اونکے متعلق
ایسی علامات کا نفی مین تذکرہ کرنا اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ اونکی قوم سے جس کے
نزدیک واقعی ان کامون مین استعمال کیئے جاتے ہین مطلب نہین ہے - معجزہ کے بعد
جسم کا مردہ ہو کر گر پڑنا غالباً اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ روح نے اپنی مدت دراز کی
قید سے آزادی پائی جبکہ جسم تو علیحدہ رہ گیا اور روح اوپر نروان مین جا پہونچا

یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے جو گائے کی قربانی کی روایت مین بہری ہوئی ہے -
لیکن بدقسمتی سے اس کا مطلب بالکل اولٹا لگایا گیا ہو - دراصل قربانی کے مسئلہ
ہی کو لوگون نے غلط سمجہا ہے جو اپنے کو بجائے فایدہ کے بے حد نقصان پہونچاتے
رہے ہین - اس بچہیا کی روائیت کے متعلق مجہے صرف اتنا اور کہنا ہے کہ اس مین
صرف ایک ہی لفظی تصویر کی مختصر لمبائی چوڑائی کے اندر تمام مذہب و فلسفہ کا خلاصہ
بہر دیا گیا ہے اور نفس امارہ کی قیمت کا بلحاظ تینون قسم کے مقاصد کے یعنی اس
دنیا مین خوشی حاصل کرنا - مرنے پر دوسرے جنم مین عمدہ اور خوشگوار حالت کا پانا

اور پرماتماپن کا کبھی نہ کم ہونے والا سُکھ حاصل کرنا - ان تینون کے لحاظ سے بالکل ٹھیک ٹھیک اندازہ کیا گیا ہے - اِس نفس کو تھوڑا سا مارنے سے یعنی محنت مشقت وغیرہ کرنے سے انسان اِس زندگی کے اغراض کے لیئے سرمایہ بہم پہونچاتا ہے - (یہ تین طلائی مہرین ہوئین) - اِسکے برتون اور نیمون کے طریق پر باقاعدہ قابو مین لانے سے آئیندہ جنم مین سورگ (بہشت) کے سکھ ملتے ہین (یہ چہہ مہرین ہوئین) لیکن اگر اِسکو بالکل جڑ سے نیست و نابود کردیا جاوے (مار ڈالا جاوے) تو یہ فوراً ہمکو پرماتماپن کے امرپن - پرم سکھ اور حیات ابدی کو دلاتا ہے (یہ اپنے ہموزن سونے مین قیمت ہوئی) -

انگریزی لفظ Sacrifice (قربانی یلدان) کا استخراجی مفہوم مجھکو اِس امر کے ظاہر کرنے مین خوشی ہوتی ہے نہایت صحیح ہے اور قربانی کے اصلی مطلب کو سیدھے طور سے ظاہر کرتا ہے - یہ لفظ لاطینی Sacrificium (سیکریفیشیم) سے لیا گیا ہے جو Sacer (کامل یا پاک) اور Facere (بنانا) سے ملکر بنا ہے سیکریفائیس (قربانی) کا اصلی مفہوم پس ایسے فعل سے ہے جو ہمکو کامل یا پاک بنا سکتا ہے - ایک معصوم جاندار کا خون ہرگز ایسا نہین کرسکتا کیونکہ خون جذبات اور شہوتون کی ناپاکیون کو نہین دہو سکتا ہے بلکہ واقعی انسانی رحمدلی کو جو نجات پانے کے لیئے نہایت ضروری صفت ہے بیرحمی اور کٹھورپن سے بدل دیتا ہے - اور اگر یہ کہنا ہی ممکن ہوتا جو ہمارے موجودہ علم کے ہوتے ہوئے ناممکن ہے کہ کوئی آسمانی قوت خون سے خوش ہوکر کسی ریاکار کے گناہون کو معاف کرسکتی ہے یا اُنکی عیب پوشی کرسکتی ہے تاہم یہ ظاہر ہے اسکے ایسا کرنے سے کوئی گنہگار پارسا ہرگز نہین بن سکتا ہے - پاک یا کامل بننے کے لیئے یہ ضروری ہے کہ گنہگار خود اپنی کوشش سے اپنی طبیعت کو بدلا

انگریزی لفظ ہولی (holy) کے استخراجی معنی بھی نہایت ہی صحت کے
ساتھہ اوسکے اصلی مطلب کو ظاہر کرتے ہین - یہ اینگلوسیکسن ہال (hal)
و قدیم جرمن اور آئیس لینڈ کی زبان کے ہیل ([illegible] h) اور گوتھک
ہیلز (hails) سے لیا گیا ہے جس کا مطلب پورا (पूरा)
صحیح سالم یا تندرست ([illegible]) ہے - پس یہان یہ سوال نہین ہے
کہ کسی کی عیب پوشی کیجائے یا اوسکے گناہ معاف کیئے جاوین بلکہ غیر کامل
([illegible]) کو کامل (पूरा) غیر سالم (ٹوٹے ہوئے) کو سالم اور روگی کو
تندرست کرنے کا ہے - وہ صرف باہر آتما کا بلدان (قدیم ہندون کی صنعتی
تحریرین پُوِتش میدھ) سے جو ہمکو ہولی ([illegible] = पूरा) بنا
سکتا ہے - جیسے جیسے بری عادات اور برے اطوار جنسے بدی کی یہ بدبخت صورت
بنی ہے غارت ہوتے ہین تیسے تیسے روحانی قوت رہائی پاکر اوس شخص کی زندگی مین
جو اونکو غارت کرتا ہے ظاہر ہوتی ہے اور بالآخر گناہ اور بدی کی قوتون کے
پورے طور سے نالش ہو جانے پر روح جواب ان گندہ اور غلیظ کرنے والے
اسباب سے رہائی پانیکی وجہ سے پورن ([illegible]) اور کامل ([illegible])
ہوگئی ہے سانکشات پرماتما ہو جاتی ہے -
اسیلئے نجات کے ذرائع کی فہرست کے تیسرے ذریعۂ یعنے حج کا ذکر کرونگا -
کسی مقام کی جاترا یا حج اس غرض سے کیجاتی ہے کہ آتما مین روحانیت کا انش
(جزو) بڑھے اور اوسکی پھل دینے کی شکتی جاتری کے من کی شانتی اور ویراگیہ
پہ جو دنیاوی بیوپار و گھرستی کے دائرہ کے باہر نکلنے پر اچھی طور سے حاصل ہوسکتے
ہین موقوف ہے - جنید نے جو ایک مسلمان درویش گذرا ہے ایک حاجی سے
گفتگو کرتے وقت حج کے فوائد کو بڑی خوبی سے ظاہر کیا ہے - وہ گفتگو

اسطور پر [illegible] میں درج ہے۔
" اوس وقت سے جبسے تم اپنے گہر سے سفر کو چلے کیا تم سلل گناہوں کی سمت سے بچکر دوسری سمت میں سفر کرتے رہے" اسنے جواب دیا "نہین" - تب تمنے کچھہ سفر نہین کیا۔ کیا جب تمنے رات کو کسی منزل پر مقام کیا تو ایک منزل خدا کے راستے پر بہی بڑھے" - اسنے کہا "نہین" - جنید نے فرمایا "تب تمنے منزلیں نہین طے کین اور لباس بدلنے کے مقام پر جب تمنے جاتری کا جامہ پہنا تو کیا اپنے پرانے لباس کے ساتھہ انسانی خاصیتون کو بہی الگ پہینکدیا" "نہین" "تب تمنے جاتری کا جامہ ہی نہین پہنا - جب تم عرفات کے مقام پر کہڑے ہوئے تو کیا تمنے ایک لمحہ خدا کا دہیان کیا" "نہین" - "تب تم عرفات مین نہین کہڑے ہوئے - جب تم مزدلیفا کو گئے اور منت مانی تب کیا تمنے اپنی خواہشات نفسانی کو ترک کیا" "نہین" "تب تم مزدلیفا کو نہین گئے - جب تمنے کعبہ کا طواف کیا تب کیا تمنے خدا کے نورانی جمال کا پاک مقام پر تصور کیا" "نہین" "تب تمنے کعبہ کا طواف نہین کیا - جب تم صفا اور مروا کے درمیان دوڑے تو کیا تمنے پاکیزگی (صفا) اور نیکی (مروت) کو اپنی ذات سے نمایان کیا" "نہین" "تب تم ہرگز دوڑے ہی نہین - جب تم مِنا کو پہونچے تو کیا تمہاری سب خواہشات (منا) تمسے علیحدہ ہوگئین" "نہین" "تب تمنے ابہی تک مِنا نہین دیکہا ہے - جب تم قربانی گاہ پہونچے اور وہان قربانی کی تب کیا تمنے دنیاوی

لذات کی قربانی کی؟" نہین" تب تمنے قربانی ہی نہین کی -
جب تمنے کنکریان پہینکی تو کیا تمنے اپنے نفسانی خیالات کو اپنے
من سے دور پہینکدیا؟ "نہین" تب تمنے ابہی تک کنکریان نہین
پہینکی ہین اور ابہی تک تمنے حج نہین کیا ہے"!

بلاشبہہ سب سے عمدہ مقام جاترا کا وہ ہوسکتا ہے کہ جہان کے تعلقات من کو پاکیزگی اور عالی حوصلگی کی طرف راغب کرنے مین سب سے زیادہ مؤثر ہون یعنے وہ مقام جو تمہ تہنکر بہگوانون کے تپ یاد ہرم اپدیش وغیرہ کی وجہ سے مشہور و قابل تعظیم ہوگئے ہین - وہان پر راستبازون کو اعتقاد و ویراگیہ اور (د)ہین کی ترقی کے لیئے جانا چاہیئے - ایسے مقامات پر جانے سے جہان انسان کے بنائے ہوئے دیبی دیوتاؤن کا تسلط ہو کوئی فائدہ نہین ہے -

اب مین دہیان کے بارہ مین کچہہ کہون گا جس سے مراد من کو دنیا کیطرف سے موڑ کر آتما مین لگانے سے ہے - اصلی مقصد یہ نہین ہے کہ من کو ہمیشہ فلسفہ کی قیل قال مین مصروف رکہا جاوے بلکہ یہ ہے کہ آتما اپنی ہستی کے راز کو حیات کی حرکات مین ملکشات محسوس کرے - اس لیئے یہ ضروری ہے کہ اس اسرار والی ہستی کی ہر یک حرکت ہر یک جنبش اور ہر یک تحریک کو ہم مشاہدہ مین لاوین اور اسکو پورے طور سے سمجہین - لیکن من کے ساتہہ یہ دقت لگی ہوئی ہے کہ اگر اوسکو موقع ملجاوے تو یہ اور سب چیزون کو مخاطب ہوگا مگر روح کو نہین - اور جب ہم ارادہ کرکے اسکو تہوڑا بہت قابو مین لاتے ہین تب ہی یہ موقع پاتے ہی فوراً بہاگ جاتا ہے - ذرہ سی جسمانی تکلیف یا نفسانی تحریک ہوئی کہ من بیقابو ہوا اور توجہ کو لے بہاگا - اسلیئے جذبات اور خواہشات کی بیخ کنی اور جسمانی شہوتون کا غارت کرنا دہیان کے قیام کے لیئے نہایت ضروری ہے - پس نجات کے مارگ پر چلنے کیلیئے

قاعدہ کے مطابق زندگی بسر کرنا اور عمدہ پوتر بھوجن کرنا چاہیئے۔ گوشت اور
استعمال منع ہے کیونکہ انکے استعمال سے من کی شانتی رائی رہتی ہے جذبات تیز
ہو جاتے ہیں اور وہ نازک اور لطیف دیا گئے اور ناڑیاں جنسے روح من سے جڑی ہیں
کثیف اور گندے ہو جاتے ہیں جسکی وجہ سے توجہ چت مرد آتما کا اثر جو
پاتی ہے۔ انجیل مقدس میں یسعیاہ نبی نے کیا خوب کہا ہے (دیکھو باب ۲۸ آیات

"پر یہ بھی شراب کے سبب سے خطا کرتے ہیں۔ وے نشہ
ڈگمگاتے ہیں۔ پجاری اور نبی نشہ سے خطا کرتے ہیں۔ وہ مے
مغلوب نشہ سے لڑکھڑاتے ہیں۔ انکے رویہ غلط ہوتے ہیں انکی
ٹھوکر کہاتی ہے۔

"کیونکہ سب دسترخوان قے کے ماڈے سے لدے ہوئے ہیں اور
سے بھرے ہوئے ہیں حتیٰ کہ کوئی جگہ بھی صاف نہیں ہے"

یہ تذکرہ دھیان کے بیرونی ذرائعہ کا ہوا۔ اسکے اندرونی ذریعوں میں بعض
اشکال ہیں جنکا تصور آتما کے انوبھو (محسوس کرنے) کے لئیے نہایت کارآمد ثابت ہوا
ایک بہت آسان طریقہ یہ ہے کہ اپنے جسم کے اندر ایک خالص نور مجسم پرماتما کا جسم
ذات اعلیٰ فہم اعلیٰ سکھ اور اعلیٰ شانتی کا خزانہ ہے تصور کرے۔ اس کا تصور آنکھیں
قدرے بند کرکے اور توجہ کو اندر کی طرف لگا کر کرے۔ اگر اسکے ساتھ پاٹھ کرنا
کے لئیے الفاظ کی ضرورت پڑے تو صرف وہی الفاظ استعمال کیئے جاویں جو اس
کی اصلی صفات کو ظاہر کرتے ہیں مثلاً اوم۔ سوہم۔ ارہن۔ سدھ۔ پرماتما۔
وغیرہ وغیرہ۔ ذیل کا شلوک خاص کرکے دھیان کے لئیے موزون ہے
ایکو ہم نرملا شدھ ہو گیان درشن لکشنا شیشا مے باہرا بھاوا سروے سمجوگ لکشنا
اس کا مطلب یہ ہے کہ میں ایک ہوں میں (میل سے) پاک ہوں۔ میں پرماتما ہوں

مین شدہ ہون - مین گیان اور درشن کے گنون والا ہون - باقی تمام اشیا میری باہرین وہ میری ذات سے علیحدہ ہین - اور کرمون سے اوتپن (پیدا) ہوئی ہین - اس طرح پر ہمکو اپنی آتما کا تصور کرنا چاہیئے - تصور کے قایم ہونے پر ایک وقت ایسا آوے گا جب دہیان کرنے والا خود دہیان کی مورت مین سے ہو جاویگا یعنے جب عارضی ذات دوامی اصلیت مین جذب ہو جاویگی - یہان پر طالب و مطلوب ایک ہو جاتے ہین - بہگت خود اپنا اشٹ دیو بن جاتا ہے (دیکہو آتم دہرم صفحات ۲۹-۲۷) - مطلب یہ ہے کہ اصلیت اور آدرش کی ایکتا ہو جاتی ہے یعنے شدہ آتم دربیہ (جوہر روح) پرماتما کی مورتی کے سانچہ پڑکر دیسا ہی ہو جاتا ہے - صاف الفاظ مین جیو آتما اب پرماتما ہو جاتا ہے - اس ہی کو انجیل مقدس کی زبان مین حیات مین داخل ہونا کہا ہے اور اس مین زندگی اور خوشی کی اتنی افراط ہوتی ہے کہ جنہون نے اسکو ایک لمحہ بہر کے لیئے بہی محسوس کیا ہے وہ اس سے ہمیشہ کے لیئے مستغنی ہو گئے ہین -

یہ بیان مختصر طور سے دہیان کا ہے جو پرماتما ین کے حصول کا ایک ہی ذریعہ ہے - باقی دو ذرایعہ نجات یعنے پاکیزگی اور تپ کا تذکرہ ان لکچرون مین کافی طور سے اس سے پہلے ہو چکا ہے - لیکن یہ یاد رکہنا چاہیئے کہ پاکیزگی اور تپ کا اصلی مطلب کلیتاً اندرونی ناپاکی کے دور کرنے سے ہے نہ کہ بیرونی نعش (جسم) کے دہونے سے یا طرح طرح کے آسن لگانے سے - آسن لگانا فاقہ کشی وغیرہ سب بلاشبہ روحانی ترقی کے لیئے ضروری امور ہین - لیکن یہ سب خالص تصور کے لیئے مددگار ذرایعہ ہین جو فی الواقع موکش کا اصلی سبب ہے - کیونکہ بغیر من بچن اور کاے (جسم) کے قابو مین لانے کے تصور کا قیام ناممکن ہے - لیکن جہان تصور ہی نہین ہے وہان جسم کو ایذا اور روح کو تکلیف دینے سے کیا فائدہ - نہ تو راج یوگ (صرف من کے ذریعہ دہیان کرنا) اور نہ ہٹ یوگ (محض جسمانی تپشیا) ہی اس لیئے بسود مند ہو سکتے ہین - اور نہ صرف گیان یوگ (حصول علم الٰہی)

ہی راستہ ہو سکتا ہے۔ اصلی مارگ سچے اعتقاد سچے گیان اور سچے چارتر (یا عمل) کے ملنے سے بناہے جیسا کہ ہم ایک پیشتر کے لکچر میں دیکھ چکے ہیں۔ بھگتی یوگ بھی ضرور بہت مددگار ہوتا ہے اگر اوسکا ٹھیک طریق پر استعمال کیا جاوے۔ بھگتی کا "مطلوب" کوئی خیالی دیوی دیوتا نہیں ہے بلکہ خود بھگت کی ہی آتما ہے گو کہ جب تک اس پتی کامیابی نہ ہو اوسوقت تک ترتھنکر بھگوان کو ہی جیسے اور کوئی گرو بڑا نہیں ہو سکتا ہے آدرش مانکر انکی بھگتی کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف زور کے ساتھ بتاتا ہے (سورۃ البقرہ):-

"خدا کا بپتسمہ۔ اور خدا سے زیادہ قابل کون بپتسمہ دینیوالا ہو سکتا ہے۔ اور ہم اوسکے خادم ہیں"

یسوع کی سوانح عمری ترتھنکر بھگوان کے جیون کا اعلیٰ درجہ کے النکار میں خلاصہ ہے وہ یہودیوں کی زبان میں اور یہودیوں کی کوتاہیوں کو لیئے ہوئے فتح مندحیات کا پیشور کی فرزندی کا اور پرماتماپن کے روح انسان میں آشکارا ہونیکا اعلیٰ آدرش ہے یقیناً "...... میں تمسے کہتا ہوں کہ یہاں وہ ہے جو ہیکل سے بھی بڑا ہے لیکن اگر تم اس کے معنی جانتے کہ میں قربانی نہیں بلکہ رحم پسند کرتا ہوں تو بے قصوروں کو قصوروار نہ ٹھیراتے" (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۲ آیات ۷ و ۶)۔

چنانچہ پرماتماؤں کے فتح کے جھنڈوں پر لکھا ہوا سچ کا اعلان حیات اور خوشی کا مژدہ ہے جو اہنسا پرمودھرما (کسی کو ایذا نہ پہونچانا ہی سب سے اعلیٰ دہرم ہے) کے تین نہایت ہی خوشگوار اور شیریں الفاظ میں ہر جاندار کو زندگی کی خوشخبری دیتا ہے اور اوسکے اوپر عمل کرنے والے کو پرماتما کی ابدی زندگی

نواں لکچر
نتائج وخلاصہ

ہماری محنت اب ختم ہونے کو ہے - یہہ آخری لکچر ہے جو مجھے آپ کے سامنے دینا ہے - ہمنے دیکھا ہے کہ مذہب عوام کے خیال سے کسقدر مختلف ثابت ہوا ہے اور یہہ بہی کہ وہ کیسے ایک ہی تعلیم ایک ہی اصول ایک ہی عقیدہ ایک ہی مسئلہ مختلف ناموں اور شکلوں اور جلووں میں فی الواقع ہے - مذاہب ایسے مخالف جیسے ہندو مت کہ جسنے گائے کی وقعت کو مذہبی تعظیم کے درجہ تک پہونچا دیا اور اسلام جو اوسکی قربانی چاہتا ہے طریقے ایسے ناموافق جیسے عیسائیوں کا دہرم جو عیسیٰ کو خدا کا لڑکا ماننے پر اصرار کرتا ہے اور یہودیوں اور اور لوگوں کے مذاہب جو خدا کے عورت یا لڑکے کسی کا وجود ہی نہیں مانتے ہیں ایک ہی مورث یعنی سائینس مذہب کی اولاد آپس میں بہائی بہائی پائے گئے ہیں گو کہ وہ اب بوجہ اپنی بیرونی پوشاک ومصنوعی چہروں کے اور نیز اپنے پارٹ کے جنکو وہ افسانہ سازی کی اسٹیج پر زمانہ قدیم سے پلے کرتے و کہیلتے رہے ہیں اپنی اس قریب کی رشتہ داری سے بے خبر ہیں - کیونکہ خواہ اسکے برخلاف آپ کچہہ ہی کیوں نہ کہیں سچ امر یہہ ہے کہ مذہب کے سائینس کی امانت دنیا میں اوس وقت سے پہلے جبکہ لوگ اوسکے اصولوں کو افسانہ سازی کے سانچہ میں ڈہالنے بیٹھے ضرور موجود ہوگا - افسانہ وتمثیل اصل امر سے پہلے نہیں ممکن ہو سکتے ہیں - البتہ اصل امر افسانہ وتمثیل سے بیشتر ہوتا ہے - وہ انگریزی مصنف ٹامس کارلائل جو اپنی ذہانت اور باریک بینی کے لئے مشہور ہے لکہتا ہے "یقیناً یہہ کوشش لغو ہوگی اگر ہم اوس دور دراز گذشتہ دیوی دیوتاؤں کی گڑبڑ جہالا کو جنکی تشبیہہ

یادون کی ناستقل حالت سے بہ نسبت مقدس سرزمین کے زیادہ موزون تہی تو ہم
انسان کے ابتدا کے نیم پختہ خیال کا نتیجہ قرار دین - اب اسکو کوئی اصلیت نہین تاہم
گو کہ ایک زمانہ مین وہ اصلیت تہی - ہمکو یہ بات جان لینی چاہیئے کہ ایک وقت تہا جبکہ
وہ ظاہرا بادلون کا مقام ایک واقعی چیز تہی - یہہ جان لینا چاہیے کہ نہ شاعری کی
بلند پروازی اور نہ چہل دفریب ہی اسکے پیدا کرنے والے تہے - انسانون مین جو
کرتا ہون کبہی جہوٹی کیون کو ایمان نہین بنایا - اونہون نے کبہی بے بنیاد افسانون
کے لیئے اپنی جانون کو خطرہ مین نہین ڈالا - انسان ہر زمانہ مین اور خاص کر کے
شروع کے قدیم زمانہ مین جبکہ مخول و ٹہٹہے بازی نہ تہی دہوکہ باز کو پہچانتے
رہے ہین اور دہوکہ باز سے نفرت کرتے رہے ہین - ہمکو دیکہنا چاہیئے کہ آیا ہم
دہوکہ بازی اور شاعرانہ بلند پروازی کے سوالات کو چہوڑ کر اوس دور دراز بے پرکی
کے زمانہ کی آسانی سے سمجہہ مین نہ آنے والی آوازون کو محبت کی توجہ کے ساتہہ
سنکر کم سے کم اتنا نہین سمجہہ سکتے ہین کہ اونکے اندر ایک قسم کا واقعہ ضرور تہا اور
یہہ کہ وہ بالکل جہوٹ اور خبطیون کا کلام نہ تہین بلکہ اپنے سادے ڈہنگ مین
سچ اور قرین قیاس تہین" (Heroes and Hero-Worship)
کارلائل کو ان لوگون کے عقاید کی جنکو وہ بت پرست کہتا ہے اصل تعبیر تو معلوم نہ تہی لیکن
اوسکی رائے کی وقعت اس امر سے کچہہ کم نہین ہوتی ہے - کیونکہ گو وہ مذہبی افسانون کی
زبان کو نہین سمجہہ سکا تاہم اوسکو اس امر کا پورا الیقین تہا کہ ان دیوی دیوتاؤن کی روایات
کی بنیاد واقعی دانش تہی - مگر آپ شاید یہہ پوچہین کہ وہ واقعی دانش وہ علمی ذخیرہ جسپر
اوپر مذہبی افسانون کی بنیاد قایم کیگئی تہی اب کہان ہے - ؟ اسکا کیا سبب ہے
کہ ہمارے پاس صرف افسانہ ہی افسانہ رہ گئے ہین اور علمی ذخیرہ جاتا رہا ہے
جواب یہہ ہے کہ افسانہ ساز خود موجد نہ تہے بلکہ صرف اعلی درجہ کے

آپس مین ملاپ کرانیکا سچا ذریعہ ثابت ہوا ہے ظاہر ہے - درحقیقت ترتہنکر کا
مذہب ہی وہ دربار ہے جہان اور سب مذاہب ملکر ایک دوسرے سے ہاتھ ملاکر
مصافحہ کر سکتے ہین - یہ آپس کا ملاپ جسکو اتحاد المخالفین کے نام سے مین نے نامزد کیا
ہے کسی دوسرے دربار مین ممکن نہین ہے - اور یہ اسوجہ سے نہین ہے کہ اور
مذاہب مین مردمان کے فراہم ہونے کے لیئے جگہ نہین ہے - نہ اسوجہ سے ہے
کہ وہ سب کے سب ایک دوسرے سے بغض وحسد رکہتے ہین نہ اسوجہ سے کہ انکی
خواہش آپس مین لڑتے جہگڑتے رہنے کی ہے بلکہ اسوجہ سے ہے کہ وہ سب
ایکانت واد کے ماننے والے ہین جو انیکانت واد کا ہمیشہ کا دشمن جانی ہے
ان دونون طریقون کا فرق اسطور پر ہے کہ جب کہ وہ لوگ جو جین مت کے مرید نہین
ہین اپنے مت کی سچائی اور دوسرے مذہب کی قطعی وکلی تکذیب پر اصرار کرتے
ہین جین مت کا پیرو جو انیکانت کا مداح ہے اپنے کو اس امر کی تلاش مین مصروف
کرتا ہے کہ دیکہین مخالف کی رائے کسی پہلو سے ٹہیک تو نہین بیٹہتی ہے - آپکے
سامنے ان لکچرون مین جین مت کی تفتیش کا خلاصہ موجود ہے - مجہے یہ کہنے
کی ضرورت نہین ہے کہ اوس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے - تمام مذاہب کا جین
سدہانت کے اصولون پر خوش کن اتفاق ہے گویا ہر قدیم مذہب اس دہرم کے
سدہانت کی تعظیم کرنے مین دوسرون پر سبقت لیجانا چاہتا ہے - مجہے یقین ہے
کہ خالی یہہ امر ہی دوسرون کے پہلو خیال کے سمجہنے مین پیش آنیوالی دقتون کا
کافی صلہ ہے - اور ہمارے ذاتی اطمینان کے بارہ مین بہی ہمارے لیئے
کافی گارنٹی صحت کی (۱) سائنس (۲) منطق اور (۳) معتبر شہادت کے
متفق ہونے مین ملتی ہے اور جیسا کہ دوسرے لکچر مین کہا گیا ہے جس امر پر
ان تینون کا اتفاق ہوجاتا ہے وہان شبہہ وبحث کے لیئے قطعی گنجائش نہین

رہتی ہے - یہان پر ہمارے سامنے (۱) بدھ بھگوانون یعنی تہ تھنکر ون کا بتایا ہوا ستیہ دہرم ہے جنہون نے خود اوس پر چلکر پرماتماپن کو پراپت کیا - [یہہ پرماتماؤن کی شہادت ہوئی] -

(۲) اس ستیہ دہرم کی پوری تائید مشاہدہ و تجربہ قدرت سے ہوتی ہے [یہہ سائینس ہوا]

(۳) عقل کا بہی پورا پورا اتفاق پوری جانچ کے بعد پرماتماؤن کے کلام سے ہے [یہہ منطق ہوا] - اور

(۴) سب سے بڑی بات واقعی تائید جو سب قدیم مذاہب بلا کسی استثنا کے ستیہ کے سیدہانت کی کرتے ہین جس سے نہایت ہی صاف طور سے سابق مین تمام بنی نوع انسان کا دہرم کی سچائی اور اوسکی عملی منفعت کا شاہد ہونا ظاہر ہوتا ہے - اب رہا یہہ سوال کہ آجکل ہم لوگون مین کیون ایسے ہمہ دان مرشد جو ہمارے جہگڑون کو مٹا سکین نہین ہوتے ہین - اس کا جواب یہ ہے کہ آجکل کے دن بہت برے دن ہین اور آئندہ ان سے بہی برے دن آنیوالے ہین - اس زمانہ کے لوگ تپشیا کی قابلیت نہین رکہتے ہین - اور ہمہ دانی بڑی کٹھن تپشیا کے بغیر حاصل نہین ہو سکتی ہے - چونکہ آجکل اصلی تپشوی نہین ہو سکتے ہین اسلئے آجکل ہمہ دان مرشد بہی نہین ہو سکتے ہین - یہہ زمانہ جس مین سے ہم گذر رہے ہین دراصل بڑا ناقص ہے - ہمارے حصہ دنیا مین سے آجکل کوئی شخص موکش نہین حاصل کر سکتا ہے - اس سے بہی برا وقت آگے آنیوالا ہے - اس کل برے وقت کی تعداد ...۴۲ سال کی ہے جس مین سے ...۲۵ برس قریب گذر چکے ہین - اس زمانہ کے بارہ مین یہہ پیشین گوئی ہے کہ اس مین کوئی شخص دنیا کے اوس حصہ مین سے جس مین ہم رہتے ہین نروان حاصل نہین کر سکیگا - اس پیشین گوئی کا خفیہ حوالہ انجیل مقدس کے نئے عہد نامہ مین بہی آیا ہے جہان پر کہا گیا ہے کہ

"....... جب آسمان تین برس اور چھہ مہینہ بند رہا تہا اور جب زمین پر سخت کال تہا........" (دیکہو لوقا کی انجیل باب ۴ آیت ۲۵)

ساڑھے تین سال کے ۴۲ ماہ ہوتے ہین جنکو ایک ایک ہزار سال ماننے پر سب... ۴۲ سال ہوتے ہین - اس کا مفہوم خواہ کچھہ ہی کیون نہ ہو لیکن یہ ظاہر ہے کہ گذشتہ دو ہزار پانچسو برسون مین انسانون کی حالت امور ذیل کے بارہ مین بہت خراب ہوگئی ہے -

(۱) مذہب کے بارہ مین جو قریب قریب بالکل ہی معدوم ہوگیا ہے اور جسکی جگہہ روح سے منکر مادہ پرستی کا فلسفہ یا افسانون کے پیرائے مین لکھے ہوئے شاسترون کے دیوی دیوتاؤن کی جاہلانہ عبادت قایم ہوگئی ہے -

(۲) راستبازی کے بارہ مین جو روز بروز کم ہوتی جاتی ہے اور جسکے بجائے چھل و دغا انسانون مین بڑھتے جاتے ہین -

(۳) مہلت اور آسودگی کے بارہ مین جو صرفہ کے بڑھنے سے نہایت تیز رفتاری کے ساتھہ روانہ ہوتی جاتی ہین -

(۴) عقل کے بارہ مین جسکے سب سے زیادہ مشہور و معروف نمونہ نے حال ہی مین اس امر پر اپنا اطمینان کر لیا ہے کہ دنیا کے مذاہب کے بانی شروع قوم کے نیم وحشی انسان تھے جو علم اور تہذیب کے بارہ مین محض طفل شیر خوار تھے

(۵) سائنس کے بارہ مین جو بالآخر اس خیال سے اپنے دل کو تسکین دیتا ہے کہ قبر مین پہونچکر راحت کا دوامی انجام ملیگا اور روح کوئی چیز ہی نہین ہے جسکی آئندہ کی بہبودی کے لئے کوئی شخص اپنے کو پریشان کرے -

(۶) جسمانی طاقت کے بارہ مین جو بعض بعض مقامات پر نمایان طور سے بہت کم ہوگئی ہے اور جو فاقہ کشی دباؤن اور رات دن کی لڑائیون کی وجہہ سے اور بھی

کم ہو گی - اور

(۷) من کی شانتی کے بارہ مین جو بغیر مذہب کے قریب قریب ناممکن ہے اور
جو بہرحال آجکل کی زبردست تیز رفتار تہذیب سے گھٹ گھٹ کر فنا ہو رہی ہے -
یہہ نقائص ہندوستان اور بعض بعض اور ممالک مین بہت صاف طور سے دکہائی
پڑتے ہین - لیکن باقی ملکون کی باری بہی آیا ہی چاہتی ہے - دُکہہ اور پریشانی کی بنیاد
تو یورپین مہابہارت مغرب مین رکہہ ہی چکی ہے اور بربادی کے کام کو پورا کرنے کے لئے
موڈرن تہذیب کی روش اور اوسکے مادّی پولیٹکس اور مقاصد جو کسی کو عرصہ تک
آرام سے رہنے نہین دیتے ہین کافی ہین - مذہب کی ایک یہہ بہی پیشین گوئی ہے کہ
کہ آج سے قریب ۱۸۵۰۰ برس کے بعد آگ اس دنیا سے معدوم ہو جاوے گی
اور یہہ امر پُر معنی ہے کہ گویہ بہت جلد ختم ہو جا رہا ہے - اسکی اصلیت خواہ کچہہ ہی
کیون نہ ہو مگر مین یہان پر آپ کا دل پیشین گوئیون سے بہلانے کو نہین کہڑا ہوں -
یہہ بُرا وقت ہے اور اس سے بہی بُرا آگے آنے والا ہے گو کہ یہہ ضروری ہے
کہ وقتاً فوقتاً ہمارا نیچے کی طرف کا گرنا رُکتا رہے - یہہ ہی وجہ ہے کہ آجکل ہمارے
درمیان مین کوئی تیرتہنکر نہین ہین اور نہ کچہہ عرصہ تک ہونگے - جین شاسترون کے
بموجب اب آئیندہ اول تیرتہنکر بہگوان آج سے قریب ۸۱۵۰۰ برس کے بعد
اس گہٹتی کے پہیرے کے بدلجانے پر ہونگے -

ایک ایسی دنیا مین جسکی ابتدا اور انتہا نہین ہین مذہب کی ابتدا کا
خیال بے معنی ہے - جب کوئی روح تیرتہنکر کے درجہ کو پہونچتا ہے تب وہ حیات
(روح) کے صفات کے متعلق سچے علمی اصولون کو از سرنو لوگون کو سمجہاتا ہے
اور ان علمی اصولون کا ہی نام انکی مجموعی حیثیت مین مذہب ہے - تیرتہنکر
بہگوان کا کلام شُرتی کہلاتا ہے جسکا سمرتی (حافظہ یا حافظہ کی مدد سے حاصل کیا

ہو علم) سے امتیاز کرنا چاہیئے - آپت بچن (ترتہنکر بھگوان کا بچن) چیزون کی
اصلی سروپ کو سائنس کے طریق پہ بیان کرتا ہے مگر وہ دلیل کی قیل وقال سے
مبرا ہوتا ہے - اصلی شرتی کی سچی علامات کا تذکرہ مین پہلے کر چکا ہون وہ سب
اُسکے ایک واقعی سائنس ہونیکی تصدیق کرتے ہین - آجکل کے لوگون کے الہام
کے بارہ مین عجیب وغریب خیالات ہین بعض کہتے ہین کہ سرشٹی رچنے (ابتداء
آفرینش) سے پہلے ایک مرتبہ الہام ہوتا ہے - بعض کہتے ہین کہ وہ ایک آسمانی
حکمران ایشور کا کلام ہے - بعض کی راے ہے کہ وہ قدرتی طور سے انسان کی سمجھ کے
باہر ہونا چاہیئے کیونکہ محدود عقل والے کی سمجھ مین غیر محدود علم والے کی بات
کیسے آوے - لیکن یہ سب محض قیاسی باتین ہین - دی پرمینینٹ ہسٹری اوف بھارت ورش
نامی کتاب مین جس سے آپ پہلے ہی واقف ہو چکے ہین اصلی شرتی کی علامات
اس طور پر درج ہین -

"شرتی پرمان سنسکرت منطق کے چھ قسم کے پرمانون مین سے
مثلاً مشاہدہ .... ایک قسم کا ثبوت ہے - آپت
یعنی کسی علمی طور سے سچے علم کے پروفیسر کی اوس علم کی تعلیم جس
وہ عملی طور سے واقفیت رکھتا ہے شبد (شہادت) یا شرتی
پرمان کہلاتی ہے - آپت کی تعلیم صرف علمی تعلیم ہوتی ہے جس پر
عملی تجربہ یا عمل کرنے سے عملی یقین آپت کے درجہ کا ہوتا ہے ...
لفظ رشی سے مراد اوس شخص سے ہے جس نے واقعی علم کو
ذاتی تجربہ سے حاصل کیا ہو اور اوسکے ایسے تجربہ کا بیان پہلے
اوسکے چیلے شرتی یا سننے سے حاصل کرتے ہین اور بعد کو اوسپر عمل کرنیسے
ویسے ہی رشی یا پیغمبر ہو جاتے ہین جیسے اونکا مرشد" (دیکھو جلد ۱ صفحات ۲۸-۲۹)

بے شک سب سے بڑا پروفیسر یا مرشد دہرم کا ترتہنکر ہی ہوتا ہے جو پرماتما پن
اور ہمہ دانی کو حاصل کرتا ہے جس سے نہ تو کوئی درجہ برتر ہے اور نہ علم زیادہ مکمل
مرشد کا کلام لوگ دور دراز تک پہونچاتے ہین اور اوسکو شاسترون کے ذریعہ
محفوظ رکہتے ہین جنکو اونکے لکہنے والے اپنی قابلیت اور مرضی کے مطابق مختلف
طریقون پر لکہتے ہین - موجودہ کال مین جو کچہہ ہوا ہے وہ ایسا معلوم پڑتا ہے کہ شاعرون کی
ایک جماعت کلام الٰہی کی زینت مین مشغول ہوگئی اور اوسکے اوپر اونہون نے دلچسپ
افسانے تصنیف کئے - یہہ بہت مرغوب ہوئے اور لوگون کو ایسے پسند آئے کہ ہر فرقہ
اور ملک کے لوگون نے اعلیٰ ترین کمال حاصل کرنے کے لیئے ایک دوسرے پر سبقت
لیجانا چاہا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ دہرم کی اصلی تعلیم انسانی خیال اور شاعرانہ بندش کی
با افراط اولاد کے نیچے دب گئی اور کچہہ عرصہ کے بعد لوگ اوسکو بالکل بہول گئے -
وقت کے گذرنے اور انسانی تقدیر کے انقلاب سے جابجا بت خانہ اور مندر جنمین
ان انسانی خیال سے پیدا ہوئے دیوی دیوتاؤن کی مورتین ستہاپن کی گئین بن گئے -
جہان پر ناواقف عوام کا بہی گذر ہوا جنکو انجام کار ان انسان کے بنائے ہوئے
دیوتاؤن کی پرستش کی ترغیب دی گئی - پہر ناواقف عوام کی باری آئی - کیونکہ ایسی
کفر پرستی کی عبادت کے انسانون کے دل مین رسوخ کر لینے سے جو پجاریون کی آمدنی
کا ذریعہ ہو گئی تہی ایک تیز تفریق اون مین جو راز سے واقف تہے (یعنی اصل مطلب کے
سمجہنے والون مین) اور جہالت مین پڑے ہوئے عوام مین (خیالی روپکون کو واقعی
دیوتا ماننے والون مین) جو بتخانون کے پجاریون کو رزق پہونچانے والے بہی تہے -
پیدا ہوگئی - طمع کے انشن نے بہی جسپر گرو اور چیلے کا رشتہ قائم ہوا اپنا اثر دکہلایا
کچہہ عرصہ مین غلطی کا سدہانت سب لوگون مین پہیل گیا جنکو حقیقت کا علم نہ تہا اور
مخالف رائے کے لیئے لوگون کے دلون مین تحمل نہ رہا جسکے باعث - بڑے بڑے

جھگڑے اور سخت دشمنی آپس مین پڑ گئین - ساتھہ ہی ساتھہ راز دان لوگون کی تعداد
کم ہوتی گئی اور بالآخر نوبت یہانتک پہونچی کہ پھر کسی راز دان کی عوام کے سامنے
اصلیت حال بتانیکی جرأت نہین رہی - اوسوقت سے عارفون نے خفیہ تعلیم کو
فایدہ مند سمجھا اور اسکے لیئے ہر جگہہ درس گاہ اور عمارتین قایم ہوگئین - یہ مختلف
ملکون مین مختلف نامون سے نامزد ہوئین مگر مطلب سب کا ایک ہی تہا کہ حیات
یعنی فرزند یا خدا کے فرزند کو مردہ حالت سے زندہ کرین - اسیوقت تک
ترتہنکر بہگوانون کی صاف صاف علمی تعلیم کے ماننے والون اور دیوی دیوتاؤن کے
شاسترون کے راز دان لوگون کا تفاوت بہی بہت بڑھ گیا تہا جس کے بڑہا
یہ آخر الذکر لوگ جنکو اپنے موکلون کے سامنے اپنی بات کی پرتیت رکہنی ضرور
تہی مجبور تھے - پس یہ باتین یون ہی ہوتی رہین بالآخر شاخ درخت سے اپنے
تہین علیحدہ سمجہنے لگی اور اب اپنے مخرج سے اپنے تعلق کو چلا چلا کر انکار کرنا
مین مصروف ہے اور کبہی اسکو ناستک اور کبہی غیر مقرر اور کبہی خلاف دہرم کہتی
جدید کلّے ہماری کہینچی ہوئی مذاہب کی بنیادی ہین وہ ہین کہ جو یا تو بطور لوازم
موجودہ عقاید کے ہین اور یا ایسے ہین کہ جنسے قدیم مذاہب کی بہت ہی کم مشابہت
پائی جاتی ہے - انکی ابتدا الہام سے نہین ہے اور انکا علم بیشتر حصہ کسی قدیم
شاستر کی غلط تعبیر سے جس سے انہون نے اپنے کو وابستہ کر لیا ہے پیدا ہوا
قصہ مختصر انکی وہ حالت ہے کہ جیسے یہ ابہی جلدی مین کتب مقدسہ کی لفظی
تعبیر کے زمین دوز اندہیرے راستہ مین ہوکر مناظرہ مین داخل ہو
اور اب لسانی کے ساتھہ اُن مصنوعی دہوکہ کی صورتون کے بارہ مین جنکو
راہ مین دیکھا اپنی رائے کا اظہار کر رہے ہین - بلاشبہہ کہین کہین ہمکو انکی تقریر مین
واقعی دانشمندی کی جہلک ہی نظر آتی ہے لیکن یہ اوس ہی موقع پر کہ جہا

کوئی ریفارمر قصہ کہانیون کے مقام سے جلدی مین گذرتے وقت کسی خاص دہوکر کی صورت کی طرف معمولی طور سے ذرہ زیادہ متوجہ ہوگیا ہے -

اب مختلف مذاہب کے آپس کے تعلق پر غور کرتے وقت یون کہنا انسب معلوم ہوتا ہے کہ مذہب مثل ایک صدر کے مندر کے ہے جو ایک خوشنما شہر مین واقع ہے اور جہان دانشمندی اپنی دوام کے جاہ و جلال کے ساتھہ صدر نشین ہے - یہہ متبرک جن بانی (شرتی) سے جو تہکر سے پیدا ہوتی ہے جنکی پوجنے قابل مورتی مندر کی بیدی مین لوگون کی ہمت بڑہانے اور راستی کی طرف رہبری کرنیکے لیئے براجمان ہے - یہان پر عقل کا پرکاش اتنا تیز ہے کہ بہت کم لوگ اس جگہ تک بغیر چند ہمایئے کے پہونچ سکتے ہین - لیکن شہر کے مختلف مقامات سے متعدد ڈہکے ہوئے راستہ ہین جو ایک زمین دوز درگاہون کے سلسلہ کو جاتے ہین ان درگاہونکی دیوارون پر بہت سے دیوتاؤن اور انسانون کی تصویرین ایسی کاریگری کے ساتھہ کہینچی گئی ہین کہ گویا زندہ ہی ہون - اس جگہ ہر قوم کی درگاہ علیحدہ ہے یہان پر ویدک مت کی - یہودیون کی - پارسیون کی - عربون کی اور بہت سی ایسی درگاہین ہین جنکو مختلف قومون نے بنایا تہا جن مین بعض کا تو اب نام و نشان بہی باقی نہین ہے - یہہ سب درگاہین بیدی کے نیچے کے حصہ کے اردگرد بنی ہوئی ہین کہ جہان حق کی مورتی یعنی جن بانی دیوی صدر نشین ہے - اور ان درگاہون کی دیوارون کے اوپر جو دیوی دیوتاؤن کی تصویرین بنی ہوئی ہین اونکو ایسی عمدگی سے پرانے مصورون اور سنگتراشون نے دیوار کو کہود کہود بنایا ہے کہ اُن مین سے ہر ایک اپنے مقام پر بالکل ٹہیک بیٹہہ جاتی ہے - اور اونکی کاریگری اسقدر عمدہ اور اُنکے مصورون کا کمال اسقدر اعلیٰ درجہ کا ہے کہ آپ کو وہ انسان کی بنائی ہوئی تصویرین نہین معلوم پڑتی ہین بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ

زندہ دیوتا اور انسان اور جانور امر لوگون کے کہیل کود مین مصروف ہین
یہان پر آپ گنیش جی کو ہندو درگاہ کے دروازہ پر صدر نشین پائینگے جہان
آپ اندر کواب بہی اپنے گرد کیا منکوحہ سے ہم بغل دیکھہ سکتے ہین جسکی وجہ سے
اوسکے جسم پر بدنما داغ پہوٹے نکلے ہین جو برہما جی سے پرار تہنا کرنیکی وجہ سے
آنکہون مین مبدل ہوتے جاتے ہین - یہودیون کی درگاہ مین آپ باغ عدن
مع اوسکے دونون مشہور و معروف درختون کے دیکہینگے اور آدم کے ممنوع پہل کہ
کہانیکا ڈراما ہوتا ہوا پائینگے - سامنے عیسائی مت کی درگاہ مین یردن ندی
کے کنارہ جس مین نہانا تک بہی منع تہا آپ یوحنا کو بپتسما دیتے ہوے پائینگے
اور ایک مہاتما کو مُردون کو زندہ کرتے ہوے اور کہوپڑی کی ہڈی کے مقام
پر جسمانی باہر آتما کو ویراگ کی رُو پک صلیب پر چڑہاتے ہوے دیکہینگے
اور عرب مین آپ کو مسلمان اور یہودی لوگ گاے کی قربانی کا جشن کرتے ہوے
ملینگے - مگر ان درگاہون مین سے بیدی والے مقام پر جانیکا کوئی راستہ نہین
بجز بعض پوشیدہ دروازون کے جنکو اونکے کاریگرون نے ایسا چہپایا ہے
سواے سوکشم درشٹی (باریک بصارت) والے کے وہ اور کسی کو قطعی نظر
نہین آتے ہین - یہ درگاہون کی زمین دوز بہول بہلیان کل کی کل تاریکی
مین ہے اور یہان جو کچہہ روشنی ہے وہ صرف وہ ہی رنگین کمزور جہلک
بیدی کے اندر والے پرکاش کی ہے جو ان عجیب و غریب تصویرون اور
روپکون (personifications) کو روشن کر رہی ہے
اور ان مین سے چہن کر آ رہی ہے - بیدی مین جانے کے لیے ایک کنجی
تہی جو سابق مین ہر مصنوی کو معلوم تہی لیکن وہ عیسائی سمبت کے بہت پہلے
کہوئی جا چکی تہی گو کہ وہ از سر نو اوسوقت بنائی گئی تہی - قریب ۱۴۰۰ م

ہوئے جب پہر ایک مرتبہ اس کنجی کو چند قفلون مین لگا یا گیا تہا لیکن اس امر مین
بہت شبہہ ہے کہ اُسوقت سے کسی نے آج تک اس کنجی کو پایا ہو یا اس سے
کوئی قفل کہولے گئے ہون - آج وہ کنجی آپ کے ہاتہہ مین دیدی گئی ہے -
جیساکہ آپ دیکہتے ہین وہ کنجی لوہے یا پیتل کی نہین ہے - نہ وہ کسی قیمتی دہات
کی ہی ہے لیکن وہ معرفت کی کنجی The Key of Knowledge ہے
جو خود روشن ہے اور اپنے گرد نواح کی چیزون کو روشن کرتی ہے - اسکی
نورانی چمک سے وہ دروازے اور قفل جو ابدی کی حیات اور نور کی درگاہ مین
جانے سے مانع ہوتے ہین صاف نظر آجاتے ہین - یہی معرفت کی کنجی ہے کہ جسکے
گم کر دینے پر یسوع نے شرع کے عالمون کو ڈانٹا تہا جیساکہ لوقا کی انجیل مین (دیکہو باب ۱۱
آیت ۵۲) لکہا ہے :-

"اے شرع کے عالمون تم پر افسوس ہے کہ تمنے معرفت کی کنجی کو
کہو دیا ہے - تم آپ بہی داخل نہ ہوئے اور داخل ہونے والون کو
بہی تمنے روکا"

یہی وہ معرفت کی کنجی ہے جو از سر نو ساخت کر کے تمہارے ہاتہہ مین دیدی گئی
ہے اور مین امید کرتا ہون کہ اب تمکو اسکو پہر گم نہین ہونے دوگے - اور اس کے
دوبارہ ساخت ہونیکے متعلق عجیب بات یہ ہے کہ اسکو ابتدا مین Doctor of Law
(ماہران قانون یا شریعت) نے کہو یا تہا اور اب اسکو پہر ایک lawyer
(ماہر قانون یعنے بیرسٹرم) نے از سر نو بنایا ہے !
مین امید کرتا ہون کہ مین نے آپ کے سامنے معاہدا اتحاد و اتفاق کی سچی
تصویر کہینچی ہے جیسا وہ واقعی ہے اور جیسا اسکو ہونا چاہئیے کیونکہ مجہکو ایسی
بات کہنے سے جس سے کسی کا دل دُکہے افسوس ہوگا - لیکن ہم محض سطحی پن کے

دلوون کو بھی سائنس کی تفتیش مین مداخلت کی اجازت نہین دے سکتے ہین
پس اگر کوئی صاحب میرے نتائج سے رنجیدہ خاطر ہون تو مین صرف اونکو اِس
امرکا اطمینان دلاسکتا ہون کہ میری نیت کسی کے دل دکہانیکی نہین ہے۔
مزید گفتگو ہمارے مضمون ہی سے جو تلاش حق ہے ممنوع ہے۔ اس خیال مین
کہ یہہ مذہب کے سائنس کا سدّ ہانت صرف آج کل کے جینیون کی ملک نہین تہی
بلکہ ایک وقت پر گذشتہ زمانہ مین تمام بنی نوع انسان کو معلوم تہا اصلی شیرینی ہے
بلکہ یہہ ناممکن نہین ہے کہ آجکل کے جینی اون لوگون کی اولاد ہون جنہون نے
معرفت کی مشعل کو حال کے تاریخی زمانہ مین ہی اوٹہایا ہے اور جو بدقسمتی سے
اوسکو ابھی تک دنیا کے گرد نہین پہونچا سکے ہین۔ تب تو سلف کے زمانہ مین
آپ کے بزرگون کا رموز حقیقت کا محافظ ہونا اتنا ہی قرین قیاس ہے
جتنا میرے بزرگون کا یعنی آپ اور اسرار حقیقت اجنبی نہین کہے جاسکتے ہین
اور اب مین کچھہ الفاظ حیات کے اصلی مقصد کے واقعی عملی حصول کے لحاظ
کہون گا۔ بلا شک مذہب سے کچھہ فائدہ نہین ہے اگر اوسپر عمل نہ کیا جاوے
محض بحث مباحثہ سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے حالانکہ یہہ بات بالکل ٹہیک ہے
جب اعتقاد ایک مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ بغیر موکش دلائے نہین رہتا کیونکہ
انسان کے دل کے متعلق یہہ ایک قانون ہے کہ اعتقاد کبھی نہ کبھی اپنے کو اعمال
کی صورت مین ضرور بالضرور ظاہر کرتا ہے۔

اب اگر آپ اپنے چارون طرف نگاہ اوٹہاکر دیکھینگے تو یہہ پائینگے کہ دنیا مصیبتون
وفتون اور بےچینی سے بہرپور بہری ہوئی ہے۔ ہر جگہ بربادی موجود ہے اور
انسانون کے دل رنج سے زخمی اور تکلیف سے دردمند ہین۔ یہہ آفات
دیوی دیوتا کی بہیجی ہوئی نہین ہین۔ خود حضرت انسان کا ہی ہاتہہ انکا مسبب

کیا تمنے انجیل مین یہ نہین پڑہا ہے :-

"مگر تم جاکر کے اس کے معنی دریافت کرو کہ مین قربانی نہین بلکہ رحم پسند کرتا ہون" (دیکہو متی کی انجیل باب ۱۰- آیت ۱۳)-

اسکو پہر متی کے بارہوین باب کی ساتوین آیت مین دہرایا ہے -

"لیکن اگر تم اسکے معنی جانتے کہ مین قربانی نہین بلکہ رحم پسند کرتا ہون"

کیا آپ اسکو نہین سمجہہ سکتے کہ اگر جان کا لینا کسی خدا یا دیوی دیوتا کے نام سے بیرحمی کا فعل مانا گیا ہے اور رحم کا خواستگار ہوتا ہے تو کیا آپ کی زبان یا ذائقہ کے نام سے مباح ہوگا جیسا ٹولسٹوا کے صاحب فرماتے ہین :-

"اگر انسان کے مذہبی جذبے سچے ہین تو اسکا پہلا پرہیزگاری کا فعل گوشت کہانے سے پرہیز کرنا ہوگا - کیونکہ علاوہ اسکے کہ اس قسم کی غذا اسے غصہ وغیرہ برے جذبات اوربہڑکتے ہین اسکا استعمال صاف طور سے ایمانداری کے خلاف ہے کیونکہ وہ قتل کرنے پر جو ایمان کسی حالت مین روا نہین رکہتا ہے مبنی ہے اور طمع کے باعث ہوتا ہے"

جو آدمی اپنے کو گوشت خوری کے بارے مین دہوکہ دیتا ہے وہ اور سب باتون مین بہی اپنے کو دہوکا دیگا - جان ہر شخص کو پیاری اور خوشگوار ہے اور جو شخص اسکو ایک لمحہ بہر کے زبان کے ذائقہ کی خاطر غارت کرتا ہے وہ رحم اور محبت کے دربار مین جو پرماتماؤن کے دو اصلی صفات مین داخل نہین ہوسکتا ہے بے رحمی کے میلان خاطر کے طبیعت مین موجود رہتے ہوئے روح اور مادہ کا اختلاط بدترین صورتون مین ہوتا ہے اور روح کو دوسرے جسم مین نہایت بری اور ناگوار حالتون مین کہینچ لیجاتا ہے - اسوقت جبکہ ہمارے پاس عقل کی

روشنی سے یہہ ممکن ہے کہ ہم اپنی اصلاح کریں لیکن اگر ہم آئیندہ جنم مین نیچے درجہ کی جونون مین گرجائین تو یہہ ہمیشہ ہمارے لئیے ممکن نہین ہوگا۔

گوشت کی عادت کے چھوٹ جانے پر ہمکو پولیٹکس کے سچے اصول بھی جان پڑینگے اور اوسوقت مین قومون اور فرقون اور بادشاہتون کے تعلقات بھی محبت اور رحم کے اصولون پر قایم ہوسکینگے۔

یہہ جاننے قابل بات ہے کہ زندگی کے چار قسم کے مقاصد ہوتے ہین جو

(۱) دہرم یعنی مذہب۔

(۲) ارتہہ یعنی دولت بہبودی وغیرہ۔

(۳) کام یعنی عیش وعشرت۔ اور

(۴) موکش یعنی نجات

کہلاتے ہین۔ ان مین سے اول کے تین تو گہرست کے مقاصد ہین اور چوتہا سادہو کا جس نے دنیا سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ ان گہرست کے مقاصد کے متعلق دانشمندونکا قاعدہ یہ ہے کہ کام یعنی عیش وعشرت سب سے نیچے درجہ کا مقصد ہے اور ارتہہ یعنی حصول دولت کو اوسپر اور دہرم کو ارتہہ پر مقدم ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اگر آپ اوس قیمتی وقت کو جو حصول دولت مین صرف ہونا چاہیئے بدتمیزی کے ساتہہ شراب خوری عیش وعشرت مین ضایع کردین تو بہت جلد آپ افلاس کو پہونچ جاوینگے۔ اور دہرم کے خلاف اگر حصول دولت ہوا بھی تو وہ انجام مین باعث بربادی کا ہی ہوگا۔ اسلیئے

"..........تم پہلے خدا کی بادشاہت اور اسکی راستبازی کی تلاش کرو تو یہہ سب چیزین بھی تمہین ملجائینگی" (متی کی انجیل باب ۶- آیت ۳۳)۔

بےشک سادہو کا جسنے دنیا کو ترک کر دیا ہے سوائے نجات کے اور کوئی مقصد

زندگی نہین ہوسکتا ہے۔ اسلیئے وہ نہ عیش وعشرت کو ڈہونڈتا ہے نہ دولت کو اور نہ نیکی کے ثمرہ ہی کو بلکہ وہ ہمیشہ اپنے کرمون کے ناش کرنے کے لیئے اپنی ہی آتما کے خالص دہیان مین مصروف رہتا ہے۔ یہہ تجھکو کہنا چاہیئے کہ نیکی اور بدی دونون ہی کرمون کے بندہن اور آواگون کے قیام کے باعث ہین۔ صرف فرق اتنا ہے کہ نیکی کا بندہن خوشگوار (اونچے خاندان مین پیدا ہونا عمدہ تعلقات وغیرہ) ہوتا ہے اور بدی سے ناگوار حالات اور تعلقات ملتے ہین۔ اسلیئے ساد ہو نیکی و بدی دونون کو چہوڑکر خالص آتما کے دہیان مین جو آواگون اور کرم بندہن کی جڑ راگ و دویش کو بہت جلد اوکہاڑ ڈالتا ہے مصروف ہوتا ہے۔

مین خیال کرتا ہون کہ اب مجھے اس مضمون کو ختم کرنا چاہیئے مین نے جتنا کہا ہے وہ سچی ترقی کے لیئے اور اون ہوکر کہلانے والی اشیاء سے جو قصہ کہانیون کے پردہ نشینون کے نیم روشن راستہ مین پہیلی پڑی ہین بچنے کے لیئے کافی ہے۔ اب تمکو پہاوڑا اپنے ہاتہہ مین لینا چاہیئے اور تلاش کو دیگر مقامات پر اور اون حدود کے باہر جہانتک مین پہونچ پایا ہون جاری رکہنا چاہیئے۔ مسٹر آئیر کی کتاب دی پریشینٹ سسٹری اوف بہارت ورش جسکا حوالہ ان لکچرون مین کئی بار دیا جاچکا ہے ہندو روپک النکارون کی تشریح مین کوئی بات باقی نہین چہوڑتی ہے گو کہ مین امید کرتا ہون کہ اسکو آیندہ زیادہ عمدہ ترتیب اور صفائی کے ساتہہ مرتب کیا جاویگا۔ باقی سب مذاہب ابتک ایک مہر بند کتاب کی طرح ہین بجز اسکے کہ ایک امریکین محقق جے۔ ایم۔ پرائس صاحب نے کتاب مکاشفہ انجیل پر ایک بہت عمدہ اور قابل دید تشریح چہاپی ہے جسکو انہون نے بہت مادہ خیالی اور اعتقاد کی سرگرمی کیساتہہ لکہا ہے اور اونکی تصنیف The Apocalypse

مین بہت غلطیان نہین پائی جاتی ہین اور جو چند پائی جاتی ہین وہ ایسی ہین کہ جنکو ایک ایسا یورپین یا امریکین محقق جسنے حقیقت کی اوس دیوی اور سرپرست مربی کو جو جن بانی یا خدا (ترتہنکر) کی دختر کہلاتی ہے پورے اعتقاد کے ساتہہ سجدہ نہین کیا ہے بچا نہین سکتا ہے - تمثیل کے طور پر ایک مثال کافی ہوگی مسٹر ہرالیس کو ترتہنکر بہگوانون کے اوصاف تعداد مرتبہ اور فرائض سے واقفیت نہ تہی اور اسلیے جب وہ اوس مقام پر پہونچے جہان مکاشفہ کے چہرا اسرار چڑرا مایین ۲۴ روحانی بزرگون کا تذکرہ کیا گیا ہے تو وہ اوسکے بھید کو نہ سمجہ سکے اور جلدی مین ۲۴ بزرگونکو ۲۴ پندرہواڑونکا روپک مان بیٹھے اور پہر انکا تذکرہ فوراً ہی بند کر کے بغیر ان ۲۴ پندرہواڑون کا کچہہ اور مفہوم بتائے ہوئے دوسرے مضمون پر رجوع ہو گیے پہہ اونکے خیال مین نہین آیا کہ دیکہین موکش کا چوبیس پندرہواڑون سے کیا تعلق ہو سکتا ہے - آپ کو خیال ہے کہ یہہ چوبیس روحانی بزرگ ایک موکش کی خواہشمند آتما کے اسرار الٰہی مین پرورش کرائے جانے کے وقت چوبیس تختون پر حیات کی مسند کے اردگرد بیٹھے ہوئے ہین - ترتہنکر بہگوانون کے طور پر تو واقعی اونکا ایسے دربار مین اوسوقت تخت نشین ہونا بالکل مناسب ہے کیونکہ وہ سچے رہبر یا مرشد کامل ہین اور اسرار معرفت مین پرورش کرانیکے لیئے ایسے ہی مرشد کامل کی ضرورت ہوتی ہے یقیناً ترتہنکر بہگوانون سے بڑہکر کوئی مرشد نہین ہو سکتا ہے کیونکہ وہ تو خود خدا ہے اور جیسا کہ قرآن شریف کی ایک آیت مین جسکا حوالہ پہلے دیا جا چکا ہے لکہا ہے :-

"خدا کا بپتسمہ اور خدا سے بڑہکر بپتسمہ [روحانی تعلیم] دینے مین اور کون کامل ہو سکتا ہے"

مین آپکو یاد دلاتا ہون کہ یہہ مکاشفہ کا ڈراما روحانیت کا ہے (دیکہو کتاب مکاشفہ باب ۴ آیت ۲) جو حیات کے دربار مین ہوتا ہے - ایک موکش کے خواہشمند اور شاید ایک آئندہ

ہونیوالے ترتھنکر کو علم معرفت مین عملی تعلیم ملنے والی ہے - اور وہ اسرار جو اوسکو سکہایا جاتا ہے وہ اوس کتاب سے تعلق رکہتا ہے جو اندر اور پیچھے کیطرف لکہی ہوئی ہے اور جسپر سات مہرین لگی ہوئی ہین جسکا صاف طور سے مفہوم اسرار مجسم ہستی ہے کیونکہ وہ بہید والی کتاب ریڑھ کی نلی اور اوس سے تعلق رکہنے والے ناڑیون کے سات چکرون کی تشبیہہ ہے - وہ جو ایک تخت نشین درمیان مین ہے وہ حیات کا اون خیالی اقتباس کے طور پر ہے کیونکہ اوسکی نہ کوئی پوشاک وکہائی ہے اور نہ اوسکی جسمانیت کا تذکرہ کیا ہے - ایسے دربار مین ایسے مجمع مین اور این حالات مین آپکو ہم ۲۴ پیدر رہوا رڑونکو ۲۴ تختون پر جنکی سوا کسی اور کے بیٹھنے کیلئے اور کوئی تخت وہان پر نہین ہین بیٹھے ہوئے خیال کرنا ہے - اصلی تعبیر ہم پہلے دیکھ چکے ہین وہ جو درمیان مین تخت پر بیٹھا ہے جسمین سے رعد گرج و برق نکل رہی ہین وہ حیات ہے چونکہ گرج وغیرہ حیات کی خود اختیاری حرکت کی علامات ہین ۲۴ روحانی بزرگ ۲۴ ترتھنکر ہین جو ہر کال مین ہوتے ہین - اونکے سفید جامہ انکی منتقس پن کی علامت ہین جس سے وہ محض حیات سے جو خیالی اقتباس کے طور پر مانی جاوے امتیاز کئے جاسکین اس طور پر وہ خالص نور مجسم ہین اونکی جامونکی سفیدی اونکا کرمیلون اور مادّی ناپاکی سے پاک ہونا ظاہر کرتی ہے - صاف الفاظ مین وہ اپنے ذاتی کا جامہ پہنے ہوئے ہین اور اسکو سنہرے تاج جنہین اس مجمع مین اور کوئی نہین پہنے اونکی اعلیٰ ترین مرتبہ کی نشانی ہین - مجھے یقین ہے کہ آپ اس امر پر مجھسے متفق ہونگے اس مجمع مین ہفتون یا پیدر رہوا رڑونکے لیئے کہین گنجائش نہین ہے - جیسا پہلے کہا مسٹر پریس جین مت سے بالکل ناواقف تھے جو کسی حالت مین انکا قصور نہین موجودہ مصنف بہی جو پیدایشی جین ہے سنہ ۱۹۱۳ء تک جین مت کے اصولون سے ناواقف تھا - اسکی وجہ یہہ ہے کہ جین مت کی کتابین انگریزی اور ہندی مین اب چھپنے لگی ہین اسلیئے جو اشخاص انہین دو زبانون سے واقف تھے اونکو جین مت کی کتابون کا

ہوئے کسی زبان مین بہی نہین چہپی ہین مطالعہ قریب قریب ناممکن تہا - اس کمی کی بے
شک جینی لوگ پورے طور سے قصوروار ہین - چونکہ دوسرے مذاہب مین تیرتہنکرون کا
تذکرہ صرف ضمنیہ حوالون کے طور پر آیا ہی اور چونکہ اونکی سوانح عمری صرف جین مت ہی مین
پائی جاتی ہین اسلیئے ہمین کوئی تعجب کی بات نہین ہی اگر دور دراز امریکہ کے برا عظم کا ایک
متلاشی جینیون کی خاموشی کیوجہ سے دہوکہ مین پڑجاوے - ہم سب ہی ویسی ہی غلطیان کرسکتے ہین
اور پہر متہولوجی (دیوی دیوتاؤنکی افسانونکے روپ مین اصول مذہب کو پیش کرنا) وہ
علم نہین ہی کہ جسکو تقویت یا ترقی دیجاوے گو کہ اسکے افسانونکے مطالب کو ڈہونڈہنا اسوقت
نہایت ضروری ہی تاکہ مختلف مذاہب کا اتحاد و اتفاق ہو - اوس شخص کیلیئے جو موکش کا
طالب ہے سائنس کا راستہ ہی بتلایا گیا ہی اسکے لیئے ان دیوی دیوتاؤنکے افسانون سے مناسب
فاصلہ پر ہی رہنا مناسب ہی تاکہ وہ اونکی ٹیڑہی گلیون پیچیدہ راستون اور نیم روشن
بہول بہلیون مین نہ پہنس جائے - قصہ مختصر یہ ہی کہ متہولوجی کو محقق کی نگاہ سے ٹڑہنا روا ہے
مگر بہگتی کی نگاہ سے کبہی نہین - اور محقق کی کامیابی کیلیئے حیات کی سائنس کی واقفیت
جسکے مختلف اصول تہیر کی مورتیونکے طور پر دنیا کی شاستہ بت خانون مین پڑے ملتے ہین
اتنی ہی ضروری ہی جتنی ہمدردی اس صانع مصور کے خیال سے ہی جسکا ہاتہہ ان صورتون کو عالم
نیستی سے ہستی مین لایا -

اور اب ہم موجودہ زمانہ کے اوس خیال کیطرف متوجہ ہونگا جسکے بموجب انسان نیچے کے جانورون مین
سے ترقی کر کے بنا ہی اور اُسنے آہستہ آہستہ نیم وحشی پن کی حالت سے عقل اور مذہب کو حاصل
کیا ہی - اسکے متعلق مجہے صرف اتنا ہی کہنا ہی کہ آپنے خود دیکہا ہے کہ کہانتک ہم لوگ اونسے زیادہ
عقلمند ہین جنکے نیم وحشی پن کی سادگی کی وقت بیوقت کہلی اڑا ئیکا فیشن آجکل کے عالم لوگون مین
مروج ہے - آپ خود ہی اس امر کا فیصلہ کیجیئے کہ آیا حقیقت سے واقف نکلے یا زمانہ سلف کے
لوگ - اور اگر آپ اس نتیجہ کو نکالین کہ زمانہ سلف کے لوگونکی لیاقت اور قابلیت کے بارہ مین آپکے

خیالات بالکل غلط تھے تب اپنے اس خیال کو کہ انسان حیوانون مین تر اور حیوان بیجان
چیزون مین سے آہستہ آہستہ ترقی کر کے بنے ہین اور اسی قسم کی اور غلط فہمیونکو چھوڑ دیجیے

میری پاس اتنا وقت نہین ہے کہ مین اس مضمون پر زیادہ تقریر کر سکون اور نہ مجھے اس سے
زیادہ واقفیت ہی ہے لیکن مین اتنا ضرور کہونگا کہ انسانون اور جانداروں کی ابتدا کے
متعلق ہماری مذکورہ بالا رائے کسی عام یا خاص الہام پر مبنی نہین ہے کہ جو ترمیم نہ ہو سکے
وہ ایک جلدی سے قایم کی ہوئی کام چلاؤ رائے ہے جو اس قسم کی اور رایون کی مثل
آیندہ تفتیش کے جاری رکھنے کیلئے قیاس کر لی گئی ہے - یہ حد ہے جسکے آگے کبھی کوئی سچا
سائنس دان نہین بڑھیگا - لیکن معمولی عقل والے بیرونی اصحاب کا ایک گروہ ہے
جو ایسی جلدی سے قایم کئے گئے قیاسات کی باطل نہ ہونیوالی صحت کا چلا چلا کر دعوی
کیا کرتے ہین - زمانہ سلف کے لوگونکی خفیہ دانش موجودہ محققین کی رائے کو جو آج بھی
روح کی خفیہ سائنس سے مطلقاً ناواقف ہین جھٹلانیکو کافی ہے - نتیجہ یہ ہے کہ جو کوئی شخص
اس امر کا دعوی کریگا کہ وہ گذشتہ زمانہ کو انسانی عقل کا بچپن ثابت کرے تو اسکو سب
پہلے اوس سچی دانش سب کے بڑے ذخیرہ کا جسکو اسنے اپنے بہت قدیم بزرگون سے
کہانیونکی شکل مین ورثہ مین پایا ہے اور جسکا مطلب وہ اب تک نہین سمجھا ہے حساب دینا ہوگا
کہ وہ کہان سے آیا - اصلیت یہ ہے کہ علم کسی خاص وقت سے اور خاص کر حال کے زمانہ سے
مخصوص نہین ہے - سلف کے لوگ اپنے سادہ پن اور اعلی خیالات کیوجہ سے ہماری نسبت اوسکے
زیادہ مستحق تھے گو کہ قدرتی طور سے خالص اصلی علم الہی اوسوقت مین بھی چند نہایت
ہی سرگرم ارواح پر محدود رہا ہوگا - جو اشخاص اس معرفت کے روشن دایرہ کے باہر
اونمین یہہ لازمی ہے کہ سب اقسام کی رائے والے لوگ ہون یعنے وحشیونکے درجہ سے
لیکر اوپر درجون تک کے - اور یہہ لوگ اپنی ذہانت طبع اور میلان خاطر کے بموجب
نقل اور ایجاد دونون قسم کے افعال کرتے رہے ہونگے - پچھلے زمانہ کی بہت سی روایتین اونکے

محض وحشیانہ ابتداء کی معلوم ہوتی ہین لیکن یہہ ممکن ہے کہ وہ کسی علامتی اصل کی بدبخت نقول ہون ۔ ساتہہ ہی مین یہہ بالکل ٹھیک ہے کہ وحشی پن بہی کم از کم اتنا ہی پرانا ہے جتنا کہ علم معرفت ۔ اور قربانی کی رسوم کو خفیہ رموز معرفت کے معنی پہنانا ہی وحشیون اور جاہلونکو انسان بنانیکی کوشش کا حوالہ دیتا ہے کیونکہ انسان اور جانور دنکی قربانیون والی روایتونکے مصنف ہرگز سچے دیندار یا نباتات کے کہانے والے انسان نہین ہوسکتے تھے جنکے پاکیزہ جذبات اور رحمدلی کے خیالات گوشت اور خون کا اس طور پہ ذکر کرنیکے کبہی روادار نہین ہوسکتے تھے ۔ ہندو دہرم کی ابتداء و ترقی کا حال پریکٹکل پاتہہ کے ضمیمہ مین دکہلایا گیا ہے اور غالباً دیگر مذاہب کی تفتیش بہی اُسی طریقہ پہ کرنی پڑیگی ۔ تاہم ہر مذہب کو اسکے خاص واقعات کے لحاظ سے دیکہنا ہوگا کیونکہ کوئی ایسے امٹ و ہر جگہہ کارآمد ہونیوالے قاعدے نہین قایم کیے جاسکتے ہین جو بلاامتیاز ہر جگہہ کام مین لائے جاسکین ۔ مین سمجہتا ہون کہ میرے یہہ چند الفاظ اس مضمون پہ کافی ہونگے ۔

اب مین مذہب کا خلاصہ جسکو ہم چند گذشتہ ہفتون سے سمجہہ رہے ہین ایک جملہ مین آپکے سامنے پیش کرونگا ۔ یہہ جملہ کوئی نیا نہین ہے گو کہ شاید آپ مین سے بعض اس سے ناواقف ہون ۔ کیونکہ یہ خلاصہ میرا نہین ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ خود حیات کا ہے جسکو اوسنے بہت عرصہ گذرا ایک موقع پہ فرمایا تہا :۔

"مین آج کے دن آسمان اور زمین کو تمہارے اوپر گواہ لاتا ہون کہ مینے زندگی اور موت اور برکت اور لعنت تمہارے سامنے رکہی ہین ۔ پس تم زندگی کو پسند کرو تاکہ تو اور تیری اولاد دونون زندہ رہین ۔" (کتاب استثنا انجیل مقدس باب ۳۰ ۔ آیت ۱۹) ۔

دوسرے الفاظ مین "حیات خدا ہے اور وہ مین ہی ہون" یہہ مذہب کا دارچ ورڈ (پہچان) ہے اور آپ یقیناً گمراہ نہین ہونگے اگر آپ ہر طرح سے اپنی ہی حیات مین اپنا

بہر بنانے کی کوشش کریں جو آپ کا اصلی کام ہے - اور اب قبل اسکے کہ ہم ایک دوسرے کو وداع ہون ہمکو حیات سے اسکی محبت دارحم و دیا اگیہ کی ٹحانی برکتوں کیلئے ملکر دعا مانگنی چاہیئے اور ہر جاندار کو خواہ وہ آج ہستی کے درجہ مین کتنا ہی حقیر کیوں نہ ہو امن و خوشی کا مژدہ سنانا چاہیئے - ذیل کی نظم جو بابو جگل کشور جی مختار مصنف جین ہتشی کی طبع رواں کا نتیجہ ہے اس موقع کے لیئے نہایت موزوں ہے اور انکی اجازت سے یہان پہ درج کیجاتی ہے -

اوم

(۱)

جس نے راگ[۱] دویش کامادک جیتے - سب جگ جان لیا
سب جیوون کو موکش مارگ[۲] کا نسپرہ[۳] ہو اوپدیش دیا
بدھ - ویر جن - ہری - ہر - برہما یا اوس کو سواد[۴] ہین کہو
بھگتی بھاؤ سے پریرت[۵] ہو یہہ چت اوسی مین لین[۶] رہو

(۲)

وشیون کی آشا[۷] نہین جن کے سامیہ[۸] بھاو دھن رکھتے ہین
نج پر[۹] کے ہت سادھن مین جو نشدن[۱۰] تت[۱۱] پر رہتے ہین
سوارتھ[۱۲] تیاگ کی کٹھن تپسیا بنا[۱۳] کھید جو کرتے ہین
ایسے گیانی سادھو جگت کے دکھ سمودہ کو ہرتے ہین

نوٹ - [۱] محبت نفرت شہوت غصہ تکبر وغیرہ [۲] ذریعہ حصول نجات ابدی [۳] بلا کسی غرض یا خواہش کے - [۴] مہادیو بھگوان [۵] اپنے آپ آزاد خود مختار [۶] متحرک [۷] محو [۸] خواہش [۹] سمتا بھاؤ [۱۰] اپنے اور دوسرون کے [۱۱] رات دن [۱۲] کمربستہ مشغول [۱۳] ترک خود غرضی [۱۴] خوشی سے بلا تکلیف مانے ۱۲

(٣)

رہے سدا ست سنگ اونہین کا دہیان اونہین کا نِتیہ رہے
اون ہی ۔ جیسی چرِیا[1] مین یہہ چِت سدا انورکت[2] رہے
نہین ستاؤن کسی جیو کو جھوٹ کبہی نہین کہا کرون
پر دہن[3] ونِتا پر نہ لبھاؤن سنتوشامرت پیا کرون

(٤)

اہنکار کا بھاو نہ رکھون نہین کسی پر کرودھ[4] کرون
دیکھہ دوسرون کی بڑہتی کو کبہی نہ اِیرشا[5] بہاؤ دہرون
رہے بہاونا ایسی میری سرل ستیہ[6] بیوہار کرون
بنے جہانتک اِس جیون مین اورون کا اوپکار کرون

(٥)

میتری[7] بہاؤ جگت مین میرا سب جیوون سے نِیتہ رہے
دین دکہی جیوون پر میرے اُرسے[8] کرونا سروت[9] بہے
درجن کرور کو مارگ رتون پر کشوبہہ[10] نہین مجھہ کو آوے
سامیہ بہاؤ رکہون مین اون پر ایسی پرنتی[11] ہو جاوے

(٦)

گنی جنون[12] کو دیکھہ ہردے مین میرے پریم اُومڑ آوے
بنے جہانتک اون کی سیوا کرکے یہہ من سُکھہ پاوے

---

[1] وضع چال چلن [2] راگی رنگا ہوا لین [3] دوسرے کی دولت اور استری پر [4] غصہ [5] خیال حرص [6] چھل کپٹ سے مبرا اور سچا [7] دوستانہ [8] دل سے [9] چشمہ رحم دیا کا سوت [10] دشتون ظالمون سنگدلون اور اون اشخاص پر جو کہ کودرستون پر لگی ہوئی ہین [11] جذبہ جوش [12] رجحان طبیعت [13] گنوان پورشون کو

ہو وُن نہین کرتگھن[1] کبھی مین در[2] وہ نہ میرے اُر آوے[3]
کُن گراہن[4] کا بھاؤ رہے نت دُشٹی[5] نہ دوشون پر جاوے

(٧)

کوئی بُرا کہو یا اچھا لکشمی آوے یا جاوے
لاکھون برسون تک جیوُن یا مرتیو[6] آج ہی آجاوے
اتھوا کوئی کیسا ہی بھے[8] یا لالچ دینے آوے
تو بھی نیائے مارگ سے میرا کبھی نہ پد ڈگنے پاوے

(٨)

ہو کر سُکھ مین مگن نہ پھولے دُکھ مین کبھی نہ گھبراوے
پربت ندی شمشان[9] بھیانک اٹوی[10] سے نہین بھے کھاوے
رہے اڈول اکمپ نرنتر[11] یہ من درڑھتر[12] بن جاوے
اِشٹ[13] دیوگ انشٹ یوگ مین سہن[14] شیلتا دکھاوے

(٩)

سُکھی رہین سب جیو جگت کے کوئی کبھی نہ گھبراوے
بیر پاپ ابھمان چھوڑ جگ نیت نئے منگل گاوے
گھر گھر چرچا رہے دھرم کی دُشکرت[15] دُشکر ہو جاوین[16]
گیان چرت اُنّت کر اپنا منج جنم پھل سب پاوین

(١٠)

---

۱ احسان فراموش ۲ دغا اور نقصان رسانی وغیرہ کے درپے ہونیکا بھاؤ ۳ دل مین ۴ گنونکو حاصل کرنیکا ۵ نظر ۶ موت ۷ چاہے خواہ ۸ ڈر خوف ۹ مرگھٹ ۱۰ جنگل بیابان ۱۱ ہمیشہ ۱۲ بہت زیادہ مضبوط اور مستقل ۱۳ اچھی پیاری چیز کا بچھڑ جانا اور بُری کا سنجوگ ۱۴ عادت برداشت ۱۵ پاپ کرم ۱۶ مشکل سے کرنیکے جانیوالے ۱۷ اچھی گیان اور چارتر کو ترقی دیکر ۱۸ پیدائش انسانی ۱۲

غلطی نامہ

صفحہ	سطر	اوپر یا نیچے سے	غلط	صحیح
۹	۱۱	اوپر سے	اپنے تئین	خود
۱۱	۱	"	مشکوک	لوگ
"	۹	نیچے سے	حملہ	جملہ
"	۷	"	جس	حس
۱۴	۳و۴	"	خفیفہ تعلیم دیئے ہوئے تو آور لوگون	خفیفہ تعلیم والے تو آواگون
۱۸	۱۴	"	تمس	لمس
۲۰	۴	"	بنجھانا	ہونا
"	۳	"	سمارہی لوگ کے اگنون	سمادہی لوگ کے انگون
۲۱	۴	"	ساکثات	ساکشات
"	"	"	خوش ہوکر	خوشی حاصل ہوئی ہے اور
۲۳	۹	"	زندہ بہونا	زندہ ہونا
۳۲	آخری	"	اختیار	امتیاز
۵۴	۶	"	نے	سے
۶۰	۶	اوپر سے	چیتن یعنی صاحب من ہونے	چیتن پن
۱۰۳	۲	نیچے سے	بیٹری بیسر	بیٹری پُر
۱۱۴	۸	"	اکھنڈ	آکھنڈ
۱۱۹	۲	اوپر سے	کاادر	کار
۱۲۳	۹	"	شریک	شریر
۱۳۲	۱۰	"	لیشیک	ولیشیک

صفحہ	سطر	اوپر یا نیچے سے	غلط	صحیح
۱۸۷	۲	اوپر سے	پایا ہے	پاتا ہے
۲۵۰	۸	"	مشکوک	یعنی
۲۶۵	۹	"	مدی	ابدی
۲۶۶	۴	"	وہ	وہ جو
"	۲	"	جب کی	جب کہ کی
۲۷۰	۳	نیچے سے	تہین	ہین
۲۷۱	۱۴	"	مُردون	مُردون
"	۱	"	سانپ	سانپ کو
۲۸۷	۹	"	راور	اوراور
۳۱۹	۴	"	پیدکی	پیداکی
۳۲۰	۴	اوپر سے	محو	محولہ
۳۳۰	۱۰	نیچے سے	اندرد	اندر
۳۳۷	۹	"	جیون	جیون کے
۳۵۶	۵	اوپر سے	امر کے	امر کے کر
۳۷۹	۹	"	مشکوک	یسوع نے شرع کے
۳۸۱	۵	"	مشکوک	دینداری
۳۸۲	۶	نیچے سے	دہوکا کہادیگا	دہوکا دیگا
۳۸۴	۷	اوپر سے	مشکوک	سادہو

انکے علاوہ چند غلطیان معمولی اور بھی ہین جو پڑھنے والا آسانی سے درست کرلیگا۔ وہ یہان نہین دکہائی گئین ہین۔